دین فطرت

دینِ فطرت

مرزا فتحیاب حسین

قیمت تین روپیہ پچاس پیسے

ملنے کا پتہ

قصرِ رضا ۔ ۱۴ اسی روڈ ۔ بلاک ۲ ناظم آباد کراچی ۱۸

انتساب

اپنی اس حقیر خدمت کو میں اپنے پدر بزرگوار مرزا نواب حسین صاحب قبلہ مرحوم و مغفور (ریٹائرڈ انجینئر) کے نامِ نامی سے منسوب کرتا ہوں جن کی زندگی خدمتِ خلق اور دینِ اسلام کے لئے ہمیشہ وقف رہی اور جنکی پرورش اور بہترین تربیت نے مجھ کو اس دنیا کے نشیب و فراز سے نبرد آزما ہونے کے قابل بنایا اور جن کے فیوض تعلیم و تربیت نے مجھ کو نورِ ہدایت سے فیضیاب ہونے کا شرف بخشا۔

فہرست

عنوان	صفحہ

تعارف

میرے سامنے محترمی جناب مرزا فتحیاب حسین صاحب بالقابہ کی کتاب "دینِ فطرت" ہے جس کے تمام و کمال مطالعہ کا شرف حاصل کر چکا ہوں۔ اس کتاب سے دو بڑے فائدے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ ایک ان علماء کے حق میں ہے جو صرف فریضہ نماز جماعت ادا کرنے پر اکتفا کئے ہوئے ہیں اور اپنے خامۂ مبارک کو نشر علوم قرآنیہ میں جنبش نہیں دیتے، دوسرا فائدہ ان روشن خیالوں سے متعلق ہے جنہیں حکمائے غیر اسلام کے خیالات کی روشنی اپنی جانب متوجہ کئے ہوئے ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کا یہ اعلان کہ "حقیقی دین اسلام ہی ہے"۔ اس کتاب سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے۔ اگر تعصب کی حدود سے الگ ہو کر اس کا مطالعہ کیا جائے تو حقیقت دعوائے اسلام واضح ہو جائے گی۔ اگرچہ اس میں صرف اعتقادی رُخ کے خط و خال اجاگر کئے گئے ہیں لیکن ان پر منطقی بحث مطالعہ کرنے والوں کو دیگر اقدار انسانی سے روشناس کر سکتی ہے۔

حیرت ہے کہ پی، آئی، اے کا ایک افسر فضائے دینی میں اتنی پرواز پر قدرت رکھتا ہے۔ خدا کرے مصنف کے قلم میں اور زور پیدا ہو اور دوسرے افراد کو موصوف کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق نصیب ہو۔

وما توفیقی الا باللہ

۱۶ر شعبان ۸۷ھ　احقر محمد مصطفےٰ عفی عنہ
جوؔہر

کارِ خیر جب تک توفیق الٰہی و تائید باری عزّ اسمہٗ بندے کے شاملِ حال نہو صادر نہیں ہوتا اور یہ عطیۂ الٰہی کسی صنف کے ساتھ مخصوص نہیں۔ یہ دیکھا جاتا ہے کہ جن حضرات کا شمار علماء و واعظین میں نہیں کیا جاتا وہ بھی اپنے ذوقِ فطری اور جذبات اشاعت اسلام سے متاثر ہوکر ایسے ایسے کارہائے نمایاں کرتے ہیں جن کا بظاہر اُن سے کوئی تعلق نہیں معلوم ہوتا۔ ان کی مذہبی تعلیم آغوشِ مادر، صالح ماحول اور مجالسِ عزائے حضرت سید الشہداء ارواحنا وارواح العالمین لہُ الفِدا میں ہوتی ہے عربی اور مذہبی مدارس سے باوجودیکہ اکتساب فیض نہیں کرتے پھر بھی ضرورتِ زمانہ کے مطابق نہایت مناسب تصنیفات کرتے رہتے ہیں۔ اور ہر مکتب خیال کے لوگوں سے گفتگو کرنے کے بعد جو اثرات ہوتے ہیں ان سے بالکل صحیح نتیجہ اخذ کرکے وہی کتاب لکھتے ہیں جس کی ضرورت ہوتی ہے اور ایسے انداز و الفاظ میں جو نہ کسی کے لئے بارِ خاطر ہو اور نہ کسی گروہ کی دل شکنی ہو اور مقصد بھی حاصل ہو جائے اور جادلھم بِالتی ھی احسن کا مصداق قرار پائیں۔

زیرِ نظر کتاب بھی اسی نوعیت کی کتاب ہے اور اسی نہج سے لکھی گئی ہے اس میں ہر موضوع پر کتاب الٰہی کی واضح آیتوں سے مطلب کو واضح کیا گیا ہے اور حق توضیح ادا بھی ہو گیا ہے ضرورت ہے کہ اس کتاب کا ترجمہ مختلف زبانوں میں کرکے غیر ممالک میں انصاف پسند اور طالبانِ حق کے سامنے پیش کیا جائے ابھی اس پہلی ہوئی

دنیا میں بہت کچھ طالبانِ ہدایت ہیں مگر افسوس کوئی راہنما نہیں جو ان کی زبان میں تبلیغ کر سکے نہ ایسا ادارہ ہے جو مفید اور تبلیغی کتابیں مفت نہ سہی تو کم قیمت پر فروخت کرے۔

زیرِ نظر کتاب کے مصنف جناب مرزا فتحیاب حسین صاحب نے جو پی آئی اے میں ایک با اختیار اور ممتاز عہدے پر فائز ہیں اور اکثر ممالکِ مغربی کا سفر کرتے رہتے ہیں وہاں کے مسلمانوں اور غیر مسلموں نیز پاکستانی خدا پرستوں سے گفتگو کے بعد اس کتاب کو لکھا ہے اور حق یہ ہے کہ خوب ہی لکھا ہے اور اسکو میں نے اول سے آخر تک خود مصنف زید توفیقانہ سے سنا اور اس کے بعد اپنا یہ خیال ظاہر کیا۔ خداوند عالم خود مرزا صاحب اور ایسے ہی دیگر مصنفین کی کوششوں کو بارآور و کامیاب فرمائے۔

الحاج سید محمد عادل رضوی،

۲۴ ستمبر ۶۴ء

زیرِ مطالعہ کتاب "دین فطرت" مکرمی جناب مرزا فتحیاب حسین صاحب زاد اللہ توفیقاتہ کی سعی جمیلہ کا بہترین لب ہے۔ ہر زیرِ بحث مسئلہ کو آیات قرآنی اور کہیں کہیں اقوال معصومین کی روشنی ڈالتے ہوئے نہایت دل کش۔ حسین سلیس الفاظ میں واضح کرنے اور سمجھانے کی کوشش کی ہے اور حق یہ ہے کہ مصنف موصوف بڑی حد تک کامیاب رہے ہیں۔ "دین فطرت" کو بڑی تیزی سے زوال پذیر اور آفتاب لب بام پاتے ہوئے وقت کا تقاضا ہی نہیں بلکہ استغاثہ ہے کہ ایسے افراد جن کے پہلو میں درد نوعی سے تڑپ جانے والا دل ہے اس فریاد پر لبیک کہتے ہوئے میدانِ عمل میں اتر آئیں۔ اور

سینہ سپر ہو کر دین الٰہی کو زبوں حالی اور تباہی سے بچالیں۔ اپنے بلند کردار، صدق گفتار، بے لوث خدمت دین سے نوع بشری کو ضلالت وگمرہی کے بلاخیز طوفان سے بچانے کی کوشش کریں۔

مصنف کتاب بفضل خدا انہیں مبارک افراد سے ہیں جو اس فریاد پر لبیک زن ہیں اور مختلف مکتبِ خیال کے ارباب فکر و نظر سے گفت و شنید کے بعد جو نتیجہ نکالا۔ اور جس امر کی شدید ضرورت محسوس کی۔ اسکو کتابی لباس پہنا کر دنیائے انسانیت کے بازار میں لانے کی سعادت حاصل کی۔

حقیقت یہ ہے کہ کتاب "دین فطرت" اپنوں اور غیروں دونوں کو یکساں مفید ثابت ہوگی اور صحیح معلومات بہم پہنچانے کے تحت نوع انسانی کی ہر اس فرد کے لئے رہبر صراط مستقیم ثابت ہوگی جو بصیرت کی آنکھ اور انصاف پسند دل کا مالک ہے۔ خدا عزّاسمہ مصنف ممدوح کی توفیقات میں اضافہ اور اجرِ جمیل عطا فرمائے اور تمام بنی نوع کو درس قرآنی اور آیات الٰہی کی روشنی میں صحیح مسلمان بننے کی توفیق مرحمت فرمائے فقط

عبدالعاصی سید محمد ہادی عفی عنہ

۲۳ شعبان ۱۳۸۷ھ

الحمد للّٰہ الذی کفی والصلوٰۃ والسلام علے محمد المصطفےٰ وآلہ المجتبےٰ اما بعد کتاب دینِ فطرت اول سے آخر تک دیکھنے کا شرف

حاصل ہوا یہ کتاب زمانۂ حال کے موافق خوش اسلوب اور موجودہ زمانہ میں جس چیز کی اشد ضرورت ہے آیات قرآنی سے نہایت عام فہم الفاظ میں اہم مطالب کو ذہن نشین کرنے کی سعیِ بلیغ کی گئی ہے اور حقیقتِ اسلام کو واضح کیا گیا ہے جو تشنگانِ دریائے تحقیق کے لئے آبِ حیات ہے مصنف کتاب جناب مرزا فتحیاب حسین صاحب زید شرفہ نے جس عرق ریزی اور جانفشانی سے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے وہ لائقِ صد آفرین و تحسین ہے۔

خدا کرے کہ یہ کتاب اور اسکے مختلف زبانوں میں ترجمے ہو کر اقوام عالم کے لئے مشعلِ راہ بنیں خدا موصوف کو اجر عطا فرمائے اور توفیقات میں اضافہ فرمائے اور جملہ مسلمین اور بنی نوع انسان کو قرآن مجید کی روشنی اور ہدایت میں ایک پکا اور سچا مسلمان بننے کی توفیق و ہدایت فرمائے۔

والسلام علےٰ من اتبع الہدےٰ

حررہ الاحقر مرزا بندہ حیدر صدر الافاضل

حیدر منزل ۱۶/۴ فردوس کالونی

ناظم آباد کراچی۔ پاکستان

۲۳ مئی ۱۹۶۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا مولانا رحمت للعالمین ابی القاسم محمد وآلہ الطیبین الطاہرین

مقدمہ

موجودات عالم کی ہر چیز اور ہر متنفس کو بلا استثنا ایک جامۂ ہستی عطا کیا گیا ہے۔ اور اس کی ظاہری اور باطنی بناوٹ کچھ اس طرح استوار کی گئی ہے کہ ہر وجود ایک تجویز شدہ نظام کے ماتحت مقررہ اندازہ کے مطابق معین شدہ حدود میں اپنے مقصد تخلیق کو پورا کر رہا ہے۔ پھر خالق حقیقی کی ربوبیت کاملہ ہر وجود کے لئے اس کی مختلف حالتوں اور ضرورتوں کے مطابق اس کے گرد و پیش ایسے سامان مہیا کرتی ہے جو کہ مقصد تخلیق کے حصول میں اس کی معاونت کرتے ہیں۔ اور اس طرح یہ کل کا کل کارخانۂ ارضی وسماوی جب سے قائم ہوا یوں ہی چل رہا ہے اور قیامت تک اسی طرح چلتا رہے گا۔ یہ ایک ایسا اٹل قانون ہے جس میں تبدیلی کے امکان نہیں جب تک وہ خالق حقیقی خود ہی نہ چاہے۔ سورہ الفرقان میں ارشاد ہو رہا ہے۔ "اور اسنے تمام چیزیں پیدا کیں پھر ہر چیز کے لئے (اس کی حالتوں اور ضرورت کے مطابق) ایک خاص اندازہ ٹھہرایا۔" پھر سورۂ عبس میں ارشاد ہو رہا ہے۔ "ہمارا پروردگار وہ ہے کہ جسنے ہر چیز کو اس کی بناوٹ دی پھر اس پر (عمل کے لئے) راہ کھولدی۔"

بنی نوع انسان کو بھی اسی ہمہ گیر قانون کے مطابق تخلیق کیا گیا ہے۔ اُسکی

تخلیق کا بھی ایک مقصد ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے اس کو بھی ایک مقرر شدہ نظام سے منسلک کیا گیا ہے تاکہ وہ اپنے مقصدِ تخلیق کو پورا کر سکے۔ سورہ عبس میں ارشاد ہو رہا ہے "خدا نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا پھر اس کی تمام ظاہری اور باطنی قوتوں کے لئے ایک اندازہ ٹھہرایا پھر (ایک دستور العمل تجویز کر کے) اُس پر زندگی کی راہ آسان کر دی"۔

اس کے بعد سورہ شعرا میں ارشاد ہو رہا ہے کہ "جس پروردگار نے مجھے پیدا کیا وہی میری ہدایت کرے گا اور پھر وہی مجھے کھلاتا ہے پلاتا ہے اور جب بیمار ہو جاتا ہوں تو شفا بخشتا ہے"۔ اور پھر ایک دوسرے مقام پر اسی نورِ ہدایت میں ارشاد ہو رہا ہے (اے بنی نوع انسان) کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ ہم نے تمہیں بغیر کسی مقصد و نتیجہ کے پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف لوٹنے والے نہیں۔ اللہ جو اس کائنات ہستی کا حقیقی حکمراں ہے اس سے بہت بلند ہے کہ ایک بیکار اور عبث فعل کرے (یعنی کہ انسان کو بغیر کسی مقصد و نتیجہ کے پیدا کرے) کوئی معبود نہیں مگر وہ جو عرش بزرگ کا پروردگار ہے"۔

آپ نے غور فرمایا کہ کس تکرار کے ساتھ یہ بات ذہن نشین کرانا مقصود ہے کہ تخلیق انسانی بھی اُسی ہمہ گیر قانون قدرت کا ایک کرشمہ ہے جس کا تفصیل سے اوپر ذکر کیا گیا۔ لہٰذا بنی نوع انسان مقصدِ تخلیق کے حصول کے لئے اُس نظام کا پابند ہے جس کو اُس کے خالق نے اُس کے لئے تجویز اور مقرر کر دیا ہے۔

ہمارے روزمرہ کے مشاہدات شاہد ہیں کہ انسان جونہی اس دنیا میں قدم رکھتا ہے تو تمام کارخانۂ ہستی اُس کی پرورش کے لئے متوجہ ہو جاتا ہے اور یہ پرورش اس کی زندگی کے آخری لمحہ تک بغیر کسی تغیر کے

جاری رہتی ہے۔ اسی طرح مقصدِ تخلیق کے حصول کے لئے بنی نوع انسان کو ہدایت بھی عمر کے ہر دور اور زندگی کے ہر شعبہ میں مسلسل اور تا حیات ملتی رہتی ہے۔ ذرا غور فرمادیں کہ سعی و طلب کا ولولہ جو کہ حصول مقصد کے لئے لازمی ہے اس کے لئے ہدایت اندرونی الہام کی شکل میں اس دنیا میں آنے سے قبل ہی ودیعت کردی جاتی ہے۔ آپ نے دیکھا ہی ہے کہ بچہ پیدا ہوتے ہی غذا کے لئے روتا ہے اور پھر بغیر کسی خارجی رہنمائی کے ماں کی چھاتی کو منہ میں لیکر چوسنے لگتا ہے اور اس طرح اپنی غذا حاصل کر لیتا ہے۔ کائناتِ عالم کا علم اگر نہ ہو تو مقصد تخلیق پورا نہیں ہوتا اس لئے حواس خمسہ اور عقل کی ہدایات عطا کی گئیں اور اس طرح بنی نوع انسان کے لئے غیر محدود ترقیوں کے دروازے کھول دیئے گئے لیکن کسی نے سچ کہا ہے کہ "عقل کی ہدایت مادی اور روحانی ترقیوں کے لئے معاونت تو کرتی ہے لیکن اعمال کی درستگی اور انضباط کے لئے موثر نہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نفس انسانی طرح طرح کی خواہشوں اور جذبوں سے کچھ اس طرح متھولا واقع ہوا ہے کہ جب کبھی جذبات اور خواہشات اور عقل میں کشمکش ہوتی ہے تو فتح جذبات اور خواہشات ہی کی ہوتی ہے ایسا بہت کم ہوا ہے کہ عقل نے اُن پر غلبہ حاصل کیا ہو۔" لہٰذا اعمال کی درستگی اور انضباط کے لئے ایک ضابطۂ حیات بنی نوع انسان کے لئے تجویز کیا جس کو وہ رب العالمین دینِ اسلام کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ یہی وہ صراطِ مستقیم ہے جس پر چلنے کیلئے بنی نوع انسان کو مسلسل ہدایت دی جارہی ہے۔ اور یہ ہدایت قیامت تک یونہی ملتی رہے گی۔ انسان اپنے مقصدِ تخلیق کو اُسی وقت صحیح طریق پر پورا کرسکتا ہے جبکہ وہ اِس ضابطۂ حیات پر قائم رہے۔ تجربات نے یہ تو ثابت ہی کردیا ہے کہ کارخانۂ عالم کی اگر ایک معمولی سے معمولی چیز بھی اپنے مقررشدہ نظام سے ہٹ

جاتی ہے تو نظام کائنات میں فساد برپا ہو جاتا ہے۔ پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ بنی نوع انسان جو کہ اس کارخانہ عالم کا ایک نہایت ہی اہم جُزو ہے اگر اُس ضابطہ اور نظامِ حیات جس کو خالق عالم نے اُس کے لئے لازم قرار دیا ہے۔ اس سے الگ ہو جائے اور فساد برپا نہو۔ آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ دنیا میں ہر طرف جنگ وجدل اور قتل وغارت کا بازار گرم ہے جس کی وجہ صرف یہ ہے کہ بنی نوع انسان صراطِ مستقیم سے انحراف کئے ہوئے ہے۔

اقوام عالم کی متحدہ اور انفرادی انتھک کوششوں کے باوجود امن و آشتی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ آپ یہ باور کرلیں کہ دنیا میں امن اُسی وقت قائم ہو سکتا ہے جبکہ بنی نوع انسان اُس ضابطۂ زندگی کو اپنا لے جس کو خدا نے اُس کے لئے تجویز اور مقرر کر دیا ہے اس حقیقت سے تو انکار نہیں ہو سکتا کہ انسانی خواہشات اور جذبات کا فطری ردِ عمل اختلافِ باہمی کی صورت میں رونما ہونا امر لابدی ہے کیونکہ ان ہی اختلاف کے ذریعہ تعمیر کے دروازے انسان پر کھلتے ہیں۔ اگر یہ اختلاف نہوں تو تعمیر ممکن ہی نہیں ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ یہ اختلافات حدِ اعتدال میں رہیں۔ اگر ان اختلافات میں اعتدال نہو تو پھر یہ فساد کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ رب العالمین نے جس ضابطۂ حیات کو انسان کے لئے تجویز اور مقرر کیا ہے اُس کا اولین مقصد ہی یہ ہے کہ بنی نوع انسان میں وحدتِ فکر و عمل پیدا ہو اور اُن کے کردار میں رحمت اور محبت جلوہ گر ہو تاکہ اختلافاتِ انسانی اعتدال میں رہیں اور انسانی معاشرہ مقرر شدہ نظام پر چل سکے اور دنیا امن و آشتی کا گہوارہ بن جائے اور بنی نوع انسان اپنے اعمال صالحہ کے ذریعہ اُس منزلِ مراد کو پالیں جو کہ خدا نے اس کے لئے مقرر کر دی ہے۔ وحدتِ باہمی اور یگانگئ فکر و عمل کے لئے اس سے بہتر اور کوئی ذریعہ نہ تھا کہ بنی نوع انسان صرف ایک خدا جو کہ حقیقی خدا ہے اور جو اس

کائناتِ ہستی کا خالق ہے۔ اُس کی پرستش کے مقدس رشتہ میں منسلک ہو جائیں۔ آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ اس سے بہتر اور کون ذریعہ ہو سکتا ہے۔ بنی نوع انسان کے لئے بندگی و نیاز کے لئے ایک ہی خدا کی بارگاہ تو ہے تمام انسان بلا تفریق مذہب و ملل ایک ہی رشتۂ عبودیت میں جکڑے ہوئے ہیں تو پھر اس سے بہتر اور کونسا مرکزِ وحدت ہو سکتا ہے جس پر یہ منتشر انسانی معاشرہ یکجا ہو سکے۔ لیکن بنی نوع انسان نے سب سے پہلے اس رشتۂ وحدت کو توحید خداوندی سے انحراف کر کے تار تار کر دیا۔ اور اپنے خود ساختہ خداؤں کے ذریعہ گروہوں میں بٹ گئے۔ یہی نہیں بلکہ کسی نے خوب کہا ہے کہ بنی نوع انسان نے نسل کے نام پر، وطن کے نام پر امیر و فقیر۔ نوکر و آقا۔ کالے اور گورے۔ ضعیف و قوی۔ اعلےٰ و ادنےٰ کے نام پر وحدت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ مذہب کی راہ میں انہوں نے خود ساختہ اختلافات کو ہی اصل دین سمجھ لیا اور اُن کو حق و باطل کا معیار قرار دیکر آپس میں برسرِ پیکار ہو گئے۔ حضرت ختمی مرتبت نبی آخر الزماں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے ان ہی بنیادی خرابیوں کے خلاف جہاد شروع کیا۔ اُن کی تمام تر کوشش یہ تھی اور جس کے لئے وہ مبعوث بہ رسالت کئے گئے تھے کہ بنی نوع انسان منشاء قدرت کے مطابق ایک خدا جو حقیقی خدا ہے اس کی پرستش کے مقدس رشتہ میں منسلک ہو کر متحد ہو جائے۔ اور اُس ضابطۂ زندگی کو اپنا لے جو اُن کے خالق نے اُس کے لئے مقرر کر دی ہے تاکہ دنیا سے فساد ظلم و تعدی یکسر معدوم ہو جائے اور بنی نوع انسان صراطِ مستقیم پر گامزن ہو کر وہ مقام حاصل کر لے جس کو خدا نے اس کے لئے معین کر دیا تھا۔ قُوْلُوا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے نعرۂ حق کے ساتھ یہ بھی بتایا کہ دیکھو قانون فطرت کائنات ہستی کے ہر گوشہ میں ایک ہی ہے۔ بنی نوع انسان کو بھی ایک مقصد کے لئے خلق کیا گیا ہے حصولِ مقصد اُسی وقت ممکن ہے کہ بنی نوع انسان صرف حقیقی خدا کی پرستش کے مقدس رشتہ

سے اپنے کو وابستہ کرلے اور اپنے کردار و عمل کے لئے خدا کے مقرر کردہ عالم گیر قانون سعادت دین اسلام کو اپنالے۔ اور اس حقیقت کو اچھی طرح آشکار کردیا کہ دین اسلام کی پیروی ہی بنی نوع انسان کو متحد کرسکتی ہے۔ یہ گروہ بندیاں خواہ نسل کے نام پر ہوں یا وطن کے نام پر یا کسی اور وجہ سے ہوں اور یہ باہمی اختلافات جو بنی نوع انسان نے خود پیدا کرلئے ہیں۔ ان کا ہدایت خداوندی سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ بنی نوع انسان کے خود ساختہ اختلافات اور گروہ بندیاں حق و باطل کا معیار نہیں بن سکتیں۔ قرآن مجید تو پکار پکار کر اعلان کر رہا ہے۔

"اور دیکھو نیکی یہ نہیں ہے کہ تم بوقت عبادت اپنا منہ پورب کی طرف کرتے ہو یا پچھم کی طرف کرتے ہو یہ سب فروعی باتیں ہیں اصل میں نیکی کی راہ تو صرف اس کی راہ ہے جو اللہ پر۔ آخرت کے دن پر۔ ملائکہ پر۔ تمام آسمانی کتابوں پر اور تمام بنیاء پر ایمان لاتا ہے اپنا مال خدا کی راہ میں رشتہ داروں۔ یتیموں مسکینوں اور سائلوں کو دیتا ہے۔ اور غلاموں کو آزاد کرنے میں خرچ کرتا ہے۔ نماز قائم کرتا ہے۔ زکات ادا کرتا ہے۔ قول و اقرار میں پکا ثابت ہوتا ہے۔ تنگی اور مصیبت کی گھڑی ہو یا خوف و ہراس کا وقت ہو ہر حال میں ثابت قدم رہتا ہے (یاد رکھو) ایسے ہی لوگ ہیں جو اپنی دینداری میں سچے ہیں۔ اور یہی برائیوں سے بچنے والے ہیں (پارہ ۲ سورہ البقرۃ آیت ۱۷۹-۱۷۷) سورہ بقری میں دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے" اور یہود و نصاریٰ نے کہا جنت میں کوئی انسان داخل نہیں ہو سکتا جب تک یہود و نصاریٰ نہ ہو (یعنی جب تک یہودیت اور نصرانیت کی گروہ بندیوں میں داخل نہ ہو، اے پیغمبر یہ ان کی جاہلانہ امنگیں ہیں ان سے کہدو کہ اگر تم (اس زعم باطل میں) سچے ہو تو بتاؤ تمہاری دلیل کیا ہے۔ ہاں (بلاشبہ نجات کی راہ تو کھلی ہوئی ہے مگر وہ کسی خاص گروہ کی راہ نہیں ہوسکتی صراط مستقیم

تو ایمان و عمل کی راہ ہے) جس کسی نے بھی خدا کے آگے سر جھکا دیا اور نیک عمل بھی ہوا (تو خواہ وہ نصرانی کہلائے یا یہودی کہلائے خواہ اپنے کو کسی گروہ میں شامل کرے) وہ اپنے پروردگار سے اپنا اجر پائے گا اور اس کے لئے نہ کسی طرح کا کھٹکا ہے اور نہ کسی طرح کی غمگینی" (پارہ البقرۃ آیت ۱۱۰) اسی سورہ میں دوسرے مقام پر ارشاد ہو رہا ہے "جو لوگ اللہ پر آخرت کے دن پر ایمان لائے اور اُن کے کام بھی اچھے ہوئے تو وہ اپنے ایمان اور عمل کا اجر اپنے پروردگار سے ضرور پائیں گے۔ ان کے لئے نہ کسی طرح کا کھٹکا ہے نہ کسی طرح کی غمگینی۔ اب خواہ وہ اپنے کو مسلمان کہیں یا یہودی یا نصاریٰ یا اپنے کو لامذہب کہے (یا کسی نام سے بھی منسوب کرے) لیکن اُس کے اجر و ثواب پر ان مُناسبتوں سے کوئی اثر نہیں پڑے گا (پارہ ۱۔ البقرۃ آیت ۶۱)

سورہ بقرہ ہی میں مزید ارشاد ہو رہا ہے "اور ان لوگوں نے (یعنی یہودیوں نے) کہا کہ جہنم کی آگ کبھی ہمیں چھونے والی نہیں۔ اور اگر چھوئے بھی تو اس سے زیادہ نہیں کہ چند دنوں کے لئے (اے پیغمبر) ان سے کہہ دو یہ تم جو کہتے ہو تو کیا تم نے خدا سے کوئی قول و اقرار لے لیا ہے (کہ وہ تمہارے ہی گروہ کو جہنم میں نہیں ڈالے گا۔ نجات آخروی گروہ بندیوں میں نہیں ہے بلکہ نیک عمل اور خدا کے سامنے سرِ نیاز خم کرنے پر مبنی ہے) اور اب اس اقرار کے بعد وہ اپنے قول و اقرار سے پھر نہیں سکتا، یا پھر تم خدا کے نام سے ایک ایسی (جھوٹی) بات کہہ رہے ہو جس کا تمہیں علم نہیں ہے (خدا کا قانون تو یہ ہے کہ انسان کسی گروہ اور نسل سے تعلق رکھتا ہو لیکن) جس کسی نے بُرائی کمائی اور اپنے گناہوں میں گھر گیا تو وہ دوزخی گروہ میں سے ہے اور ہمیشہ دوزخ میں رہنے والا ہے اور جس کسی نے بھی ایمان کی راہ اختیار کی اور نیک عمل بھی ہوا تو وہ بہشتی گروہ میں سے ہے اور ہمیشہ بہشت میں رہنے

والا ہے۔ (پارہ ۱۔ سورہ البقرۃ آیت ۸۰ تا ۸۱)

جن آیات قرآنی کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے اُن کی ترجمانی کسی نے خوب کی ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ" خدا نے تو بنی نوع انسان کو ایک ہی جامۂ انسانیت دیا تھا لیکن انسان نے خود ہی طرح طرح کے بھیس بدل کر اور نام اختیار کر کے رشتۂ وحدت باہمی کو توڑ دیا۔ انسان کی نسلیں بہت سی ہیں اس لئے وہ نسلوں کے نام پر ایک دوسرے سے الگ ہو گئے اُن کے وطن بہت سے ہیں اس لئے اختلاف وطن کے نام پر لڑ رہے ہیں اُن کے رنگ یکساں نہیں اُس کو بھی جدا رہنے کا ذریعہ بنا دیا۔ مذہب کے نام پر فرقہ بندیاں کر دیں۔"

اب آپ ہی غور فرماویں کہ ان صورتوں میں دنیا سے جنگ و جدل اور ظلم و تعدی کیونکر مٹ سکتا ہے۔ قانونِ فطرت تو اٹل ہے۔ اُس سے جب بھی انحراف کیا جائے گا فساد برپا ہوگا۔ آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ اقوامِ عالم ایک عرصۂ دراز سے مسلسل کوشش کر رہی ہیں اور جتنے بھی جتن ممکن تھے وہ سب ہی تو کر ڈالے لیکن دنیا میں امن قائم نہ ہو سکا اور نہ وہ دنیا سے جنگ و جدل اور ظلم و تعدی ہی کا خاتمہ کرا سکے۔ کیا اب بھی اس حقیقت کو تسلیم کر لینے میں تردد ہے کہ دنیا سے جنگ و جدل ظلم و تعدی اُس وقت ہی مٹ سکتا ہے جب بنی نوع انسان اس راہ پر چلے اور اُس ضابطۂ حیات کی پیروی کرے جو اُس کے خالق نے اس کے لئے تجویز مقرر کر دی ہے حصولِ مقصدِ تخلیق جب ہی ممکن ہے جب بنی نوع انسان دینِ اسلام کو اپنا لے اس کے علاوہ کوئی اور راستہ منزلِ مقصود تک ہرگز نہیں پہنچا سکتا۔

قرآنِ مجید تو تیرہ سو برس سے برابر دعوت دے رہا ہے کہ اے بنی نوع انسان دنیا میں اگر صحیح معنوں میں امن قائم کرنا چاہتے ہو تو اپنی خلقت کی غائت کو سمجھو اور

کشائشِ زندگی کے مراحل کو اُسی ضابطۂ حیات اور دستور العمل جو دین اسلام کی شکل میں اللہ نے بنی نوع انسان کے لئے تجویز کیا ہے طے کرتا تاکہ دنیا امن و آشتی کا گہوارہ بن جائے۔ اگر واقعی بنی نوع انسان صدق دل سے دنیا میں امن قائم کرنا چاہتے ہیں اور ان کی یہ خواہش ہے کہ دنیا سے ظلم و تعدی کا خاتمہ ہو جائے تو پھر تعصبات کو نظر انداز کر کے بطور تجربہ ہی سہی دینِ اسلام سے استفادہ کر کے کیوں نہیں دیکھ لیتے۔ یہ بھی دنیا میں امن قائم کرنے کی ایک اور احسن تدبیر ہو گی۔ اور مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ یہ تجربہ غلط ثابت نہیں ہو گا کیونکہ خدا کا وعدہ کبھی غلط نہیں ہوتا۔

اسلام کے دعویداروں کے لئے بھی یہ لمحۂ فکریہ ہے کہ وہ بھی ذرا اپنے ایمان کا جائزہ لیں کہ آیا اُن کا دعوئے اسلام کہاں تک سچائی پر مبنی ہے۔ اسلام کے نام پر جو فرقہ بندیاں ہیں اور ملک کے نام پر جو قومیں بنالی ہیں کیا وہ خود ساختہ تو نہیں ہیں۔ دین اسلام کی پیروی تو بنی نوع انسان کو ایک ہی رشتۂ وحدت میں منسلک کرتی ہے۔ پھر یہ مذہب کے نام پر فرقہ بندیاں اور ملک کے نام پر الگ الگ قومیت کے دعوے کیوں ہیں۔ مذہب کے نام پر اور ملک کے نام پر آپس میں جنگ و جدل اور فساد جس کا آئے دن مظاہرہ ہوتا رہتا ہے۔ کیوں ہے۔ حد تو یہ ہے کہ ہر فرقہ کی عبادت گاہیں بھی جدا جدا ہیں اور یہ ممکن نہیں کہ ایک فرقہ کا پیرو دوسرے فرقہ کی بنائی ہوئی عبادت گاہ میں جا کر خدا کا نام لے سکے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ دوسرے فرقہ کی عبادت گاہ اُس کی نظروں میں کوئی احترام ہی نہیں رکھتی۔ حتیٰ کہ بسا اوقات مذہب کے نام پر دوسرے فرقہ کی عبادت گاہوں کو منہدم کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا۔ درحالانکہ قرآن مجید کی تعلیم تو یہ ہے کہ "اور غور کرو کہ اس سے بڑھ کر ظلم کرنے والا انسان کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی عبادت گاہوں میں اس

کے نام کی یاد سے مانع آئے اور اُن کی ویرانی میں کوشاں ہو۔ جن لوگوں کے ظلم و شرارت کا یہ حال ہو یقیناً وہ اس لائق نہیں کہ وہ خدا کی عبادت گاہوں میں قدم رکھیں بجز اس حالت کے کہ (وہ دوسروں کو اپنی طاقت سے ڈرانے کی جگہ خود اللہ کی طاقت سے ڈرے اور سہمے ہوئے ہوں۔ یاد رکھو ایسے لوگوں کے لئے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں بھی سخت ترین عذاب ہے۔" (پارہ ۱۔ البقرۃ آیت ۱۴۴) اس کے بعد سورۂ یونس میں ارشاد ہوتا ہے کہ "اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو زمین میں جتنے انسان ہیں سب ایمان لے آتے۔ لیکن تم دیکھ رہے ہو کہ اُسکی حکمت کا فیصلہ یہی ہوا کہ ہر انسان اپنی فکر و دانش سے سوچ سمجھ کتب آسمانی اور قرآن مجید کی تعلیم پر غور و فکر کرنے کے بعد ایمان لائے۔ پھر کیا تم یہ چاہتے ہو کہ لوگوں کو مجبور کر دو کہ وہ مومن ہو جائیں (پارہ ۱۱۔ سورہ یونس آیت ۹۹) انسانی وحدت کے متعلق سورہ البقرۃ میں ارشاد ہو رہا ہے۔

"ابتدا میں تمام انسانوں کا ایک ہی گروہ تھا (یعنی فطری ہدایت کی ایک ہی راہ پر تھے اور قومیت بھی ایک ہی تھی پھر اُسکے بعد اختلافات پیدا ہو گئے) پس اللہ نے ایک کے بعد ایک نبی مبعوث کیا تاکہ وہ نیک عملی کے نتیجوں کی خوشخبری دے دیں اور بد عملی کے انجام سے متنبہ کر دیں۔ نیز اُن کے ساتھ نوشتہ بھی نازل کئے تاکہ جن باتوں میں لوگ اختلاف کرنے لگے ہیں اُن کا فیصلہ کر دیا جائے۔ (پارہ ۲ البقرۃ آیت ۲۱۲) سورۂ مومنون میں ارشاد ہو رہا ہے۔" اور دیکھو یہ تمہاری اُمت (یعنی نسلِ انسانی) فی الحقیقت ایک ہی اُمت ہے اور میں تم سب کا پروردگار ہوں (میری عبودیت اور نیاز کی راہ میں تم سب ایک ہو جاؤ اور) نافرمانی سے بچو (پارہ ۱۸ مومنون آیت ۵۲)

اس تعلیم صریحی کے بعد آپس میں اختلاف۔ قومی گروہ بندیوں اور جنگ و

جدل اور فساد کی کہاں گنجائش باقی رہتی ہے۔ لیکن اسلام کے نام لیوا پھر بھی آپس میں دست و گریبان ہیں۔ اس کے سوا اور کیا کہا جائے کہ یہ اُن کی بد نصیبی ہے کہ قرآن مجید جیسی عظیم کتاب اور حضرت ختمی مرتبت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صریحی تعلیم اُن کے پاس موجود ہوتے ہوئے بھی وہ اس جہالت میں مبتلا رہیں۔ آیئے قرآن مجید کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اُس راہ پر گامزن ہو جائیں جو کہ ہمارے خالق نے ہمارے لئے معین کر دی ہے۔

قرآن مجید تو تیرہ سو برس سے پکار پکار کر بنی نوع انسان کو دعوت فکر و عمل دے رہا ہے۔ اب یہ بنی نوع انسان کا فرض ہے کہ وہ اس دعوت پر لبیک کہتے ہوئے اس سے مستفیض ہو اور دنیا کے بکھرے ہوئے شیرازہ کو پھر سے خدا پرستی کے مقدس رشتہ میں منسلک کر دے تاکہ آپس میں محبت اور وحدت پیدا ہو جائے اور دنیا سے جنگ و جدل اور ظلم و فساد ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے جس کے حصول کے لئے ہم باوجود تمام کوششوں کے ابھی تک ناکام رہے ہیں۔

آپ کے مطالعہ اور غور و فکر کے لئے میں اس مضمون میں صرف اُن آیات قرآنی کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جو اس ضمن میں مشعل ہدایت ہیں تاکہ آپ کی فکر کے لئے راہ ہموار ہو جائے۔ جہاں وضاحت کی ضرورت محسوس کی ہے وہاں تعلیمات راسخون فی العلم سے استفادہ کیا ہے۔

اپنی کم مائیگی اور کوتاہ علمی کا مجھے اعتراف ہے اور میں یہ جسارت تو نہیں کر سکتا کہ یہ عرض کروں کہ قرآن مجید کے مطالب اور ان علوم سے جو ہم تک راسخون فی العلم کے ذریعہ پہنچے ہیں میں غواصی کر کے اپنی گزارشات پیش کر رہا ہوں لیکن ہاں جن خیالات کو سپردِ قلم کر رہا ہوں وہ اُس علم کی روشنی میں حاصل شدہ ہیں جن کو میں نے علماء کرام اور واعظین عظام سے حاصل کیا ہے اور اپنی استعدادِ علمی

کے مطابق سمجھ سکا ہوں

میری دعا ہے کہ خداوند عالم بنی نوع انسان کو سوچنے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ انسان خدا پرستی اور اپنی نیک عملی سے صراط مستقیم پر گامزن ہو کر اُس منزل نجات کو پالے جو کہ اُس کے خالق نے اس کے لئے مقدر کر دی ہے۔ آمین ثم آمین۔

"وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلقت بنی آدم و تخلیق معاشرۂ انسانی

یَآ اَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً ○

(پارہ ۴ النساء آیت ۱)

اے بنی نوع انسان اپنے اس پالنے والے (کی نافرمانی کے نتائج) سے ڈرو جسنے تم سبکو (صرف) ایک شخص سے پیدا کیا اور وہ اس طرح ہے کہ (پہلے) اُن (کی باقی مٹی) سے ان کی بی بی (حوا) کو پیدا کیا اور (صرف) انہیں دو (میاں بی بی) سے بہت سے مرد اور عورتیں دنیا میں پھیلا دیئے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَۃٍ مِّنْ طِیْنٍ ○ ثُمَّ جَعَلْنٰہُ نُطْفَۃً فِیْ قَرَارٍ مَّکِیْنٍ ○ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَۃَ عَلَقَۃً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَۃَ مُضْغَۃً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَۃَ عِظٰمًا فَکَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰہُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ ○

(پارہ ۱۷ الحج ۲۲ آیت ۱۲ تا ۱۴)

ہم نے آدمی کو گیلی مٹی کے جوہر سے پیدا کیا پھر ہم نے اسکو ایک محفوظ جگہ (عورت کے رحم) میں نطفہ بنا

رکھا۔ پھر ہم نے نطفہ کو جما ہوا خون بنایا۔ پھر ہم نے منجمد خون کا لوتھڑا بنایا پھر ہم ہی نے لوتھڑے کی ہڈیاں بنائیں پھر ہم ہی نے ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر ہم ہی نے اس کو (روح ڈال کر) ایک دوسری صورت میں پیدا کیا (سبحان اللہ) خدا بابرکت ہے جو سب بنانے والوں سے بہتر ہے۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ج وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

پارہ ۲۴ المومن آیت ۶۷

وہ خدا جس نے تم کو (پہلے پہل) مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر تم کو بچہ بنا کر (ماں کے پیٹ سے) نکالتا ہے (تاکہ بڑھو) پھر (زندہ رکھتا ہے) تاکہ تم اپنی جوانی تک پہنچو پھر اور زندہ رکھتا ہے تاکہ تم بوڑھے ہو جاؤ اور تم میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو (اس سے) پہلے مر جاتا ہے غرض (تم کو اس وقت تک زندہ رکھتا ہے) کہ تم مقررہ وقت تک پہنچ جاؤ تاکہ تم اس کی قدرت کو سمجھو۔

انسان کی زندگی اور بقا کے لئے جن جن چیزوں کی ضرورت ہے اس کی ربوبیت نے اُس کا ویسا ہی انتظام کیا۔ گویا کہ یہ تمام کارخانۂ عالم صرف انسان کے لئے ہی بنا ہے اور انسان کی حاجت روائیوں کا ذریعہ ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ط وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝

پارہ ۲۱ لقمٰن ۳۱ آیت ۲۰

کیا تم لوگوں نے اس پر غور نہیں کیا کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے غرض سب کچھ خدا ہی نے یقینی تمہارے تابع کر دیا ہے اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر دیں اور بعض

لوگ ایسے بھی ہیں جو خدا کے بارے میں جھگڑتے ہیں (حالانکہ اُن کے پاس) نہ علم ہے نہ ہدایت ہے اور نہ روشن کتاب ہے۔

ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کائنات میں جو کچھ موجود ہے اور جو کچھ ظہور میں آتا ہے اُس میں سے ہر چیز کوئی نہ کوئی خاصہ اور اثر رکھتی ہے اور یہ تمام خواص و اثرات انسان کی کسی نہ کسی ضرورت کو پورا کرتے ہیں۔ سورج چاند۔ ہوا۔ بارش۔ دریا سمندر پہاڑ سب کے سب انسان کے لئے پرورش اور طرح طرح کی راحتوں اور آسائشوں کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱعْبُدُوا۟ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُمْ وَٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝٢١ ٱلَّذِى جَعَلَ لَكُمُ ٱلْأَرْضَ فِرَٰشًا وَٱلسَّمَآءَ بِنَآءً وَأَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً فَأَخْرَجَ بِهِۦ مِنَ ٱلثَّمَرَٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۖ فَلَا تَجْعَلُوا۟ لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

پارہ ۱ البقرہ۔ آیت ۲۱

اے افرادِ نسلِ انسانی! اپنے اس پروردگار کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان سب کو بھی پیدا کیا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور اس لئے پیدا کیا کہ تم عبادت کرو تاکہ بُرائیوں سے بچو۔ اس کی عبادت کرو جس نے تمہارے لئے زمین فرش کی طرح بچھا دی اور آسمان چھت کی طرح بنا دیا اور آسمان سے پانی برسایا۔ پھر اس سے طرح طرح کے پھل پیدا کر دیئے تاکہ تمہارے لئے رزق کا سامان ہو۔ پھر جب وہی پیدا کرنے والا ہے اور اسی کی ربوبیت تمہاری پرورش کر رہی ہے تو پھر ایسا نہ کرو کہ کسی دوسری ذات کو اس کا ہم پلّہ بنا دو اور تم اس حقیقت سے بے خبر نہیں ہو۔

ٱللَّهُ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ وَأَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً فَأَخْرَجَ بِهِۦ مِنَ ٱلثَّمَرَٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ ٱلْفُلْكَ

لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِہٖ ج وَسَخَّرَ لَکُمُ الْاَنْھٰرَ ۚ وَسَخَّرَ لَکُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَیْنِ ج وَسَخَّرَ لَکُمُ الَّیْلَ وَالنَّھَارَ ۝ وَاٰتٰکُمْ مِّنْ کُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْہُ ط وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا ط اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ ۝

پارہ ۱۳۔ ابراہیم آیت ۳۲ تا ۳۳

(اے بنی آدم) خدا ہی ایسا (قادر و توانا) ہے جس نے سارے زمین اور آسمان پیدا کر ڈالے اور آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعہ سے تمہاری روزی کے واسطے پھل پیدا کئے اور تمہارے واسطے کشتیاں تمہارے بس میں کر دیں تاکہ اس کے حکم سے دریا میں چلیں اور تمہارے واسطے ندیوں کو تمہارے اختیار میں دے دیا اور سورج و چاند کو تمہارے تابع کر دیا کہ سدا اپنی گردش سے (تمہیں فائدہ پہنچائیں) اور رات اور دن کو تمہارے قبضہ میں کر دیا (غرضیکہ) جو کچھ تم نے اُس سے مانگا اس میں سے بقدر مناسب تمہیں دیا اور اگر تم خدا کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو گن نہیں سکتے ہو۔ اس میں شک نہیں کہ انسان بڑا بے انصاف ناشکرا ہے۔

اس حقیقت پر بھی غور کریں کہ انسان کی بقا اور قیامِ معیشت کا انحصار ضروریات زندگی کی فراہمی اور ان کی افادیت کے مطابق ان سے فائدہ اٹھانے کی جدوجہد میں مضمر ہے اسی لئے قدرتی طور پر انسان کی زندگی مجموعی طور پر اضطراری ذمہ داریوں کے بوجھ سے نبرد آزما ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدٍ ۝

(پارہ ۳۰۔ البلد آیت ۴)

بلا شبہ ہم نے انسان کو اس طرح بنایا کہ اس کی زندگی مشقتوں سے گھری ہوئی ہے +

اب اس کی ربوبیت کی کارفرمائیاں ملاحظہ ہوں۔ کہ اُس خالقِ عالم نے انسان کی طبیعتوں میں کچھ اس طرح کی خواہشیں اور ولولے ودیعت کر دیئے ہیں

کہ زندگی کے ہر پہلو میں ایک عجیب دلبستگی مشغولیت ہماہمی اور سرگرمی پیدا ہوگئی ہے اور یہی زندگی کا انہماک ہے جس کی وجہ سے ہر ذی حیات نہ صرف زندگی کی مشقتیں برداشت کر رہا ہے بلکہ ان ہی مشقتوں میں زندگی کی بڑی سے بڑی لذّت وراحت بھی محسوس کرتا ہے۔ یہ مشقتیں جس قدر بڑھتی ہیں اتنی ہی زیادہ زندگی کی دلچسپی اور محبوبیت بڑھتی جاتی ہے۔ ان مشقتوں کی کمی زندگی سے ساری لذتوں کو معدوم کر دیتی ہے۔ پھر کارساز فطرت کی یہ کیسی کرشمہ سازی ہے کہ باوجود طبائع جدا جدا ہیں۔ اشغال مختلف ہیں اغراض متضاد ہیں لیکن معیشت کی دلبستگی اور سرگرمی سب کے لئے یکساں ہے۔ اور سب ایک ہی طرح کی مشغولیتوں کے لئے جوش وطلب رکھتے ہیں۔ کس طرح نوع انسانی کے منتشر افراد اجتماعی زندگی کے بندھنوں سے باہم دگر مربوط کر دیئے گئے ہیں۔ اور کس طرح صلہ رحمی کے رشتہ نے ہر فرد کو سینکڑوں ہزاروں افراد کے ساتھ جوڑ رکھا ہے۔ رحمتِ خداوندی کا مقتضیٰ یہی تھا کہ معیشت کی مشقتوں کو خوشگوار بنا دے اور زندگی کے لئے تسکین راحت کا سامان کر دے۔ یہ اس کی رحمت کی کرشمہ سازیاں ہیں جنہوں نے رنج میں راحت میں اور سختیوں میں دل پذیری کی کیفیت پیدا کر دی۔ پھر زندگی کی مشقتوں اور محنتوں کو مزید سہل بنانے کے لئے اور اس میں محبت وسکون پیدا کرنے کیلئے انسان کیلئے رفاقت کا بندوبست فرمایا تاکہ اشتراک زندگی سے ان مشقتوں میں مزید دلچسپی پیدا ہو جائے۔ دیکھئے ارشاد ہوتا ہے۔

وَمِنْ اٰیٰتِہٖۤ اَنْ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ○ وَمِنْ اٰیٰتِہٖۤ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْۤا اِلَیْہَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ○

(پارہ ۲۱ ۔ الروم آیت ۲۰)

اور دیکھو اس کی رحمت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اسنے تمہارے لئے تم ہی میں سے جوڑے پیدا کئے تاکہ اس کی وجہ سے تمہیں سکون حاصل ہو اور تمہارے درمیان محبت و رحمت کا جذبہ پیدا کیا۔ بلاشبہ اُن لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں اس میں حکمتِ الٰہی کی بڑی نشانیاں ہیں۔

پھر اس ازدواجی زندگی سے توالد و تناسل کا سلسلہ قائم ہو گیا ایک طرف وہ نسب کا رشتہ رکھتا ہے جو اُسے پچھلوں سے جوڑتا ہے دوسری طرف صِہر کا رشتہ رکھتا ہے جو اُسے آگے والوں سے مربوط کر دیتا ہے۔ اس طرح ہر وجود کی فردیت ایک وسیع دائرہ کی کثرت میں پھیل گئی۔ اور رشتے اور قرابتوں کا ایک وسیع حلقہ پیدا ہو گیا ارشاد ہے

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ○

(پارہ ۱۹۔ الفرقان۔ آیت ۵۳)

اور وہی حکیم و قدیر ہے جس نے پانی سے (نطفہ سے) انسان کو پیدا کیا اور پھر رشتۂ پیدائش کے ذریعہ اُسے نسب اور صِہر کا رشتہ رکھنے والا بنا دیا۔

اس نسب و صِہر کے رشتہ سے خاندان اور قبیلہ کا نظام قائم ہو گیا اور اس طرح ایک انسانی معاشرہ دنیا میں قائم ہو کر پھیل گیا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ○

(پارہ ۴۔ النسا آیت (۱))

اے افرادِ نسلِ انسانی اپنے پروردگار کی نافرمانی کے نتائج سے ڈرو، وہ پروردگار جس نے تمہیں ایک فردِ واحد سے پیدا کیا پھر اس کی نسل سے ایک بڑی تعداد مرد اور عورت کی پیدا ہو کر پھیل گئی پس اللہ کی نافرمانی سے ڈرو جس کے نام پر باہم دگر ہمدردی و شفقت کا سوال کرتے ہو اور صلہ رحمی

کے توڑنے سے بچو (جسکے نام پر ایک دوسرے سے اعانت حاصل کرتے ہو) بلاشبہ اللہ تمہارا نگراں حال ہے۔

وَقَطَّعْنٰهُمْ فِي الْأَرْضِ أُمَمًا مِنْهُمُ الصّٰلِحُونَ وَمِنْهُمْ دُونَ ذٰلِكَ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ○

(پارہ ۹۔ الاعراف۔ آیت ۱۶۷)

اور ہماری مشیت سے بنی نوع انسان کے الگ الگ گروہ زمین میں پھیل گئے۔ ان میں سے بعض تو نیک عمل تھے اور بعض دوسری طرح کے پھر ہم نے اچھائیوں اور برائیوں دونوں حالتوں میں ان کی آزمائش کی تاکہ یہ نافرمانیوں سے باز آئیں۔

ہدایتِ الٰہی

یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ اگر بنی نوع انسان میں کائنات کی چیزوں سے جو اسکی بقا اور ضروریاتِ زندگی کیلئے بنائی گئی ہیں انکی افادیت کے لحاظ سے فائدہ اٹھانے کی اور ان سے ٹھیک ٹھیک کام لینے کی استعداد و قابلیت نہ ہوتی یا انسان کے ظاہری اور باطنی قویٰ اس کا ساتھ نہ دیتے تو انسانیت فنا ہو جاتی اور تخلیقِ کائنات عبث اور رائیگاں ہو جاتی اس لئے کہ وہ پیدا ہی انسان کیلئے کی گئی ہیں اور پھر یہ کہ مقصدِ تخلیقِ انسان ہی ختم ہو جاتا۔ لہٰذا اس کی ربوبیت نے بنی نوع انسان کی رہنمائی کا بھی سامان کیا تاکہ بنی نوع انسان دنیا کے سامانِ حیات و پرورش سے فائدہ اٹھا سکے اور زندگی کی سرگرمیاں ظہور پذیر ہوں اور مقصدِ تخلیق پورا ہو سکے۔

یہ ہدایت پہلے وجدان کا الہام بن کر نمودار ہوتی ہے اور پھر حواس، ادراک اور عقل کے چراغ روشن کر دیتی ہے۔ فطرت کی یہی ہدایتیں ہیں جو انسان کو زندگی و معیشت کی راہ پر لگاتی ہیں اور ضروریاتِ زندگی کی جستجو میں رہنمائی کرتی ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۝ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ۝

(پارہ ۳۰۔ الیل ۱۲۔ آیت ۱۳)

بلا شبہ یہ ہمارا کام ہے کہ ہم رہنمائی کریں اور یقیناً آخرت و دنیا دونوں ہمارے ہی لئے ہیں۔

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا ۙ وَّ

جَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ○

(پارہ ۱۴ - النحل ۱۶ - آیت ۷۸)

اور خدا ہی نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ سے نکالا (جب) تم بالکل ناسمجھ تھے۔ (تمہارے سننے کے لئے) تم کو کان دیئے (دیکھنے کے لئے تم کو) آنکھیں عطا کیں (اور) سوچنے کے لئے دل (یعنی عقل) تاکہ تم شکر گزار ہو (یعنی خدا کی دی ہوئی قوتوں کو ٹھیک طریقہ پہ کام میں لائیں)

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلَی ○ الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی ۙ وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی ○

(پارہ ۳۰ - الاعلیٰ - آیت ۱-۲)

تسبیح و تقدیس کرو اُس پروردگار کی جس نے عالمین کو پیدا کیا۔ پھر اُسے ٹھیک ٹھیک درست کیا اور پھر اسنے ہر وجود کے لئے ایک اندازہ ٹھہرایا اور اُسپر راہ عمل کھول دی (یعنی اُس کے لئے ایک دستور العمل تجویز و مقرر کر دیا)

بنی نوع انسان بھی اسی ہمہ گیر قانونِ قدرت کا ہی ایک کرشمہ ہے۔ اسکی تخلیق کا بھی ایک مقصد ہے اور اس کو بھی ایک قانون (دستور العمل) کا پابند بنا کر خلق کیا گیا ہے تاکہ مقصدِ تخلیق پورا ہو سکے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ ؕ مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ○ ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَهٗ ○

(پارہ ۳۰ - عبس آیت ۱۷-۱۸)

خدا نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا۔ پھر اس کی تمام ظاہری و باطنی قوتوں کے لئے ایک اندازہ ٹھہرایا پھر (ایک دستور العمل تجویز کر کے) اسپر زندگی کی راہ آسان کر دی۔

ہمارے روزمرہ کے مشاہدات ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ ہدایت وجدان - ہدایت حواس اور ہدایت عقل جو انسان کو فطرت نے مرحمت فرمائے ہیں ان کے عمل کے

حدود میں۔ جن سے آگے اُن کی رہنمائی ممکن نہیں ہے۔ اب اگر ان سے بلند تر
ہدایت خدا کی جانب سے انسان کی رہنمائی کے لئے نازل نہ ہو تو انسان کی ترقی
کی راہیں مسدود ہو جائیں۔ لہٰذا اس کی رحمت و ربوبیت کا مقتضیٰ ہی یہ ہے کہ
وہ ایک بلند تر ہدایت سے بھی انسان کو نوازے تاکہ انسان کے لئے ترقی کی راہ
میں بہ حد امکان وسعت پیدا ہو جائے۔ ذرا غور کریں کہ وجدان کی ہدایت ہم میں
طلب و سعی کا جوش پیدا کرتی ہے اور مطلوبات زندگی کی راہ پر تو لگاتی ہے لیکن
ہمارے وجود سے باہر جو کچھ موجود ہے اس کا علم حاصل نہیں کر سکتی۔ یہ کام حواس
کی ہدایت پورا کرتی ہے۔ آنکھ دیکھ سکتی ہے۔ کان سُن سکتے ہیں۔ زبان چکھ سکتی
ہے۔ ہاتھ چھو کر محسوس کر سکتا ہے۔ ناک سونگھ سکتی ہے اور اس طرح ہم اپنے
وجود سے باہر کی تمام محسوس اشیاء کا علم حاصل کر لیتے ہیں۔ لیکن حواس کی ہدایت
مشروط ہے اگر روشنی نہ ہو تو آنکھ دیکھ نہیں سکتی۔ اگر فاصلہ ہو تو جو چیز آنکھ دیکھ
رہی ہے اس کے فیصلے پر یقین نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح دوسرے حواس کا حال
ہے۔ ایسی صورت میں عقل کی ہدایت ہماری مدد کرتی ہے۔ اس کے علاوہ حواس
کی ہدایت صرف اتنا ہی کر سکتی ہے کہ اشیاء کا احساس پیدا کر دے لیکن علم حقیقی
کے لئے صرف احساس کافی نہیں۔ استنباط کی ضرورت ہے۔ احکام کی ضرورت
ہے۔ کلیات کی ضرورت ہے جن کیلئے عقل کی ہدایت ضروری ہے اور وہ ہی اس مسئلہ
میں انسان کی رہنمائی کرتی ہے۔ لیکن عقلِ انسانی کی ہدایت بھی اسی حد تک ہے
جس حد تک حواس انسانی اس کو معلومات بہم پہنچا رہے ہیں۔ اُس سے آگے اُس کی
رسائی نہیں۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ علم انسانی کی یہ حد آخر ہو جائے اگر عقل سے
بالاتر کوئی ہدایت موجود نہ ہو۔ اس کے ماسوا انسانی جذبات اور خواہشات کو حدِ
اعتدال پر رکھنے کے لئے ہدایتِ عقل موثر نہیں۔ بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ عقل

تو کسی فعل کے مضر اور مہلک ہونے کا فیصلہ صادر کر دیتی ہے لیکن انسان جذبات اور خواہشات سے مغلوب ہو کر معصیت میں مبتلا ہو جاتا ہے لہٰذا عقل اعمال کی درستگی اور انضباط کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ ان کے لئے کسی اور موثر ہدایت کی ضرورت ہے۔ بایں وجوہ یہ ضروری اور لازمی ہوا کہ جس طرح خالقِ مطلق نے وجدان کی ہدایت کے ساتھ حواس کی ہدایت مرحمت فرمائی تاکہ وجدانی لغزشوں میں انسان کی نگرانی کرے اور حواس کی ہدایت کے ساتھ عقل کی ہدایت دی تاکہ حواس کی غلطیوں کی صورت میں عقل رہنمائی کرے۔ اسی طرح عقل کے ساتھ بھی ایسی ہدایت کا ہونا لازمی ہے جو کہ عقل کی درماندگیوں میں اس کی رہنمائی کرے۔ خالقِ عالم اس ہدایت کو الہدیٰ کہتا ہے اور اسی ہدایت وحی کو "الاسلام" کے نام سے پکارتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ط وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

(پارہ ۷۔ الانعام۔ آیت ۷۱)

(اے پیغمبر) کہدو یقیناً اللہ کی ہدایت تو "الھدیٰ" ہے اور ہم سب کو (اسی بات کا) حکم دیا گیا ہے کہ تمام جہانوں کے پروردگار کے آگے سر عبودیت جھکا دیں۔

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ط قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ط

(پارہ ۱۔ البقرۃ آیت ۱۲۰)

اور (یاد رکھو) یہودی تم سے خوش ہونے والے نہیں جب تک تم ان کی ملت کی پیروی نہ کرو اور یہی حال نصاریٰ کا ہے (اے پیغمبر) تم ان سے کہہ دو اللہ کی ہدایت کی راہ تو وہی ہے جو الھدیٰ ہے (یعنی ہدایت کی حقیقی عالمگیر راہ ہے جس کو گروہ بندیوں سے کوئی واسطہ نہیں)

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۗ وَمَن يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۗ وَقُل لِّلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ أَأَسْلَمْتُمْ ۚ فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ اهْتَدَوا ۖ وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۝

(پارہ ۳ - آل عمران ۳ - آیت ۱۹ - ۲۰)

خدا کے نزدیک دین ایک ہی ہے اور وہ دین اسلام ہے۔ باوجودیکہ علم وحقیقت کی راہ اہل کتاب پر کھل چکی تھی لیکن انہوں نے ضد اور سرکشی کی وجہ سے اس راہ مستقیم سے اختلاف کیا اور گمراہی میں مبتلا ہو گئے۔ اور یاد رکھو جو کوئی اللہ کی ہدایت سے مستفیض نہیں ہوتا تو پھر اللہ کے قانون مکافات بھی حساب لینے میں سست رفتار نہیں ہیں۔ اے رسول تم ان کی حجت کے جواب میں بس یہ کہہ دو کہ میں نے تو خدا کے آگے سر تسلیم خم کر دیا ہے۔ اور جو میرے ساتھی ہیں وہ بھی اپنا سر تسلیم اس ہی کی بارگاہ میں خم کر چکے ہیں۔ اور میں تم کو بھی اُسی خدا کے آگے سر تسلیم خم کرنے کی دعوت دیتا ہوں اگر تم نے بھی اُسکے آگے سر تسلیم خم کر دیا تو پھر تم بے کھٹکے راہ راست پر آ گئے۔ لیکن اگر یہ تمہاری دعوت پر لبیک نہ کہیں تو پھر تم پر تو صرف پیغام پہنچانا ہی فرض تھا تم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ خدا اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے (کہ کون راہ راست پر ہے اور کون گمراہ)

وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝

(پارہ ۸ - الانعام - آیت ۱۵۳)

(اے بنی آدم یہ سمجھ لو) کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے تو اسی پر چلے جاؤ (دوسرے راستوں پر مت چلو ایسا نہ ہو) کہ تم خدا کے مقرر کردہ راستہ (دین اسلام) سے بھٹک کر تتر بتر ہو جاؤ۔ اور

یہ وہ باتیں ہیں جن کا خدا تمہیں حکم دیتا ہے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔

فَاَقِمۡ وَجۡهَكَ لِلدِّيۡنِ حَنِيۡفًا ؕ فِطۡرَتَ اللّٰهِ الَّتِىۡ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيۡهَا ؕ لَا تَبۡدِيۡلَ لِخَـلۡقِ اللّٰهِ ؕ ذٰ لِكَ الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ ۙ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۙ مُنِيۡبِيۡنَ اِلَيۡهِ وَاتَّقُوۡهُ وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ۙ

(پارہ ۲۱۔ الروم آیت ۳۰-۲۹-۳۱)

(لہٰذا) تم ہر طرف سے منہ پھیر کر الدین کی طرف یعنی دینِ اسلام کی طرف رخ کرو۔ یہی خدا کی بناوٹ ہے کہ جس پر اس نے انسان کو پیدا کیا۔ اللہ کی بناوٹ میں کبھی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ یہی الدین القیم ہے لیکن اکثر انسان ایسے ہیں جو نہیں جانتے دیکھو اسی ایک خدا کی طرف متوجہ ہو اس کی نافرمانی سے بچو نماز قائم کرو اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ۔

اَفَغَيۡرَ دِيۡنِ اللّٰهِ يَبۡغُوۡنَ وَلَهٗۤ اَسۡلَمَ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ طَوۡعًا وَّكَرۡهًا وَّاِلَيۡهِ يُرۡجَعُوۡنَ‏ ۝

(پارہ ۳۔ آل عمران۔ آیت ۸۳)

پھر کیا یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے ٹھہرائے ہوئے دین کو چھوڑ کر کوئی دوسرا دین ڈھونڈ نکالیں حالانکہ آسمان اور زمین میں جو کوئی بھی ہے وہ سب چار و ناچار اُسی کے ٹھہرائے ہوئے قانونِ عمل کے آگے جھکے ہوئے ہیں اور بالآخر سب کو اسی طرف لوٹنا ہے۔

وَمَنۡ يَّبۡتَغِ غَيۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِيۡنًا فَلَنۡ يُّقۡبَلَ مِنۡهُ ۚ وَهُوَ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ‏ ۝

(پارہ ۳۔ آل عمران۔ آیت ۸۵)

(اے بنی آدم) جو کوئی (دین) اسلام کے سوا دوسرا دین چاہے گا تو اس کا دین ہرگز قبول نہیں کیا جائیگا اور وہ آخرت کے دن دیکھے گا کہ وہ تباہ ہونے والوں میں سے ہے۔

ارشاد قدرت ہے کہ اسی دین کی پیروی تم کو سرکش قوتوں اور اعمال شیطانی

سے محفوظ رکھنے کا واحد ذریعہ ہے۔ کسی اور دستور العمل کی پیروی تمہارے لئے تباہ کن ثابت ہوگی لہٰذا تم اسی دین کی پیروی کو اپنا شعار بناؤ۔ ارشاد ہوتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ

(پارہ ۲۔ البقرۃ۔ آیت ۲۰۸)

لہٰذا اے بنی آدم جو ایمان رکھنے کا دعوےٰ کرتے ہیں تم سب یکبارگی اسلام میں داخل ہو جاؤ اور سرکش طاقتوں کے نقش قدم پر مت چلو سرکش قوتیں ہی تمہاری بہت بڑی دشمن ہیں۔

انبیاء مرسلین وہادی

یہ ایک حقیقت ہے کہ فطری طور پر انسانی طبیعت یکسانی سے اکتاتی ہے اور تبدیلی اور تنوّع میں خوشگواری محسوس کرتی ہے۔ اگر کائنات میں محض یکسانی اور یکرنگی ہوتی تو یہ دلچسپی و خوشگواری کائنات میں نہ ہوتی جواب ہے اور دنیا میں زندہ رہنا مشکل ہو جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ وقت کی نوعیت اور حالات ہر معین زمانہ کے بعد بدلتے رہتے ہیں اور اس طرح انسانی احساسات کا ذائقہ بدلتا رہتا ہے۔ پھر یہ کہ معیشت کا اختلاف اور اُس کی وجہ سے مختلف حالتوں کا پیدا ہونا بھی انہماک حیات کا محرک ہے ان تغیرات کی وجہ سے زندگی میں مزاحمت اور مسابقت کی حالت پیدا ہوتی ہے اور اس طرح یکسانیت کی افسردگی کی جگہ سرگرمی پیدا ہوتی رہتی ہے۔ یہ مسلسل تغیر و تبدل اور مزاحمت اور مسابقت کی حالتیں انسان کی زندگی میں خوشگواری اور دلبستگی کا سامان مہیا کرتے ہیں۔

ان مسلسل تغیرات کے پیش نظر یہ کیونکر ممکن تھا کہ انسان کے لئے ایسے دستور اور قانون کو تجویز کرتا جس میں وقت اور حالات کے تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت نہ ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ اُس رب العالمین نے اِس عالمگیر ہدایت دینِ اسلام کی تعلیم کے لئے ہر زمانہ اور ہر دور میں نزولِ وحی۔ ترسیل کتب اور انبیاء مرسلین اور ہادیوں کا سلسلہ قائم کیا تاکہ بنی نوع انسان کو ضروریات زمانہ اور حالات کے مطابق ہدایت ملتی رہے اِن انبیاء مرسلین اور ہادیوں نے ہدایت کے ساتھ ساتھ اپنے

کردار و عمل کے ذریعہ بھی تعلیم دی تاکہ اس عالمگیر ہدایت کا کوئی گوشہ تشنہ نہ رہ جائے۔
وہ حکیم مطلق ان انبیاء و مرسلین اور ہادیوں کو نسلِ انسانی ہی میں سے جن کو وہ اِس منصب کے لئے اہل سمجھتا ہے۔ منتخب کر لیتا ہے۔ پھر اُن کو علم عطا فرماتا ہے اور رموزِ ہدایت تعلیم کرتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ ط اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ۝

(پارہ ۱۷۔ الحج ۲۲۔ آیت ۷۰)

خدا فرشتوں میں سے بعض کو اپنے احکام پہنچانے کے لئے منتخب کر لیتا ہے اور اسی طرح آدمیوں میں سے، بے شک خدا سب کچھ دیکھتا ہے اور (سب کی) سنتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۝

(پارہ ۳۔ آلِ عمران۔ آیت ۳۲)

بے شک خدا نے آدم اور نوح اور خاندان ابراہیم اور خاندان عمران کو سارے جہان سے برگزیدہ کیا ہے۔

وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ ۝

(پارہ ۲۲۔ الفاطر۔ آیت ۲۴)

اور کوئی قوم دنیا کی ایسی نہیں جس میں (بدعملیوں کے نتائج یعنی دین القیم سے انحراف) کے نتائج سے متنبہ کرنے والا (خدا کا کوئی رسول) نہ گزرا ہو۔

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ ۝

(پارہ ۱۳۔ الرعد ۱۳۔ آیت ۶)

(اے پیغمبر) بلاشبہ تم اس کے سوا اور کیا ہو کہ (بدعملیوں کے نتائج پر) متنبہ کرنے والے ہو

اور دنیا میں ہر قوم کے لئے ایک ہدایت کرنے والا ہے۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓی اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝

(پارہ ۲۰ - القصص - آیت ۱۴)

جب موسےٰ اپنی جوانی اور قوتِ جسمانی تک پہونچے تو ہم نے ان کو حکمت علم عطا کیا اور نیکی کرنے والوں کو ہم یوں جزائے خیر دیتے ہیں۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝

(پارہ ۱۲ - یوسف آیت ۲۲)

اور جب یوسف اپنی جوانی کو پہنچے تو ہم نے اُن کو حکم (نبوت) اور علم عطا کیا نیکو کاروں کو ہم یونہی بدلہ دیتے ہیں۔

اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَیْنَاۤ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَیْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِیْمًا ۝

(پارہ ۵ - النساء آیت ۵۴)

خدا نے اپنے فضل و کرم سے اولادِ ابراہیم کو کتاب عطا کی اور عقل و حکمت کی باتیں تعلیم کی ہیں اور ان کو ایک بہت بڑی سلطنت بھی دی ہے۔ لوگ (اس اعزاز) پر ان سے حسد کرتے ہیں

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا ۝

(پارہ ۵ - النساء آیت ۱۱۳)

اور اللہ تعالےٰ نے آپ پر (اے محمدؐ) کتاب اور علم کی باتیں نازل فرمائیں اور آپ کو وہ باتیں بتائیں جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے

یہ نبی رسول اور ہادی ہر دور اور ہر زمانہ میں اور ہر ہر بستی اور ہر ہر قریہ میں وقت کے تقاضوں کے مطابق ہدایتِ وحی بنی نوع انسان کو پہنچاتے رہتے ہیں اور قیامت تک اسی طرح پہنچاتے رہیں گے۔ یہی نہیں بلکہ انہوں نے اپنے کردار اور اعمال صالحہ کے ذریعہ بنی نوع انسان کو یہ تعلیم بھی دی کہ جو چیز انسان کو حیوانات کی سطح سے بلند کرتی ہے اس کے سوا کچھ نہیں کہ اُس میں صفاتِ الٰہی کا پرتو نظر آئے اور انسانیت کی تکمیل یہی ہے کہ اُس میں زیادہ سے زیادہ صفاتِ الٰہی کا پرتو ہو۔ اور جس میں یہ صفات درجۂ اکملیت پر ہوں گی وہی انسان اس قابل ہوں گے کہ اِس دنیا میں اُن کو خلیفۃ فی الارض کے نام سے موسوم کیا جائے۔ اور یہی وہ ذواتِ مقدسہ ہیں جن میں سے انبیاء مرسلین و ہادی منتخب کئے جاتے ہیں۔

وہ انسان (حضرت آدم علیہ السلام) جس کو جسد خاکی عطا فرما کر سب سے پہلے اس دنیا میں بھیجا۔ اُس کے بھیجنے کا مقصد یہی تھا کہ افزائش نسلِ انسانی ہو بلکہ اُن کو علم عطا کیا اور منصبِ ہدایت کے لئے بھی منتخب فرمایا۔ تاکہ روزِ اول ہی سے اِس عالمگیر ہدایتِ وحی کے بنیادی اصولوں پر انسانی معاشرہ قیام پذیر ہو۔ اور بنی نوع انسان کے لئے اعمال صالحہ کی راہ ہموار ہو جائے۔ کیونکہ اِس انسان میں صفاتِ الٰہی کا پرتو اکملیت کے درجہ تک تھا اِس لئے اُس کو خلیفہ فی الارض کے نام سے یاد کیا اور ہدایت کے لئے اُس کا انتخاب فرمایا اور اُسکو رموزِ ہدایت تعلیم کر دیئے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ ۙ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ

الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ○ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَ اَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ○

(پارہ ۱۔ البقرۃ ۲ آیت ۳۰ تا ۳۳)

(اے رسول اُس وقت کو یاد کرو) جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں ایک نائب زمین میں بنانے والا ہوں۔ تو فرشتے کہنے لگے کیا زمین میں ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو زمین میں فساد اور خونریزیاں کرتا پھرے حالانکہ (اگر خلیفہ بنانا ہے تو ہمارا حق زیادہ ہے) کیونکہ ہم تیری تعریف و تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاکیزگی ثابت کرتے ہیں۔ تب خدا نے فرمایا کہ اس میں تو شک نہیں کہ جو کچھ میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔ اور آدم کو سب چیزوں کے نام تعلیم کر دیئے۔ پھر اُن کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا۔ اور فرمایا کہ اگر تم (اپنے دعوے میں کہ تم مستحق خلافت ہو) سچے ہو تو مجھے ان چیزوں کے نام بتاؤ (جن چیزوں کی طرف پروردگار نے اشارہ کیا تھا) فرشتوں نے عرض کی تو پاک و پاکیزہ ہے ہم تو صرف وہی جانتے ہیں جو کچھ تو نے بتایا ہے اس کے سوا ہم کچھ نہیں جانتے۔ تو بڑا جاننے والا اور مصلحتوں کو سمجھنے والا ہے (جب فرشتوں نے اپنی عاجزی کا اقرار کر لیا تو پھر آدمؑ کو) حکم دیا کہ اے آدم تم ان فرشتوں کو ان سب چیزوں کے نام بتا دو۔ پس آدم نے فرشتوں کو اُن چیزوں کے نام بتا دیئے تو خدا نے فرشتوں کی طرف خطاب کر کے فرمایا کیوں میں تم سے نہ کہتا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کے چھپے ہوئے رازہائے سربستہ کو جانتا ہوں اور جو کچھ تم اب ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے تھے وہ سب جانتا ہوں۔

ان آیات جن کو صدر میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ ان میں رب العالمین نے چند اہم اور بنیادی اصول بیان کئے ہیں۔

اول تو یہ کہ نیابت خداوندی کے لئے صرف تقدس کافی نہیں۔ اس منصب جلیلہ کے لئے علم حقیقی کا ہونا بھی اشد ضروری ہے۔ علم حقیقی میں آدم اور فرشتوں کا امتحان

لے کر یہ ثابت کر دیا کہ چونکہ فرشتے علم حقیقی سے بے بہرہ تھے اس لئے مستحقِ خلافت نہیں ہو سکتے۔

دوسرے یہ کہ تقویٰ اور علم بھی اگر موجود ہو تو ضروری نہیں کہ نبی و مرسل اور ہادی یا نائبِ الٰہی بن سکے یا اپنا استحقاق جتا سکے۔ بلکہ یہ منصب خدا کی جانب سے اس شخص کو عطا ہوتا ہے جس کو وہ حکیم مطلق اِس منصب کے لئے منتخب کر لیتا ہے اور پھر رموزِ ہدایت اور علم حقیقی بھی تعلیم کر دیتا ہے۔

تیسرے یہ کہ فساد و خونریزی اُس وقت ممکن ہے جبکہ انسان اُس دستور العمل وحی ہدایت دین اسلام جس کو خالقِ مطلق نے بنی نوع انسان کے لئے تجویز کیا ہے۔ اُس سے انحراف کرے۔ فرشتوں کی جانب سے جس انسان کے لئے یہ اندیشہ ظاہر کیا جا رہا تھا کہ وہ فساد اور خونریزی کرتا پھرے گا اُس اندیشہ کا ازالہ یہ کہہ کر دیا کہ جس انسان کو نائبِ الٰہی بنایا جا رہا ہے کیونکہ وہ مشیتِ خداوندی سے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے مامور کیا جا رہا ہے۔ اور اس کو علم حقیقی اور رموزِ ہدایت کماحقہ تعلیم کر دیئے گئے ہیں۔ اس لئے یہ شخص ہدایت وحی دینِ اسلام سے انحراف کر ہی نہیں سکتا۔ چونکہ یہ دینِ اسلام پر قائم رہے گا تو پھر نہ فساد برپا ہو سکتا ہے اور نہ خونریزی ہی ممکن ہے۔ اور اے فرشتو تم اس حقیقت سے آگاہ نہ تھے ورنہ تم اس غلط اندیشہ میں مبتلا نہیں ہو سکتے تھے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ ع

(پارہ ۱۔ البقرۃ ۲۔ آیت ۳۸ تا ۳۹)

(اور جب آدم کو) یہ حکم دیا تھا کہ یہاں سے (زمین پر) اُتر پڑو (تو یہ بھی کہہ دیا تھا) کہ اگر تمہارے

پاس میری طرف سے ہدایت آئے تو اُس کی پیروی کرنا کیونکہ جو لوگ میری ہدایت پر چلیں گے اُن پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے اور یہ بھی یاد رکھو جن لوگوں نے دینِ اسلام سے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی جہنمی ہیں اور ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

بہ ایں وجوہ ابتدا میں تمام انسان فطری ہدایت کی راہ پر گامزن تھے۔ لیکن بعد میں اختلافات رونما ہو گئے کچھ نے ہدایت وحی کی مقرر شدہ راہ سے انحراف کیا۔ کچھ بین بین رہے اور کچھ ہدایت کے مقرر شدہ راہ پر گامزن رہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ۝

(پارہ ۱۱۔ یونسؑ آیت ۱۸)

ابتدا میں تمام انسان ایک ہی گروہ تھے (یعنی الگ الگ راہوں میں بھٹکے ہوئے نہ تھے) پھر ان میں اختلاف پیدا ہو گئے۔

لہٰذا جو انبیاء و مرسلین اور ہادی آتے رہے۔ وہ وقت کے تقاضوں اور حالات کے مطابق ہدایت کرتے رہے اور جو اختلافات رونما ہوتے رہے اُن کے فیصلے بھی ہوتے رہے تاکہ اختلافات مٹ جائیں۔ اور یہ بھی بتایا جاتا رہا کہ ہدایت وحی دینِ اسلام بلا تفریق و امتیاز تمام نوع انسانی کے لئے ہے۔ اس کا ظہور ہر زمانہ میں اور ہر ملک میں یکساں طور پر ہے اور ایک ہی طرح پر انسانوں کو مخاطب کرتی ہے۔ خواہ وہ انسان زمانہ کے کسی دور اور دنیا کے کسی بھی گوشہ میں موجود ہوں ارشاد ہوتا ہے۔

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۝

(پارہ ۲۔ البقرہ۔ آیت ۲۱۲)

ابتدا میں تمام انسانوں کا ایک ہی گروہ تھا (یعنی فطری ہدایت کی ایک ہی راہ پر تھے۔ پھر اُس کے بعد اختلاف پیدا ہو گئے) پس اللہ نے ایک کے بعد ایک نبی مبعوث کئے تاکہ وہ نیک عملی کے نتیجوں کی خوشخبری دیدیں۔ اور بد عملی کے انجام سے متنبہ کر دیں۔ نیز ان کے ساتھ نوشتہ نازل کئے تاکہ جن باتوں میں لوگ اختلاف کرنے لگے ہیں اُن کا فیصلہ کر دیں۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

(پارہ ۱۱۔ یونس ۱۰۔ آیت ۴۷)

اور ہر قوم کے لئے ایک رسول ہے پس جب رسول ظاہر ہوتا ہے تو تمام باتوں کا انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔

(پارہ ۱۵۔ بنی اسرائیل ۱۷۔ آیت ۱۵)

(ہمارا یہ قانون ہے) کہ جب تک ہم ایک پیغمبر مبعوث کر کے راہ ہدایت دکھا نہ دیں اُس وقت تک پاداشِ عمل میں عذاب دینے والے نہیں۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ۝

(پارہ ۲۰۔ القصص ۲۸۔ آیت ۵۹)

اور یاد رکھو تمہارے پروردگار کا قانون یہ ہے کہ وہ کبھی انسان کی بستیوں کو پاداشِ عمل میں ہلاک نہیں کرتا جب تک کہ ان میں ایک پیغمبر مبعوث نہ کر دے اور وہ خدا کی آیتیں پڑھ کر نہ سنا دے اور ہم کبھی بستیوں کو ہلاک کرنے والے نہیں مگر صرف اس حالت میں کہ انکے باشندوں نے ظلم کا شیوہ اختیار کر لیا ہو۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ۝

(پارہ ۱۴ - النحل آیت ۳۶)

اور بلاشبہ ہم نے دنیا کی ہر قوم میں ایک پیغمبر مبعوث کیا (جس کی تعلیم یہ تھی) کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت (یعنی سرکش قوتوں کی پیروی سے) اجتناب کرو۔

وَإِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ ۝

(پارہ ۱۸ - مومنون آیت ۵۲)

اور دیکھو یہ تمہاری اُمت (یعنی نسلِ انسانی) فی الحقیقت ایک ہی امت ہے اور میں تم سب کا پروردگار ہوں پس (میری عبودیت و نیاز کی راہ میں تم سب ایک ہو جاؤ) نافرمانی سے بچو۔

سُنَّةَ مَنْ قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا ۝ ع

(پارہ پندرہ - بنی اسرائیل - آیت ۷۷)

(اے رسول) تم سے پہلے جتنے رسول ہم نے بھیجے ہیں ان کا برابر یہی دستور رہا جو دستور تم (تعلیم کرتے ہو) جو دستور ہمارے (ٹھہرائے ہوئے) ہیں اُن میں تم تغیر و تبدل نہ پاؤ گے۔

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ ۚ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا ۝ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا ۝ رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝

(پارہ ۶ - النساء - آیت ۱۶۳ تا ۱۶۵)

(اے رسول) ہم نے تمہارے پاس بھی اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوح اور انکے بعد آنے والے پیغمبروں پر بھیجی تھی اور جس طرح ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق و یعقوب و اولاد یعقوب عیسیٰ ایوب۔ یونس و ہارون سلیمان

کے پاس وحی بھیجی تھی اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کی اور تم کو بھی ویسا ہی رسول مقرر کیا جس طرح اور رسول بھیجے جن کا حال ہم نے بیان کر دیا اور بہت سے ایسے رسول بھیجے جن کا حال تم سے بیان نہیں کیا اور خدا نے موسیٰ سے باتیں کیں اور ہم نے نیکوں کو بہشت کی خوشخبری اور اُن کو عذاب سے ڈرانے والے پیغمبر بھیجے تاکہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کی خدا پر حجت باقی نہ رہے۔

ختمی مرتبت سے قبل جتنے بھی پیغمبر و ہادی اس دنیا میں آئے سب نے اس ہی دین کی تعلیم دی اور ختمی مرتبت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لانے کا مقصد بھی یہی تھا اور انکی تعلیم کسی عنوان سے بھی گزشتہ نبیوں کی تعلیم سے مختلف نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۝

(پارہ ۲۵۔ الشوریٰ۔ آیت ۱۳)

(اے رسول) تمہارے لئے دین کا وہی راستہ مقرر کیا ہے جس پر چلنے کا نوح کو حکم دیا تھا اسی دین کی طرف تم کو وحی کی اور اسی کا حکم ابراہیم موسیٰ اور عیسےٰ کو بھی دیا تھا وہ حکم یہ تھا کہ دین اسلام قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔

قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝

(پارہ ۱۷۔ الانبیاء۔ آیت ۲۴۔ ۲۵)

(اے رسول) تم کہو کہ تمہارے پاس کیا دلیل ہے (کہ تم میری تعلیم کو گزشتہ انبیاء کی تعلیم سے مختلف خیال کرتے ہو (درحالانکہ) میری تعلیم وہی ہے جو مجھ سے قبل آنے والے پیغمبر دے گئے ہیں۔ قرآن جو مجھ پر نازل ہوا وہ بھی وہی تعلیم کرتا ہے جو کہ توریت وانجیل نے تعلیم کیا۔ پھر تم میری تعلیم سے منہ کیوں پھیرے ہوئے ہو۔ اصل میں یہ حقیقت کہ ان میں سے اکثر تو حق بات کو جانتے ہی

نہیں ہیں اس لئے جب تم حق بات کہتے ہو تو یہ منہ پھیر لیتے ہیں۔ اے رسول! ہم نے تم سے پہلے جب کبھی کوئی رسول بھیجا ان کو یہی وحی کی کہ بس میرے سوا کوئی معبود قابلِ پرستش نہیں بس میری ہی عبادت کرو۔

الٓمّٓ ۙ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ ۙ۝ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَھُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ۝ۭ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاۗءُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

(پارہ ۳۔ آلِ عمران آیت ۱-۲)

الم۔ اللہ ہی وہ خدا ہے جس کے سوا کوئی قابلِ پرستش نہیں ہے وہی زندہ اور جہاں کا سنبھالنے والا ہے اسی نے (اے رسول) تم پر حق کتاب نازل کی جو آسمانی کتابیں پہلے سے موجود ہیں اُن کی تصدیق کرتی ہے اور اسی نے پہلے لوگوں کی ہدایت کے لئے۔ توریت۔ انجیل نازل کی۔ اور حق و باطل میں تمیز دینے والی کتاب قرآن نازل کی۔ بے شک جن لوگوں نے خدا کی آیتوں کو نہ مانا ان کے لئے سخت عذاب ہے۔ اور خدا ہر چیز پر غالب بدلہ لینے والا ہے۔ بے شک خدا سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے نہ زمین میں نہ آسمان میں، وہی تو خدا ہے جو ماں کے پیٹ میں تمہاری صورت جیسی چاہتا ہے بناتا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی ہر چیز پر غالب و دانا ہے۔

اس رسول اُمّی کو بھیجنے کا ایک بڑا سبب یہ بھی تھا کہ دنیا میں جس قدر ادیان انسان کی گمراہی کی وجہ سے پیدا ہو گئے تھے ان سب پر دین اسلام کو پھر سے غالب کر دے تا کہ بنی نوع انسان دوبارہ راہِ مستقیم جس سے وہ بھٹک

گئے ہیں اس پر گامزن ہو جائیں اور دنیا سے فتنہ و فساد ظلم و تعدی جنگ و جدل ختم ہو جائے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

هُوَ الَّذِيٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○

(پارہ ۱۰۔ التوبہ ۹۔ آیت ۳۳)

وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول (محمدؐ) کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ مبعوث کر کے بھیجا تاکہ دین اسلام کو تمام دینوں پر (جو کہ مشرکین نے بنا لئے ہیں) پر غالب کر دے اگرچہ مشرکین برا مانیں۔

اس مقصد کی تکمیل کے لئے یہ رسول بنی نوع انسان کو عقل و حکمت کی باتیں سکھائے گا اور اُن کے نفوس کو ایسا پاکیزہ کر دے گا کہ وہ راہ مستقیم کو اپنا سکیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ○

(پارہ ۲۔ البقر ۲۔ آیت ۱۵۱)

(اے افراد نسل انسانی جس قدر بھی رحمتیں ہم نے تم پر نازل کی ہیں اُن میں سے یہ بھی ایک رحمت ہے) کہ تم میں کا ہی ایک رسول بھیجا ہے جو ہماری آئیتیں پڑھ کر سنائے اور تمہارے نفوس کو پاکیزہ کرے اور تمہیں کتاب (قرآن) اور عقل کی باتیں سکھائے اور تم کو وہ باتیں بتائے جو تم (کتاب خدا قرآن کے نزول سے) قبل نہیں جانتے تھے۔

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ

وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ○ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۚ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ○ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۡ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(پارہ ۸ ۔ الانعام آیت ۱۶۰ ۔ ۱۶۶)

اے رسول تم ان سے کہو کہ مجھے تو میرے پروردگار نے صراط مستقیم (الدین القیم اسلام) جو کہ (حضرت) ابراہیم کا مذہب بھی تھا۔ اس کی ہدایت فرمائی ہے۔ ابراہیم تو باطل سے کترا کر چلتے تھے اور مشرکین میں سے نہ تھے۔ کہدو۔ میری نماز۔ میری عبادت۔ میرا جینا۔ میرا مرنا سب خدا ہی کے لئے ہے۔ جو سارے عالموں کا پروردگار ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا اسلام لانے والا ہوں۔ اے رسول تم ان سے پوچھو کہ کیا میں خدا کے سوا کسی اور پروردگار کی تلاش کروں۔ حالانکہ وہ ہی تمام چیزوں کا مالک ہے جو شخص کوئی بُرا کام کرتا ہے تو اس کا وبال اُس پر ہے اور کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھاتا اور یہ نہ بھولو کہ تم سب کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اُس وقت خدا جن باتوں میں تم لڑتے ہو تمہیں بتا دے گا کہ تم میں سے کون سچا تھا۔ وہ وہی خدا ہے جس نے تم ہی میں سے زمین میں اپنا نائب بنایا اور تم میں بعض کے درجے بعض پر بلند کئے تا کہ جو نعمت تمہیں دی ہے۔ اُس میں تمہارا امتحان کرے۔ اس میں شک نہیں ہے کہ تمہارے پروردگار کے بنائے ہوئے قانون مکافات سست رفتار نہیں ہیں اور اس میں بھی شک نہیں کہ وہ بڑا بخشنے والا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

(پارہ ۹ - الاعراف - آیت ۱۵۷ تا ۱۵۸)

جو لوگ ہمارے نبی اُمّی (یعنی اُم القرا، مکہ کے رہنے والے نبی) پیغمبر کے قدم بہ قدم چلتے ہیں جس (کی بشارت) کو اپنے ہاں توریت و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں (وہ نبی) جو اچھے کام کا حکم دیتا ہے اور بُرے کام سے روکتا ہے اور جو پاک و پاکیزہ چیزیں تو تم پر حلال اور ناپاک گندی (مضر رساں) چیزیں تم پر حرام کرتا ہے اور وہ (نبی) اُن تمام ذمہ داریوں کو جو بنی نوع انسان نے اللہ کے ماسوا دوسروں کی غلامی کے سبب قبول کر لی تھیں) اُن سے (بنی نوع انسان کو) نجات دلاتا ہے پس (یاد رکھو) جو لوگ اِس (نبی محمد) پر ایمان لائے اور اُس کی عزت کی اور مدد بھی کی اور اس نورِ ہدایت (قرآن) کی جو (اِس نبی) کے ساتھ نازل کی گئی ہے پیروی کرتے ہیں تو یہی لوگ اپنی دلی مرادیں پائیں گے + (اے رسول) تم (ان لوگوں سے) کہہ دو کہ میں تم سب کے پاس خدا کا بھیجا ہوا (پیغمبر) ہوں (اس خدا کا بھیجا ہوا) جس کے لئے خاص سارے آسمان و زمین کی بادشاہت ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہی زندہ کرتا ہے وہی مار ڈالتا ہے پس (اے بنی نوع انسان) خدا اور اُس کے رسول نبی اُمّی پر ایمان لاؤ۔

(جو نبی خود بھی) خدا پر اور اس کی باتوں پر (دل سے) ایمان رکھتا ہے۔ اس (نبی اُمی) کے قدم بہ قدم چلو تاکہ ہدایت پاؤ۔

کیونکہ یہ نبی میری رحمت وہدایت کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا جا رہا ہے اور جس کی تعلیم تمہارے لئے قیامت تک ہدایت کا سبب بنی رہے گی اس لئے یہ نبی تمہارے لئے اور عالمین کے لئے ایک رحمت ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○

(پارہ ۱۷۔ الانبیا۔ آیت ۱۰۷ تا ۱۰۸)

اے رسول ہم نے تم کو (نسلِ انسانی اور) عالمین کے لئے سرتاپا رحمت بنا کر بھیجا ہے تم ان سے کہہ دو کہ (اے بنی آدم) میرے پاس ہدایت وحی آئی ہے تم لوگوں کا معبود بس یکتا خدا ہے۔ کیا تم اس کے سامنے سرِ عبودیت خم نہ کرو گے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ○

(پارہ ۲۲۔ الاحزاب آیت ۴۰)

(اے افرادِ نسلِ انسانی) محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ بلکہ اللہ کے رسول اور نبیوں میں خاتم المرسلین ہیں اور خدا ہر چیز سے خوب واقف ہے۔

تجربات شاہد ہیں کہ تکمیل ہدایت اور حصول علم کے لئے معلم و مصلح کی اطاعت غیر مشروط لازمی ہے۔ اس لئے رب العالمین نے بنی نوع انسان کے لئے لازمی قرار دیا کہ وہ اس کے فرستادہ پیغمبروں۔ رسولوں۔ اور ہادیوں کی اطاعت غیر مشروط کریں تاکہ تکمیل ہدایت اور تعلیم دینِ اسلام کما حقہٗ ہو سکے لہٰذا ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ

(پارہ ۵ - النسآء - آیت ۶۴)

اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس واسطے کہ خدا کے حکم سے لوگ اسکی اطاعت کریں۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

(پارہ ۱۸ - النور ۲۴ - آیت ۵۶)

(اے بنی نوع انسان) نماز پابندی سے پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جاوے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ۝

(پارہ ۲۶ - محمد ۴۷ - آیت ۳۳)

اے ایمان والو خدا کا حکم مانو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو ضائع مت کرو۔

وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝ وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ؕ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝

(پارہ ۵ النسآء آیت ۷۹ - ۸۰)

(اے رسول) ہم نے تم کو لوگوں کے پاس پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ اور (اس کے لئے) خدا کی گواہی کافی ہے جس نے رسول کی اطاعت کی اسنے خدا کی اطاعت کی اور جس نے روگردانی کی تو تم کچھ خیال نہ کرو۔ (کیونکہ اسنے اپنے کو ہدایت الہٰی سے محروم کر دیا جس سے تمہاری ذات

پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہم نے تم کو پاسبان مقرر کر کے نہیں بھیجا۔ یہ لوگ تمہارے سامنے تو کہدیتے ہیں کہ ہم آپ کے فرماں بردار ہیں لیکن جب تمہارے پاس سے باہر نکلتے ہیں تو اُن میں سے کچھ لوگ جو تم سے کہہ چکے تھے اُسکے خلاف راتوں کو مشورے کرتے ہیں حالانکہ یہ لوگ جو کچھ بھی مشورہ کرتے ہیں اُسے خدا لکھتا جاتا ہے پس تم اِن لوگوں کی کچھ پرواہ نہ کرو۔ اور خدا پر بھروسہ رکھو اور خدا کارسازی کے لئے کافی ہے۔

ملاحظہ کیا کہ پیروی کی شرط بالکل غیر مشروط ہے اور جن لوگوں نے اپنے نفس کے فیصلہ کے مطابق پیروی کرنی چاہی اور پیروی کے لئے دوسروں سے مشورہ کیا کہ آیا اس حکم اور عمل رسول کی پیروی کریں یا نہ کریں ان کی کس قدر سخت الفاظ میں مذمت کی گئی ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(پارہ ۳۔ آل عمران۔ آیت ۳۱)

(اے پیغمبر) کہہ دو اگر واقعی تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو تم کو چاہیئے کہ میری پیروی کرو (میں تمہیں محبت الٰہی کی حقیقی راہ دین اسلام دکھا رہا ہوں) اگر تم نے میری پیروی کرلی تو صرف یہ ہی نہیں ہوگا کہ تم اللہ سے محبت کرنے لگو بلکہ خود اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا۔ اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اللہ بخشنے والا اور رحمت والا ہے۔

مشاہدات اور تجربات نے یہ بھی ثابت کر دیا کہ مصلح و معلم کے عادات و خصائل کا پرتو اس کے پیرو یا متعلم میں نظر آتا ہے۔ اب اگر مصلح اور معلم میں نقائص اور لغزشیں ہوں گی تو یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ اُس کے پیرو اور متعلم میں وہ پیدا نہوں۔

رب العالمین کا بنی نوع انسان کو اپنے رسولوں۔ پیغمبروں اور ہادیوں

کی غیر مشروط اطاعت کا حکم دینا یہ ثابت کرتا ہے کہ اُس کے فرستادہ ہادی پیغمبر اور رسول ہر نقص اور لغزش سے پاک ہیں۔ اور انسان ان کی اطاعت اور پیروی بلا تردد کر سکتا ہے۔ اور اس کے عدل کا مقتضٰی بھی یہی تھا ورنہ وہ عادل حقیقی ہماری لغزشوں اور نقائص کی باز پرس کس طرح کرتا اگر اسکے فرستادہ ہادیوں، رسولوں اور پیغمبروں میں رتی برابر بھی نقص ہوتا یا اُن سے لغزش کے امکانات ہوتے۔

یہ این وجوہ خدا اپنے بندوں کو اپنے محکم قانون سے آگاہ کرتا ہے تاکہ بنی آدم بغیر جھجک اور تردد کے اس کے فرستادہ ہادیوں۔ رسولوں اور پیغمبروں کی اطاعت کر سکیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ۝

(پارہ ۱۔ البقرہ۔ آیت ۱۲۴)

جب ابراہیم کو ان کے پروردگار نے چند باتوں میں آزمایا اور انہوں نے پورا کر دیا۔ تو خدا نے فرمایا کہ میں نے تم کو لوگوں کا امام بنانے والا ہوں (حضرت ابراہیم نے) عرض کی اور میری اولاد میں سے فرمایا ہاں امامت ملے گی لیکن میرے اس عہدہ پر ظالموں میں سے کوئی شخص فائز نہیں ہو سکتا۔

پروردگار عالم اپنے نہ بدلنے والے قانون کی وضاحت کر رہا ہے کہ اس کے ہادی۔ پیغمبر اور رسول جو کہ بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے اور تعلیم دین اسلام کے لئے دنیا میں بھیجے گئے اور قیامت تک جن کا سلسلہ باقی رہے گا وہ کبھی ظالم نہیں ہو سکتے۔ معمولی سے معمولی نقص اور لغزش اس کی نظر میں ظلم ہے۔ معصیت خواہ وہ لاعلمی میں ہو یا دیدہ و دانستہ ظلم ہے۔ لہذا قدرت کے اس نہ بدلنے والے قانون نے یہ ثابت کر دیا کہ اسکے فرستادہ ہادی۔ رسول اور پیغمبر معصوم عن الخطا و لغزش ہیں اور بنی نوع انسان بلا تردد

اُن کی غیر مشروط اطاعت اور پیروی کر سکتا ہے۔ دیکھئے چوتھے پارہ۔ سورہ آل عمران آیت ۱۶۱ میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ ۚ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ○

اور (اے بنی نوع انسان یہ تمہارا گمان بالکل غلط ہے) کسی نبی کی (ہرگز) یہ شان نہیں کہ (کسی قسم کی بھی) خیانت کرے (یعنی پیغام الٰہی پہنچانے میں اپنی جانب سے کچھ کمی یا زیادتی کرے) اور جو خیانت کرے گا تو جس چیز یا معاملہ میں خیانت کی ہے قیامت کے دن وہی چیز (بعینہٖ خدا کے سامنے) لانا ہوگا۔

قدرت نے صرف اِس قانون کے بیان کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ قرآن میں جگہ جگہ انبیاء، ہادیوں اور رسولوں کی عصمت پر مختلف الفاظ میں مہر بھی ثبت کرتا رہا۔ اور اپنے آخری رسول کی عصمت پر اس لئے زیادہ زور دیا کیونکہ وہ آخری رسول تھا۔ اور اُس پر نازل شدہ قرآن آخری پیغام ہدایت جس کو قیامت تک باقی رہنا تھا۔ اور وہ یہ بات بنی نوع انسان کے دلوں میں راسخ کردینی چاہتا تھا کہ اس کی اطاعت اور پیروی بغیر کسی شک وشبہ کے اگر تم کرو گے تو تکمیل ہدایت ہوجائے گی۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ ۖ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ ○

(پارہ ۱۷۔ الانبیاء آیت ۷۳)

(اے بنی آدم) ہم نے جس کو بھی تمہارا پیشوا یا ہادی بنایا وہ ہمارے ہی حکم سے ہدایت کرتے ہیں اور ان کے پاس نیک کام کرنے کی نماز قائم کرنے کی اور زکات دینے کی وحی کی اور یہ سب ہماری ہی عبادت کیا کرتے ہیں۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی ۙ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی ۚ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۙ

(پارہ ۲۷۔ النجم آیت ۱۔۳)

تارے کی قسم جب ٹوٹا کہ تمہارے رفیق (محمد) نہ گمراہ ہوئے نہ بہکے اور وہ تو اپنی نفسانی خواہش سے کچھ بولتے ہی نہیں یہ بس وہی کہتے ہیں جو کہ وحی ہے اور جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔

یٰسٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۙ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۙ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ؕ

(پارہ ۲۲۔ یٰسٓ آیت ۱)

یٰسٓ اس پُر از حکمت قرآن کی قسم اے رسول تم بلا شک و شبہ پیغمبروں میں سے اور دین القیم میری مقرر کردہ راہ پر ثابت قدم ہو (یعنی میں تمہاری عصمت کی ضمانت کرتا ہوں)

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۙ

(پارہ ۲۲۔ الاحزاب آیت ۵۵)

اس میں شک نہیں کہ خدا اور اُس کے فرشتے پیغمبر (محمد) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان لانے والو تم بھی درود بھیجتے رہو اور مسلسل درود و سلام بھیجتے رہو۔

اس درود کی اہمیت پر بھی آپ نے غور کیا جس کو اُس نے نماز کا بھی ایک جز بنا دیا ہے۔ اور تکمیل نماز اس کے بغیر نہیں ہوتی۔ یہ درود قدرت کی طرف سے اس بات کی ضمانت ہے کہ اس درود کے مصداق کبھی اور کسی وقت بھی معمولی سے معمولی غلطی کے مرتکب نہیں ہوئے اور نہ ہو سکتے ہیں۔ ذرا ملاحظہ تو کریں کہ مسلسل نزول رحمت اس بات کی دلیل ہے کہ جن پر یہ درود بھیجا جا رہا ہے۔ وہ ظلم سے مبرا ہیں اس لئے کہ جس وقت وہ غلطی کے مرتکب ہوں گے ظلم کریں گے اور ظالم پر نزول رحمت نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اُس علیم و خبیر کا

بنی نوع انسان اور فرشتوں کو حکم دینا کہ برابر تا قیامت درود بھیجتے رہو اور پھر یہ بھی ارشاد ہے کہ میں بھی مسلسل درود بھیجتا ہوں یہ ثابت کرتا ہے کہ اس درود کے مصداق معصوم عن الخطا ہیں۔

لیکن باوجود ان عقلی اور قرآنی استدلال کے بنی نوع انسان نے انبیاءؑ اور ہادیوں کی عصمت کو بھی اختلاف کا ایک سبب بنا لیا۔ اور قرآن کی متشابہ آیات کی خود ساختہ تفسیر کی آڑ لیکر اس میدان میں بھی جولانیاں دکھانے لگے۔ خدا کے قانون میں کبھی تبدیلی ممکن ہی نہیں ہے۔ اُس کے اِس قانون کے پیشِ نظر کہ منصب رسالت، ہدایت اور امامت کسی ظالم کو تفویض نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا اس عہدہ پر صرف وہ ہی لوگ فائز ہو سکتے ہیں جو کبھی ظلم کے مرتکب نہ ہوئے ہوں اور نہ اُن سے آئندہ بھی ظلم کرنے کی توقع ہو۔ اس قانون کے پیشِ نظر انبیاء و مرسلین اور ہادیوں کی عصمت میں شک کی گنجائش کہاں باقی رہتی ہے۔

وجودِ باری

جس دین کی طرف بنی نوع انسان کو دعوت دی جارہی ہے۔ اس کی پہلی منزل خدا کی معرفت ہے۔ یعنی خدا کے وجود اور اس کی صفات کا ٹھیک ٹھیک تصور اساس دینِ اسلام ہے۔ لیکن بنی نوع انسان کو خدا پرستی کی راہ میں جس قدر ٹھوکریں لگی ہیں وہ معرفت حق اور صفات خدا کے صحیح تصور ہی میں لگی ہیں۔ اس حقیقت سے تو انکار نہیں ہو سکتا کہ انسان کے لئے معرفت کی صحیح راہ کائنات خلقت میں تفکر و تدبر ہی ہے لیکن حضرت ختمی مرتبتؐ کی تعلیم سے قبل باوجودیکہ رشد و ہدایت الٰہی کا سلسلہ رہا لیکن پھر بھی فکرِ انسانی اس راہ میں علم کی روشنی کے بغیر گامزن تھی اور اس اصول فطرت کو نظر انداز کر دیا تھا کہ مصنوعات کا مطالعہ علم کی روشنی ہی میں مفکر کو صانع حقیقی تک پہنچاتا ہے۔ اس اصول سے انحراف کا یہ نتیجہ ہوا کہ انسان کی نظریں مصنوعات کے جلوؤں میں محو ہو کر رہ گئیں اور انسان مظاہرِ فطرت کی پرستش کرنے لگا۔

تکمیل دین کی منزل پر وحی الٰہی کی ہدایت نے انسان کے وجدانی عقائد کو علم و اعتراف کی ٹھیک ٹھیک تدابیر بتائیں۔ تاکہ انسان اُن عام تصورات کو جو خدا پرستی کے لئے اس نے خود وضع کر لئے تھے اُن کو علم و عقل کی روشنی میں پرکھ سکے اور خدا کی صحیح معرفت حاصل کرے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ○

(پارہ ۳۰۔ العلق آیت ۱ تا ۲)

اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو جسنے کائنات کی ہر چیز کو پیدا کیا اور اُسنے جمے ہوئے خون سے انسان کو پیدا کیا۔ پڑھو تمہارا پروردگار کریم ہے جسنے قلم کے ذریعہ تعلیم دی اُسی نے انسان کو علم کے ذریعہ وہ باتیں بتائیں جن کو وہ علم آنے سے پہلے نہیں جانتا تھا۔

جب علم کی دولت حاصل ہوگئی تو پھر ارشاد ہوتا ہے کہ اب کائنات خلقت میں تفکر و تدبر کرو تاکہ تم صانع حقیقی کی صحیح معرفت حاصل کرسکو۔

وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ○

(پارہ ۱۱۔ یونس آیت ۱۰۰)

جو لوگ عقل سے کام نہیں لیتے وہی کفر کی گندگی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

ارشاد قدرت ہے کہ یہ بات انسان کے اذہان کے خلاف ہے کہ وہ نظام ربوبیت کا مطالعہ کرے اور ایک رب العالمین کا یقین اُس کے اندر نہ پیدا ہو۔ ایک انسان غفلت کی سرشاری اور سرکشی کے ہیجان میں ہر چیز سے انکار کرسکتا ہے لیکن اپنی فطرت اور عقل کے فیصلہ سے انکار نہیں کرسکتا۔ وہ جب اپنے چاروں طرف نظر دوڑاتا ہے تو اس کی فطرت اور عقل یہ تسلیم کئے بغیر رہ ہی نہیں سکتی کہ ایک ہستی ایسی موجود ہے جس کی یہ کرشمہ سازیاں ہیں۔ انسانی عقل کبھی یہ ماننے کو تیار نہیں ہوسکتی کہ نظام ربوبیت کا یہ پورا کارخانہ خود بخود وجود میں آگیا اور کوئی حکمت اس میں کارفرما نہیں ہے۔ اس کی اپنی زندگی

کے روزمرہ کے مشاہدات بتاتے ہیں کہ اُس کے اپنے کاموں میں گو کہ اس کی اپنی محنت کا دخل ہے لیکن پھر بھی اُس کو اپنی محنت کے نتائج میں کسی طرح بھی دسترس حاصل نہیں ہے۔

انسان کی فطرت ہی کچھ اس طرح بنائی گئی ہے کہ اُس میں یقین وایمان ہی پرورش پاسکتا ہے۔ شک اور انکار بہت ہی مشکل سے جگہ کرسکتا ہے۔ لہٰذا یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ اپنے حواس وادراک کو کام میں لائے اور اس کو یہ یقین نہ ہوجائے کہ عمل بغیر کسی عامل کے۔ نظم بغیر کسی ناظم کے۔ نقش بغیر نقاش کے ممکن ہی نہیں ہے۔ اس ہی لئے قدرت نے ہمیشہ انسان کے فطری وجدان و ادراک سے خطاب کیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ○

(پارہ ۲۶۔ محمد ۱۰۷۔ آیت ۲۳)

(بنی نوع انسان سے خطاب ہے) کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے (اگر تفکر کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ ہدایت یافتہ نہ ہوجائیں لیکن باوجود تفکر کرنے کے ان کا ہدایت نہ پانا اسکے سوا کچھ نہیں کہ یہ ہٹ دھرم ہیں اور اپنے قلوب کو اس طرف مائل نہیں کرتے) اپنے قلوب پر (جہالت کا) قفل لگایا ہوا ہے۔

اَفَلَمْ یَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّالَمْ یَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِیْنَ ○

(پارہ ۱۸۔ المومنون ۲۳ آیت ۶۷)

تو کیا ان لوگوں نے ہمارے قول یعنی قرآن پر غور وفکر نہیں کیا۔ یا ان کے پاس کوئی نئی چیز آئی جو یہ قرآن پیش نہیں کرتا اور ان کے اگلے باپ داداوں کے پاس نہ تھی۔

اگر انسان عقل وبصیرت سے کام لے اور کائنات خلقت میں تفکر کرے تو اللہ فرماتا ہے کہ سب سے پہلی حقیقت جو اس کے سامنے نمودار ہوگی وہ تخلیق بالحق

کا عالمگیر اور بنیادی قانون ہے۔ یعنی وہ دیکھے گا کہ کائنات کی ہر چیز کی بناوٹ کچھ اس طرح واقع ہوئی ہے کہ ہر چیز ضبط و ترتیب کے ساتھ ایک خاص نظامِ قانون سے منسلک ہے اور کوئی شے نہیں جو حکمت و مصلحت سے خالی ہو۔ یہ نہیں ہے کہ بغیر کسی معین اور طے شدہ مقصد و نظم کے کوئی چیز معرضِ وجود میں آگئی ہو۔ اس کی یکسانیت موقع و محل کے ساتھ اُس کی ہر بات کسی نہ کسی حکمت و مصلحت کے ساتھ بندھی ہوئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

(پارہ ۲۰۔ العنکبوت ۲۹ آیت ۴۳)

اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو حکمت و مصلحت کے ساتھ پیدا کیا ہے اور بلاشبہ اس میں اربابِ ایمان کے لئے معرفتِ حق کی ایک بڑی نشانی ہے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

(پارہ ۲۵۔ الدخان ۴۴ آیت ۳۸)

اُس نے آسمانوں اور زمینوں کو اور جو کچھ اُس کے درمیان ہے محض کھیل اور تماشہ کرتے ہوئے نہیں پیدا کیا ہے مگر حکمت و مصلحت کے ساتھ مگر اکثر انسان ایسے ہیں جو اس حقیقت کا علم نہیں رکھتے۔

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ۝ لَوْ نَشَاۗءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ۝ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ۝ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ۝ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَاۗءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ۝ لَوْ نَشَاۗءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا

فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ○ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ○ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَاۤ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ○ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ○

(پارہ ۲۷۔ الواقعۃ ۵۶ آیت ۶۳)

اچھا تم نے اس بات پر کبھی غور کیا جو کچھ کشت کاری کرتے ہو کیا تم اُسے اگاتے ہو، ہم اگاتے ہیں اگر ہم چاہیں تو اُسے برباد کر دیں اور تم صرف یہ کہنے کے لئے رہ جاؤ کہ افسوس ہمیں تو اس نقصان کا تاوان ہی دینا پڑے گا بلکہ ہم تو اپنی محنت کے سارے فائدوں سے محروم ہو گئے۔ کیا تم نے یہ بات کبھی دیکھی کہ یہ پانی جو تمہارے پینے میں آتا ہے اسے کون برساتا ہے تم برساتے ہو یا ہم برساتے ہیں اگر ہم چاہیں تو اِسے سمندر کے پانی کی طرح کڑوا کر دیں۔ کیا یہ نعمت اس قابل نہیں کہ تم شکر گزار رہو۔ اچھا تم نے یہ بات کبھی دیکھی کہ یہ آگ جو تم سلگاتے ہو تو اسکے لئے لکڑی تم نے پیدا کی یا ہم پیدا کر رہے ہیں۔ ہم نے آگ کو جہنم کی یاد دہانی کے لئے اور بنی نوع انسان کے لئے فائدہ بخش بنایا۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ○

(پارہ ۲۲۔ فاطر ۳۵۔ آیت ۳)

اے افراد نسل انسانی اللہ نے جن نعمتوں سے تمہیں فیضیاب کیا ہے ان پر غور کرو کیا اللہ کے سوا دوسرا خالق ہے جو تمہیں زمین و آسمان کی بخشائشوں سے رزق دے رہا ہے۔ نہیں کوئی معبود نہیں مگر اُس کی ایک ذات پھر تم کدھر بھٹکے جا رہے ہو۔

حٰمٓ ۚ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ○ اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○ وَفِيْ خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ

مِنْ دَآبَّةٍ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ ○ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْیَا بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا وَتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ○ تِلْکَ اٰیٰتُ اللّٰہِ نَتْلُوْھَا عَلَیْکَ بِالْحَقِّ ج فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۢ بَعْدَ اللّٰہِ وَاٰیٰتِہٖ یُؤْمِنُوْنَ ○

(پارہ ۲۵ الجاثیہ ۴۵ - آیت ۱ - تا ۶)

یہ اللہ جو عزیز و حکیم ہے اس کی طرف سے کتاب (ہدایت) نازل ہوئی ہے۔ بلاشبہ ایمان رکھنے والوں کے لئے آسمانوں اور زمین میں معرفتِ حق کی بے شمار نشانیاں ہیں نیز تمہاری پیدائش میں اور ان چوپاؤں میں جنہیں اُسنے زمین میں پھیلا رکھا ہے (اُن میں بھی) ارباب یقین کے لئے بڑی ہی نشانیاں ہیں۔ اسی طرح رات اور دن کے یکے بعد دیگرے آتے رہنے میں اور اس سرمایہ رزق میں جسے وہ آسمان سے برساتا ہے اور جس سے بنجر زمین پھر سے زرخیز ہو جاتی ہے اور ہواؤں کے ردو بدل میں عقلمندوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں (اے پیغمبر) یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو فی الحقیقت ہم تمہیں سنا رہے ہیں۔ پھر اللہ اور اس کی آیتوں کے بعد کونسی بات رہ گئی جسے سنکر نسلِ آدم ایمان لائے گی۔

وَلِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ لا الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا ج سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ (پارہ ۴ - آل عمران ۳ - آیت ۱۸۸)

آسمان و زمین سب خدا ہی کا ملک ہے اور خدا ہی ہر چیز پر قادر ہے۔ اس میں تو شک ہی نہیں کہ آسمان و زمین کی پیدائش اور رات دن کی تبدیلی میں عقلمندوں کے لئے قدرتِ خدا کی بہت سی نشانیاں ہیں۔ جو لوگ اٹھتے بیٹھتے ہمہ وقت ہر حال میں خدا کا ذکر کرتے ہیں اور

آسمانوں اور زمین کی بناوٹ میں غور و فکر کرتے ہیں وہ بے ساختہ کہہ اٹھتے ہیں کہ خداوندا تو نے اسکو بیکار پیدا نہیں کیا۔ تیری ذات ہر فعل عبث سے پاک و منزہ ہے۔ (پس ہم کو معرفت حقیقی عطا فرما کر) عذابِ دوزخ سے بچا۔

ذٰلِکَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ○ الَّذِیْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ ○ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ○ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ○

(پارہ ۲۱ - السجدۃ ۳۲ آیت ۶ تا ۹)

وہی مدبر پوشیدہ و ظاہر کا جاننے والا عزیز و رحیم ہے۔ اُسنے جو چیز بھی بنائی حسن و خوبی کے ساتھ بنائی۔ چنانچہ یہ اُسی کی قدرت و حکمت ہے کہ انسان کی پیدائش ابتدا مٹی سے کی پھر اس کی نسل کے توالد و تناسل کا سلسلہ خون کے خلاصہ سے جو پانی کا ایک حقیر قطرہ ہوتا ہے قائم کر دیا۔ پھر اس کی تمام قوتوں کی درستگی کر دی اور اپنی روح پھونک دی۔ اور انسان کے لئے سننے دیکھنے اور فکر کرنے کی قوتیں پیدا کر دیں لیکن افسوس انسان کی غفلت پر کہ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ ان رحمتوں کا شکر گزار ہو۔

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَیْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ؕ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِیْرٍ ○

(پارہ ۲۱ - لقمٰن ۳۱ آیت ۲۰)

کیا تم نے کبھی غور نہیں کیا کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے جو کچھ زمین میں ہے وہ سب تمہارے

لئے مسخر کر دیا اور اپنی تمام نعمتیں ظاہری طور پر بھی اور باطنی طور پر بھی پوری کر دی ہیں۔
لیکن بعض لوگ اب بھی ایسے ہیں کہ وہ اب بھی خدا کے بارے میں جھگڑتے ہیں۔ حالانکہ انکے
پاس نہ علم ہے اور نہ ہدایت اور نہ کوئی روشن کتاب۔

توحید

خدا کا تصور ہمیشہ انسان کی روحانی اور اخلاقی زندگی کا
محور رہا ہے۔ اور خدا کے تصور میں وحدت کا تصور انسانی دماغ کا بلند تر
تصور ہے۔ بایں وجود تمام مذاہب میں عقیدۂ توحید کی تعلیم موجود تھی۔
لیکن اس کے باوجود کسی نہ کسی طرح شخصیت پرستی، عظمت پرستی اور اصنام
پرستی نمودار ہوتی رہی۔ گو کہ توحید فی الصفات کے مکمل حدود دینِ اسلام
نے قائم کر کے ان تمام لغزشوں کے دروازے بند کر دیئے تھے۔ لیکن بنی نوع
انسان نے اُن سے انحراف کیا۔ اور صرف اس لئے کہ اس مسئلہ میں فکرِ انسانی
اس قدر بلند نہیں ہوئی تھی کہ انسان تمثیل کا پردہ اٹھا کر صفات الٰہی کا جلوہ
دیکھ لیتا۔ لہٰذا حضرت ختمی مرتبت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فکر کی دنیا
میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا اور تمثیل و تشبیہہ کے تمام پردے چاک کر کے
مجاز کی جگہ حقیقت کو نمایاں کر دیا اور تجسّم کا شائبہ تک باقی نہ رکھا۔ تعلیم ختمی مرتبت
کا ماحصل وارث کتابِ الٰہی بابِ علم حضرت علی علیہ السلام کی زبانی سنیئے ارشاد
فرماتے ہیں۔

"دین (اسلام) کی پہلی منزل اُس کی معرفت ہے۔ معرفت کا کمال اُس کی
تصدیق ہے۔ تصدیق کا کمال اُس سے صفات کی نفی کرنا ہے کیونکہ ہر صفت موصوف
کی غیر ہے اور ہر موصوف صفت کا غیر ہوتا ہے۔ بنابریں صفات زائدہ کے

فرض کرنے کا مطلب خدا کو صفات کے پہلو نشین ماننے کے مترادف ہوگا اور ایسا فرض کرنے کا صریحی مطلب یہ ہوگا کہ اُسے تقسیم کے قابل مان لیا جائے اور تقسیم اُس کے لئے ناممکن ہے۔"

"تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے سزاوار ہیں جو اپنے وجود پر اپنے مخلوقات کے ذریعہ دلیل قائم کرنے والا ہے اور اپنی فنا پذیر کائنات سے اپنی ازلیت کا ثبوت فراہم کرنے والا ہے۔ ان کے صاحب مثل و نظیر ہونے سے یہ تبلانے والا ہے کہ اس کا کوئی مثل نہیں ہے اُس کو حواس چھو نہیں سکتے۔ پردے چھپا نہیں سکتے۔ وہ ضرور ہے مگر عددی حیثیت سے نہیں۔ وہ خالق ہے مگر حرکت و تعب کے بغیر۔ سنتا ہے مگر کان کے ذریعے سے نہیں۔ دیکھتا ہے مگر آنکھ کے ذریعے سے نہیں۔ پاس حاضر ہے مگر جسمانی اتصال کے ساتھ نہیں۔ جدا ہے مگر بُعدِ مسافت اُس کے اور ہمارے مابین حائل نہیں۔ ظاہر ہے مگر دیکھا نہیں جا سکتا مخفی ہے مگر لطیف ہونے کی جہت سے نہیں۔ وہ جب کوئی جاننے والی چیز نہ بھی اسکو وہ اس وقت سے جانتا ہے جب کوئی پرورش کیا جانے والا نہ تھا اُس وقت سے پرورش کنندہ ہے جب کوئی متعلق قدرت چیز نہ بھی اُس وقت سے قادر ہے۔

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ ایسا اول ہے کہ کوئی شے اُس سے پہلے نہیں اور ایسا آخر ہے کہ اُس کی کوئی حد نہیں۔ انسانی اوہام اُس کی کیفیات کا ادراک کرنے سے عاجز ہیں اور تقسیم اس تک پہنچ نہیں سکتی۔ دل اُس کا ادراک اور آنکھیں اُس کا نظارہ نہیں کر سکتیں۔

اب ذرا آیات قرآنی پر نظر ڈالیں۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ج وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ○

(پارہ ۲۵ ۔ الشوریٰ ۴۲ آیت ۱۱)

(اس خدا) کے مثل کوئی شے نہیں (کسی چیز سے بھی تم اسکو مشابہ نہیں ٹھہرا سکتے) وہ ہر چیز کو سنتا و دیکھتا ہے۔

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ۔

(پارہ ۷ ۔ الانعام ۶ آیت ۱۰۴)

انسان کی نگاہیں اسکو نہیں دیکھ سکتیں وہ انسان کی نگاہوں کو دیکھ رہا ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ج اَللّٰهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ○ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ○

(پارہ ۳۰ ۔ الاخلاص ۱۱۲)

اللہ کی ذات یگانہ ہے۔ بے نیاز ہے اُسے کسی کی احتیاج نہیں نہ کوئی اس سے پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی ہستی اُسکے درجہ اور برابری کی ہے۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ج لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ج وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ○ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ز وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ج وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ○

(پارہ ۷ ۔ الانعام ۶ آیت ۱۰۲)

(اے افراد نسلِ انسانی) وہی اللہ تمہارا پروردگار ہے اس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں وہی ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے۔ اُسی کی عبادت کرو۔ وہی ہر چیز کا نگہبان ہے۔ اسکو آنکھیں دیکھ نہیں سکتیں (نہ دنیا میں نہ آخرت میں) اور وہ لوگوں کی نظروں کو خوب دیکھتا ہے۔ وہ ظاہر و باطن سے بڑا باخبر ہے۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ط اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ

اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝

(پارہ ۲۔ البقرہ آیت ۱۸۵)

(اے رسول) جب میرے بندے میرے متعلق تم سے دریافت کریں تو کہہ دو کہ میں اُن کے پاس ہی ہوں اور جب وہ مجھ سے دعا کرتے ہیں تو میں ہر دعا کرنے والے کی دعا سن لیتا ہوں (اور جو مناسب ہو قبول کرتا ہوں) پس انہیں چاہیے کہ مجھ پر ایمان رکھیں۔

يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

(پارہ ۱۔ البقرہ آیت ۲۰ تا ۲۱)

اے افرادِ نسلِ انسانی اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو اور اُن لوگوں کو جو تم سے پہلے تھے پیدا کیا۔ اور اس لئے پیدا کیا کہ تم پرہیزگاری کی زندگی بسر کرو۔ (اس کی عبادت کرو جس نے بنی نوع انسان کو ہی پیدا نہیں کیا بلکہ) تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی برسایا۔ پھر اس سے طرح طرح کے پھل پیدا کئے تاکہ تمہارے لئے رزق کا سامان ہو ایسا نہ کرو کہ کسی دوسری ذات کو اس کا ہم پلہ ٹھہراؤ اور تم اس حقیقت سے بے خبر نہیں ہو۔

ربوبیتِ الٰہی

جب ہم آیاتِ قرآنی میں غور و فکر کرینگے تو سب سے پہلے جو سورہ ہماری توجہ کا مرکز بنے گا وہ سورہ حمد ہے جو ابتدا ءِ قرآن میں ہے۔ خود قرآن نے اس کا ذکر جن الفاظ میں کیا ہے اُن سے اس سورہ کی عظمت

کا پتہ لگتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ۝

(پارہ ۱۴ ۔ الحجر آیت ۸۶)

یہ واقعہ ہے کہ ہم نے تمہیں سات دہرائی جانے والی چیزیں عطا فرمائیں اور قرآن عظیم۔

ذرا غور تو کیجیے اس مختصر سی سورت میں جہاں تک انسان کی خدا پرستی اور اس کے تصورات کا تعلق ہے اُن کو کس خوبی سے بیان کیا گیا ہے۔ کس قدر مختصر سات چھوٹے چھوٹے جملے اور ہر لفظ صاف اور دلنشیں معانی کا حامل۔ اللہ سے خطاب اس کی صفتوں کے ذریعہ کیا گیا۔ جن صفات کو اُس نے اپنے مشاہدات جو اُس کو شب و روز نصیب ہوتے ہیں ان سے حاصل کیا پھر اس کی بندگی کا اقرار۔ اُس کی رحمت اور ربوبیت کا اعتراف۔ لغزش سے بچکر سیدھی راہ پر چلنے کی طلبگاری۔ شیطانی قوتوں سے دوری کی خواستگاری۔ پھر سورت کی ابتدا خالق اور مالک روزِ جزا کی حمد کے اعتراف سے کی جارہی ہے۔ قابلِ حمد وہی ذات ہوتی ہے جو حسن و خوبی ہو۔ لہٰذا جو ذات محمود ہو گی وہ خوفناک نہیں ہو سکتی۔ اس اقرار و یقین کے بعد کہ وہ رب بھی ہے اور رحیم بھی ہے اس کی جانب سے خوف و دہشت کا تصور تو یکسر معدوم ہو جاتا ہے۔ ربوبیت الٰہی کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح اُس کی خالقیت نے کائنات اور اس کی ہر چیز پیدا کی ہے اسی طرح اُس کی ربوبیت سے ہر وجود کی زندگی۔ اور بقا کے لئے جو کچھ مطلوب تھا وہ سب کچھ مل رہا ہے اور اس طرح مل رہا ہے کہ ہر حالت کی رعایت ہے ہر ضرورت کا لحاظ ہے۔ ہر تبدیلی جو ظہور پذیر ہونے والی ہے اس کی نگرانی ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی مخلوق جس کو انسانی آنکھ بغیر خوردبین کے دیکھ نہیں سکتی خواہ وہ زمین میں ہو یا پانی میں۔

خواہ وہ چیونٹی ہو یا دریائی مخلوق، جانور ہوں یا چرند و پرند، حیوان ہوں یا انسان لیکن اُس رب العزت کے پاس سب کے لئے یکساں طور پر پرورش کی گود اور نگرانی کی آنکھ۔ کوئی نہیں جو فیضان ربوبیت سے محروم ہو۔ انسان اگر خود پر نظر ڈالے تو اُس کی ربوبیت کی کرشمہ سازیوں کی ایک پوری کائنات ہے۔ یہ اسی کی ربوبیت ہی تو ہے کہ ہر وجود کی زندگی و بقا کے لئے جس چیز کی ضرورت تھی اور جس جس وقت جتنی جتنی مقدار میں ضرورت تھی ٹھیک اُسی طرح اُن ہی وقتوں میں اور اُسی مقدار میں اُسے ملتی رہی ہے اور ملتی رہے گی اور تمام کارخانۂ قدرت اسی نظم اور انضباط سے چل رہا ہے اور قیامت تک یوں ہی چلتا رہے گا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ○

(پارہ ۲۵۔ الجاثیہ ۴۵ آیت ۱۳)

اور آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے وہ سب اللہ نے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے (یعنی ان کی قوتیں اور تاثیریں اس طرح تمہارے تصرف میں دے دی گئی ہیں کہ جس طرح چاہو کام میں لے سکتے ہو) بلاشبہ ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں اس بات میں (معرفت حق کی) بڑی ہی نشانیاں ہیں۔

وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ○ وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۫ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِيْ

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ○

(پارہ ۱۳۵ - الرعد [۱۳] آیت ۳ تا ۴)

(اور یہ اسی پروردگار کی پروردگاری ہے) کہ اُسنے زمین (تمہاری سکونت کیلئے) پھیلا دی اور اس میں پہاڑوں کے لنگر ڈال دیئے اور نہریں بہا دیں نیز ہر طرح کے پھلوں کی دو قسمیں پیدا کر دیں اور پھر یہ اسی کی کارفرمائی ہے کہ رات اور دن یکے بعد دیگرے آتے رہتے ہیں (اور) رات کی تاریکی دن کی روشنی کو ڈھانپ لیتی ہے۔ بلاشبہ اُن لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔ اس میں (معرفت حق کی) بڑی نشانیاں ہیں۔ اور (پھر دیکھو) زمین کی سطح اس طرح بنائی گئی ہے کہ اس میں ایک دوسرے سے قریب (آبادی) کے قطعات بن گئے۔ اور انگوروں کے باغ، غلہ کی کھتیاں۔ کھجوروں کے جھنڈ پیدا ہو گئے۔ ان درختوں میں بعض درخت زیادہ ٹہنیوں والے ہیں بعض اکہرے۔ اگرچہ سب کو ایک ہی طرح کے پانی سے سینچا جاتا ہے۔ لیکن پھل ایک طرح کے نہیں۔ ہم نے بعض درختوں کو بعض درختوں پر پھلوں کے مزے میں برتری دی ہے۔ بلاشبہ ارباب دانش کے لئے اس میں (معرفت و حقیقت کی) بڑی نشانیاں ہیں

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ج لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ○ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ○ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ط اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ط وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○

(پارہ ۱۴ - النحل [۱۶] - آیت ۵ تا ۸)

وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ط نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ○ (پارہ ۱۴ - النحل [۱۶] آیت ۶۶)

اور چارپائے پیدا کر دیئے جن میں تمہارے لئے جاڑے کا سامان اور طرح طرح کے منافع

ہیں اور اِن سے تم اپنی غذائیں بھی حاصل کرتے ہو جب ان کے غول شام کو چر کر واپس آتے ہیں اور جب چراگاہوں کے لئے نکلتے ہیں تو (دیکھو) ان کے منظر میں تمہارے لئے خوش نمائی رکھ دی ہے اور ان ہی میں وہ جانور بھی ہیں جو تمہارا بوجھ اٹھا کر اِن (دور دراز) شہروں تک پہنچا دیتے ہیں۔ جہاں تک تم بغیر مشقت کے نہیں پہنچا سکتے تھے۔ اور (دیکھو) گھوڑے خچر گدھے پیدا کئے گئے تاکہ تم ان سے سواری کا کام لے سکو اور خوشنمائی کا بھی موجب ہوں۔ وہ اسی طرح (مختلف قسم کی چیزیں) پیدا کرتا ہے۔ جن کا تمہیں علم نہیں۔

اور چارپایوں کے وجود میں تمہارے لئے (فہم و بصیرت کی) بڑی ہی عبرت ہے۔ انہی جانوروں کے جسم میں سے ہم خون اور کثافتوں کے درمیان پاک و صاف دودھ پیدا کر دیتے ہیں جو پینے والوں کے لئے بے غل و غش مشروب ہوتا ہے۔

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِى الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝

(پارہ ۸۔ الاعراف۔ آیت ۱۰)

اور (دیکھو) ہم نے تمہیں زمین میں تصرف کے ساتھ رہنے کی جگہ دی ہے اور اسمیں تمہاری زندگی کے تمام سامان پیدا کر دیئے (مگر افسوس) بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ تم نعمتِ الٰہی کے شکر گذار ہو۔

رحمتِ الٰہی

اسی طرح اقرار رحمتِ الٰہی کیا اس بات کی طرف اشارہ نہیں کرتی کہ اس کے قوانین کا عمل کبھی فوری اور اچانک نہیں ہوتا۔ قدرت جو کچھ کرتی ہے آہستہ آہستہ بتدریج کرتی ہے اور اس تدریجی عمل نے دنیا کے لئے مُہلت کا فائدہ پیدا کر دیا۔ یعنی اُس کا ہر قانون فرصتوں پر فرصتیں دیتا ہے۔

یعنی عفو و درگزر کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔ دیکھئے ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ج فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ۝

(پارہ ۲۲۔ الفاطر ۳۵۔ آیت ۴۴)

اگر (کہیں) خدا لوگوں کے کرتوتوں کی گرفت کرتا۔ تو یقین کرو زمین کی سطح پر ایک جاندار بھی باقی نہیں رہتا (لیکن یہ اس کی رحمت ہے کہ) اُسنے ایک مقررہ وقت تک فرصت حیات دے رکھی ہے۔ البتہ جب مقررہ وقت آجائے گا تو پھر یاد رکھو کہ اللہ اپنے بندوں کے اعمال سے بے خبر نہیں ہے اسکی آنکھیں، ہر وقت اور ہر حال میں سب کچھ دیکھ رہی ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ اس کے قوانین ہر حال میں ہر مخلوق پر نافذ ہیں اور ان میں ردو بدل کا امکان نہیں۔ اور اس سے یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ قوانین قدرت کی یہ قطعیت بے رحمی کے مترادف ہے۔ لیکن صاحبانِ عقل سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ جو قوانین اپنے نفاذ میں اس درجہ قطعی اور بے پرواہ ہیں۔ وہی اپنی نوعیت میں کس درجہ عفو، درگزر اور مہلت بخشی و اصلاح کوشی کی روح بھی رکھتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

(پارہ ۲۶۔ قٓ ۵۰۔ آیت ۲۸)

ہمارا قانونِ فطرت جو ایک دفعہ مقرر کر دیا گیا اُس میں کبھی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ لیکن یہ بھی نہیں ہے کہ ہم بندوں کے لئے زیادتی کرنے والے ہیں۔

ارشاد رب العزت ہے کہ اگر ہم چاہتے تو قانون کا نفاذ فوری اور ناگہانی بھی ہو سکتا تھا۔ لیکن اس کی حکمت نے ایسا نہیں کیا۔ ہر حالت۔ ہر تاثیر۔ ہر

انفعال کے ظہور و بلوغ کے لئے ایک خاص مدّت مقرر کر دی گئی اور امر کر دیا گیا کہ بتدریج مختلف منزلیں پیش آئیں۔ ہر منزل اپنے آثار و انداز رکھتی ہے اور آنے والے نتائج سے خبردار کرتی رہتی ہے۔ یہی فرصتیں ہیں جن میں انسان کو اپنی لغزشوں کی تلافی کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔

عدل

اسی طرح اگر انسان غور و فکر کرے تو یہ بھی دیکھے گا کہ دنیا کی ہر چیز کوئی نہ کوئی خاصہ اور نتیجہ رکھتی ہے اور تمام خواص اور نتائج لازمی اور قطعی ہیں پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ انسان کے اعمال میں بھی اچھے اور بُرے خواص اور نتائج نہ ہوں اور قطعی نہ ہوں۔ جو قانون فطرت دنیا کی ہر چیز میں اچھے بُرے کا امتیاز رکھتا ہے۔ کیا انسان کے اعمال میں اس امتیاز سے غافل ہو جائے گا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ؕ

(پارہ ۳۔ آل عمران آیت ۱۷)

ضرور خدا اور فرشتوں اور علم والوں نے گواہی دی ہے کہ اسکے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور وہ عدل اور انصاف کے ساتھ کارخانہ عالم کو سنبھالنے والا ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں وہ بڑا حکمت والا ہے اور ہر چیز پر غالب و دانا ہے۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۧ وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ

نَفْسٍ م بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○

(پارہ ۲۵ الجاثیہ آیت ۲۰-۲۱)

جو لوگ برائیاں کرتے ہیں کیا وہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں ان لوگوں جیسا کر دینگے جو ایمان رکھتے ہیں اور جن کے اعمال اچھے ہیں دونو برابر ہو جاویں، زندگی میں بھی اور موت میں بھی (اگر ان لوگوں کی فہم اور دانش کا یہی فیصلہ ہے تو) افسوس ہے ان کے فیصلہ پر۔ اللہ نے آسمان اور زمین کو بیکار نہیں بنایا بلکہ حکمت اور مصلحت کے ساتھ بنایا ہے اور اسی لئے بنایا ہے کہ ہر شخص کو اسکے عمل کے مطابق بدلہ ملے اور یہ بدلہ ٹھیک ملے گا اور کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ط اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○

(پارہ ۲۸۔ الحشر۔ آیت ۱۹)

اصحاب جنت اور اصحاب دوزخ (اپنے اعمال و نتائج میں) ایک نہیں ہو سکتے۔ کامیاب انسان وہی ہیں جو اصحاب جنت ہیں۔

فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ج وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ط كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ○ لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ط وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ط اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ لا وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ط وَبِئْسَ الْمِهَادُ ○

(پارہ ۱۳۔ الرعد آیت ۱۸)

پس دیکھو میل کچیل سے جو جھاگ اٹھتا ہے وہ رایئگاں جاتا ہے کیونکہ اس میں انسان کے لئے نفع نہ تھا لیکن جس چیز میں انسان کے لئے نفع ہے وہ زمین میں باقی رہ جاتی ہے۔ اس طرح اللہ اپنے قوانین عمل کی مثالیں دیتا ہے جن لوگوں نے اپنے پروردگار کا حکم قبول کیا ان کے لئے خوبی و بہتری ہے۔ اور جن لوگوں نے قبول نہ کیا ان کو اپنے اعمال بد کا سختی کے ساتھ

حساب دینا ہوگا (جب مکافات عمل کا وقت آپہنچے گا) اور یہ لوگ اگر ان کے قبضے میں وہ سب کچھ ہو جو زمین میں ہے اور اتنا ہی اس پر اور بڑھا دیں اور بدلہ میں دے کر نتائج عمل سے بچنا چاہیں جب بھی یہ اُسکے نتیجۂ بد سے بچ نہ سکیں گے۔

یہاں قدرت کو یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ جو چیز فائدہ مند نہیں ہوتی وہ مٹ جاتی ہے اور جو کار آمد ہے اُس ہی چیز کو بقا ہے۔ ٹھیک ٹھیک اس طرح جو عمل حق ہو گا وہ قائم رہے گا اور باطل مٹ جائے گا۔ اور جب کبھی حق اور باطل متقابل ہوں گے تو بقا حق کو ہی نصیب ہوگی۔ باطل ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا۔ فطرت کا فیصلہ ہمیشہ حق کے ہی طرفداری میں ہو گا باطل کی طرفداری میں ہرگز نہیں ہو سکتا اور یہی عین عدل ہے۔

عبادات الٰہی و حقوق النّاس

توحید خداوندی کی تعلیم کے بعد ہدایتِ دین اسلام کا دوسرا اہم مقصد
انسانی معاشرہ کو ایسی بنیادوں پر قائم کرنا تھا جس میں ظلم کا شائبہ بھی نہ ہو۔ تاکہ
بنی نوع انسان امن و آشتی سے راہ مستقیم پر گامزن ہو کر اس منزلِ نجات کو
پالیں جس کو خدا نے ان کے لئے مقدّر کیا ہے۔

لہٰذا اس عالمگیر قانون سعادت کے بنیادی اصولوں کو اس طرح ترتیب
دیا کہ وہ بنی نوع انسان کو ایک پروردگار کے رشتۂ عبودیت میں کچھ اس طرح
منسلک کر دیتے ہیں کہ ان میں اخوت اور یگانگیٔ فکر کے ساتھ ساتھ یہ تربیت
بھی ملتی ہے کہ ہر انسان دوسرے انسان سے محبت کرے اس کے عمل میں رحم
جلوہ گر ہو اور اس کی زندگی انفرادی ہو یا اجتماعی نیک عملی کا ایک اعلیٰ
نمونہ بن جائے۔ ارشاد ہو رہا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝

(پارہ ۲۷۔ الذّٰریٰت آیت ۵۶)

میں نے جنوں اور بنی نوع انسان کو اس لئے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔

اِنَّ اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ ؕ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ۝

(پارہ ۳۔ آل عمران آیت ۵۰)

بے شک خدا ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے پس اسی کی عبادت کرو یہی نجات کا

سیدھا راستہ ہے۔

دین اسلام کا مطالعہ کرنے والوں سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ دین نے عبادات و اعمال نیک کی جو شکل و نوعیت قرار دی ہے۔ اخلاق و خصائل میں سے جن جن باتوں پر زور دیا ہے۔ اوامر و نواہی میں جو جو اصول و مبادی ملحوظ رکھے ہیں اُن سب میں یہی حقیقت کام کر رہی ہے یا یوں کہوں کہ خدا پرستی کی بُنیاد ہی اس جذبہ پر رکھی ہے کہ انسان خدا کی صفتوں کا پرتو اپنے میں پیدا کرلے۔ جو چیز انسان کو حیوانیت کی سطح سے بلند کرتی ہے اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس میں صفاتِ الٰہی کا پرتو ہے اور انسانیت کی تکمیل یہ ہے کہ اس میں زیادہ سے زیادہ صفات الٰہی کا پرتو نظر آئے۔ بہ ایں وجوہ عبادتِ الٰہی کے تصور میں حقوق العباد کو سمو کر رکھ دیا۔ آپ دیکھئے نہیں کہ قرآن مجید میں جہاں کہیں نماز کا ذکر کیا ہے۔ وہیں فوراً زکات کا ذکر بھی ہے یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں ہم پلہ ہیں یہی حال عمل صالح کا ہے جس میں حقوق العباد کو اسی طرح سمو دیا ہے کہ انسان کا ہر فعل اگر ذاتی مفاد رکھتا ہے تو اُس میں معاشرہ کا بھی اُسی قدر مفاد وابستہ ہے

خدا کی جملہ صفات میں سے قرآنِ مجید نے جن صفات کو سب سے زیادہ نمایاں کیا ہے وہ صفاتِ رحمت اور عدل ہیں۔ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ قرآنِ مجید اول سے آخر تک اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ رحمت و عدل کا پیغام ہے۔ اسی لئے عبادات و اعمال صالح کے جتنے احکامات ہیں اُس میں خداوند عالم کی یہ مشیت کارفرما ہے کہ بنی نوع انسان میں رحمت و عدل بدرجۂ اتم پیدا ہو جائیں۔

جو معاشرہ اِن اصولوں پر استوار ہوگا اس میں ظلم پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ جہاں ظلم نہ ہوگا وہاں جنگ و جدل ممکن ہی نہیں ہے۔ اس ضمن میں اب آیاتِ قرآنی پر نظر ڈالیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ط اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ۝ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِیْ نُفُوْسِكُمْ ط اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِیْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا ۝ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ط وَكَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّیْسُوْرًا ۝ وَلَا تَجْعَلْ یَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۝ اِنَّ رَبَّكَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ط اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرًاۢ بَصِیْرًا ۝

(پارہ ۱۵۔ بنی اسرائیل ۱۷ آیت ۲۳۔ ۳۰)

(اے بنی نوع انسان) تمہارے پروردگار کا تو یہی حکم ہے کہ اُس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ سے نیکی کرنا اگر اُن میں سے ایک یا دونوں تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچیں اور کسی بات میں خفا ہوں تو خبردار ان کے جواب میں اُف تک نہ کرنا۔ اور نہ جھڑکنا۔ اور جو کچھ کہنا ہو تو بہت ادب سے کہنا اور ان کے سامنے نیاز سے خاکساری کا پہلو جھکائے رکھو۔ اور ان کے حق میں دعا کرو کہ اے پالنے والے جس طرح اِن دونوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے اُسی طرح تو بھی اُن پر رحم فرما۔ تمہارے دل کی بات تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے اور اگر تم نیک اعمال پر عامل ہوتے ہوئے بھولے سے والدین کے ساتھ کسی خطا کے مرتکب ہو گے تو تمہارا پروردگار تم کو بخش دے گا کیونکہ وہ توبہ کرنے والوں کو بڑا بخشنے والا

ہے۔ اور قرابتداروں۔ محتاج پردیسی کو ان کا حق دے دو اور خبردار فضول خرچی نہ کرنا کیونکہ فضول خرچی کرنے والے یقیناً شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکری کرنے والا ہے۔ تم کو اپنے پروردگار کے فضل و کرم کے انتظار میں امید لگائے رکھو۔ اور اگر تم بحالت مجبوری غریبوں کو نہ دے سکو تو نرمی سے سمجھا دو۔ اور یہ یاد رکھو کہ اپنے ہاتھ کو نہ تو بخل کی وجہ سے تنگ کر لو اور نہ ایسی فراخدلی دکھاؤ کہ سب کچھ دے ڈالو اور پھر تنگی کی وجہ سے حسرت سے دوسروں کی طرف نظر کرو۔ خدا صحیح خرچ کرنیوالوں کو روزی میں اضافہ کرتا ہے اور کفرانِ نعمت کرنیوالوں کی روزی میں کمی کر دیتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ○ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا ۢ بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ○

(پارہ ۱۴۔ النحل آیت ۹۰۔ ۹۲)

اس میں شک نہیں کہ خدا انصاف اور لوگوں کے ساتھ نیکی کرنے کا اور قرابتداروں کو کچھ دینے کا حکم کرتا ہے اور بدکاری اور ناشائستہ حرکتوں اور سرکشی کرنیکو منع کرتا ہے اور تمہیں ہدایت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو اور جب تم باہم قول و قرار کو لیا کرو تو خدا کے عہد و پیمان کو پورا کرو اور قسموں کو ان کے پکا ہو جانے کے بعد نہ توڑا کرو کیونکہ تم خدا کو اپنا ضامن بنا چکے ہو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے خوب واقف ہے۔ تم لوگ قسموں کے توڑنے ... کے

ایسے نہ ہو جاؤ جو اپنا سوت مضبوط کاتنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے یا اپنے عہدوں کو آپس میں اس بات کی مکاری کا ذریعہ بنانے لگو کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے خواہ مخواہ بڑھ جائے۔ یہی تو تمہارا امتحان ہے۔ بدعہدی کے نتائج سے تم کو چھٹکارہ نہیں ہے۔ اور جن باتوں میں دنیا میں تم جھگڑتے ہو قیامت کے دن خدا خود تم سے صاف صاف بیان کر دے گا۔

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِیّٖنَ ۚ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنَ وَ ابْنَ السَّبِیْلِ ۙ وَ السَّآئِلِیْنَ وَ فِی الرِّقَابِ ۚ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَ الصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِیْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○

(پارہ ۲۔ البقرۃ آیت ۱۷۷)

اے بنی نوع انسان نیکی کچھ یہی تھوڑی ہی ہے کہ نماز میں اپنے منہ پورب یا پچھم کی طرف کر لو۔ بلکہ نیکی تو یہ ہے کہ تم خدا پر روز مکافات پر اور فرشتوں پر اور کتب الہی پر۔ پیغمبروں پر ایمان لائے اور خدا کی خوشنودی اور محبت حاصل کرنے کے لئے اپنا مال قرابت داروں یتیموں۔ محتاجوں۔ پردیسیوں اور مانگنے والوں اور لونڈی غلام کو آزادی دلانے میں صرف کرے اور پابندی سے نماز پڑھے۔ اور زکات دیتا رہے اور جب کوئی عہد کرے تو اسکو پورا کرے۔ فقر و فاقہ سختی اور کٹھن کے وقت پر ثابت قدم رہے یہی لوگ وہ ہیں جو دعوے ایمان میں سچے نکلے اور یہی لوگ پرہیزگار ہیں۔

وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ

وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ لا وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَاً ن الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ط وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ○

(پارہ ۵۔ النساء آیت ۳۶ تا ۳۷)

خدا کی ہی عبادت کرو اور کسی کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت داروں یتیموں محتاجوں رشتہ داروں، پڑوسیوں۔ اجنبی پڑوسیوں اور پہلو میں بیٹھنے والے مصاحبین اور پڑوسیوں اور اپنے زرخرید لونڈی غلام کے ساتھ احسان کرو بے شک خدا اکڑ کر چلنے والوں اور شیخی بازوں کو دوست نہیں رکھتا اور یہ وہ لوگ ہیں جو خود تو بخل کرتے ہی ہیں بلکہ اور لوگوں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں اور جو مال خدا نے اپنی فضل و کرم سے انہیں دیا ہے اُسے چھپاتے ہیں۔ ہم نے کفرانِ نعمت کرنے والوں کے واسطے سخت ذلت کا عذاب تجویز کیا ہوا ہے۔

قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ط وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ○ وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ○

(پارہ ۱۲۔ ہود۔ آیت ۸۴ تا ۸۵)

اے میری قوم خدا کی عبادت کرو اُس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں اور ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو میں تو تم سب کو آسودگی کی حالت میں دیکھ رہا ہوں۔ پھر تول میں کمی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور میں تو اِس حرکتِ نازیبا کے نتائج سے ڈرتا ہوں۔ جو تم سب کو بھگتنا پڑے گا۔ اے میری قوم پیمانہ اور ترازو انصاف کے ساتھ پورے پورے رکھا کرو اور لوگوں کو چیزیں کم نہ دیا کرو اور روئے زمین پر فساد نہ پھیلاتے پھرو۔ اگر تم سچے مومن

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

(پارہ ۱۔ البقرہ۲ آیت ۱۱۰)

نماز پڑھتے رہو اور زکات دیئے جاؤ۔ جو کچھ بھلائی اپنے لئے کرو گے اللہ کے ہاں یقیناً اُس کا بدلہ پاؤ گے۔ جو کچھ تم کرتے ہو خدا اُسے ضرور دیکھ رہا ہے۔

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝

(پارہ ۳۰۔ البینہ آیت ۵)

(اے افرادِ نسلِ انسانی) تم کو صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ اُس کا اعتقاد رکھ کے باطل سے کترا کے خدا کی عبادت کرو اور پابندی سے نماز پڑھو اور زکات ادا کرتے رہو اور یہی سچا دین ہے (دین اسلام ہے)

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝

(پارہ ۲۔ البقرہ۲ آیت ۲۱۵)

اے رسول تم سے لوگ پوچھتے ہیں کہ وہ خدا کی راہ میں کیا خرچ کریں تو تم اُن سے کہدو کہ تم اپنی نیک کمائی میں سے جو کچھ خرچ کرو تو وہ تمہارے ماں باپ اور قرابت داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پردیسیوں کا حق ہے اور تم کوئی سا نیک کام کرو خدا اس کو ضرور جانتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۪ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ

وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ط وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝

(پارہ ۳۔ البقرہ۲۔ آیت ۲۶۷)

اے دین اسلام پر ایمان لانے والو اپنی کمائی اور اُن چیزوں میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کی ہیں۔ خدا کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے بُرے مال کو (جو غلط طریقے سے حاصل کیا ہو) خدا کی راہ میں دینے کا قصد بھی نہ کرنا حالانکہ ایسا مال اگر کوئی تم کو دینا چاہے تو تم لینے والے نہیں ہو مگر یہ کہ اس کے لینے میں عمداً آنکھ چراؤ اور جانتے رہو کہ خدا بے شک بے نیاز اور سزاوار حمد ہے۔

وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ط وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

(پارہ ۳۔ البقرہ۲ آیت ۲۷۱)

خیرات کو ظاہر میں دو تو یہ بھی اچھا ہے اور اگر چھپا کر حاجت مندوں کو دو تو یہ چھپا کر دینا تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے اور اس طرح دینے کو خدا تمہارے گناہوں کا کفارہ کردے گا۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اُس سے باخبر ہے۔

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ط وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ط وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ج تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ج لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ط وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝

(پارہ ۳۔ البقرہ۲ آیت ۲۷۲-۲۷۳)

(اے دینِ اسلام پر ایمان لانے والو) تم جو کچھ نیک کام میں خرچ کرو گے تو اپنے ہی فائدہ کے لئے کرو گے اور تم تو خدا کی خوشنودی کے سوا اور کسی کام میں خرچ کرتے ہی نہیں ہو اور جو کچھ تم خرچ کرو گے قیامت کے دن تم کو بھرپور واپس مل جائے گا اور تمہارا حق نہ مارا جائے گا اور جو کچھ تم اللہ کی راہ میں دیتے ہو خاص اُن حاجت مندوں کے لئے ہے جو خدا کی راہ میں گھر گئے ہوں اور روئے زمین پر جانا چاہیں تو چل نہیں سکتے ناواقف لوگ ان کو سوال نہ کرنے کی وجہ سے امیر سمجھتے ہیں لیکن اگر تم ان کو چشم بصیرت سے دیکھو تو ان کی صورت سے تاڑ جاؤ گے کہ یہ محتاج ہیں اور یہ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے اور جو کچھ بھی تم نیک کام میں خرچ کرتے ہو خدا اسکو ضرور جانتا ہے۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْعٰمِلِیْنَ عَلَیْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِی الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِیْنَ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ؕ فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ○

(پارہ ۱۰۔ التوبہ آیت ۶۰)

خیرات تو بس خاص فقرا کا حق ہے اور محتاجوں کا اور اس (زکاۃ وغیرہ) کے کارندوں کا اور جن کی تالیف قلوب کی گئی ہے اور وہ جن کی گردنوں میں غلامی کا پھندا پڑا ہوا ہے (یعنی اُن کو آزاد کرانے کے لئے) اور ان لوگوں کے قرض ادا کرنے کے لئے جو خود ادا کرنے کے قابل نہیں ہیں اور جہاد میں اور پردیسیوں کی کفالت میں یہ حقوق خدا کی طرف سے مقرر شدہ ہیں اور خدا بڑا واقف کار اور حکمت والا ہے۔

وَالَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ○

(پارہ ۵۔ النساء آیت ۳۸)

اور جو لوگ محض لوگوں کے دکھلانے کے لئے اپنے مال کو خرچ کرتے ہیں تو ان لوگوں کا نہ تو

خدا ہی پر ایمان ہے اور نہ یہ روز آخرت ہی پر ایمان رکھتے ہیں۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۭ وَاللّٰهُ غَنِىٌّ حَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَاۗءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۢ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

(پارہ ۳۔ البقرہ آیت ۲۶۱ تا ۲۶۵)

جو انسان اپنے مال کو راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں ان کے اس عمل کی مثل اُس دانہ کی سی ہے کہ جس کی سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو سو دانے ہوں اور خدا جس کے لئے چاہتا ہے دونا کر دیتا ہے۔ خدا تو بڑی گنجائش والا ہے اور ہر چیز سے بخوبی واقف ہے جو انسان اپنے مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور پھر خرچ کرنے کے بعد کسی طرح کا احسان نہیں جتاتے ہیں اور نہ جن پر احسان کیا ہے اُن کو (احسان جتا جتا کر) ستاتے ہیں تو ان کا اجر و ثواب ان کے پروردگا کے پاس ہے۔ (ایسے انسانوں پر) نہ آخرت میں کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

(اے انسانوں) سائل کو نرمی سے جواب دے دینا اور اس کے اصرار پر اُسے جھڑکنا نہیں بلکہ اسے درگزر کر دینا۔ اُس خیرات سے کہیں بہتر ہے جسکے بعد سائل کو ایذا پہنچے اور خدا ہر شے سے بے پرواہ ہے۔ اور بردبار ہے۔ اے دین اسلام پر ایمان لانے والو اپنی خیرات کو احسان جتانے اور سائل کو ایذا دینے کی وجہ سے اُس شخص کی طرح (اپنے اعمال) اکارت مت کرو جو اپنا مال محض لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتا ہے اور خدا اور روز آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔ تو اسکے خیرات کی مثل اس چکنی چٹان کی سی ہے جس پر کچھ خاک پڑی ہوئی ہو اور اُس پر خوب مینہ برسے اور اس کی مٹی بنا کر اسکو چکنا چپڑا چھوڑ دے۔ اسی طرح ریاکار اپنی اُس خیرات یا اُس کے ثواب میں سے جو جو انہوں نے کی ہے کسی چیز پر قبضہ نہ پائیں گے۔ ایسے لوگ خدا کی ہدایت سے محروم رہ کر منزل مقصود تک نہیں پہنچتے۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ۝

(پارہ ۱۰۔ الانفال آیت ۱)

(اے دین اسلام پر ایمان لانے والو) جان لو کہ جو کچھ تم کو مال غنیمت ملے اس کے پانچویں حصہ میں خدا اور رسول اور رسول کے قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور پردیسیوں کا حق ہے۔

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ج

(پارہ ۹۔ الانفال آیت ۱)

اے رسول تم سے لوگ انفال کے بارہ میں پوچھتے ہیں تو تم کہہ دو کہ انفال مخصوص خدا اور رسول کے واسطے ہے۔

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَیْهِ مِنْ خَیْلٍ وَّلَا رِکَابٍ وَّلٰکِنَّ اللّٰهَ یُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

(پارہ ۲۸۔ الحشر آیت ۵)

جو مال خدا نے اپنے رسول کو اُن لوگوں سے بے لڑے دلوادیا اُس میں تمہارا (یعنی مسلمانوں) کا حق نہیں ہے کیونکہ تم نے اس کے لئے کوئی کوشش نہیں کی نہ گھوڑوں سے اور نہ اونٹوں سے مگر خدا اپنے پیغمبر کو جس پر چاہتا ہے غلبہ عطا فرماتا ہے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَ لِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَىْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۚ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○

(پارہ ۲۸ الحشر آیت ۶)

توجو مال خدا نے اپنے رسول کو اہلِ القرٰی سے دلوادیا وہ خاص خدا اور رسول اور رسول کے قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور محتاجوں اور پردیسیوں کا ہے تاکہ جو لوگ تم میں سے دولت مند ہیں ہر پھر کر دولت ان ہی میں نہ رہے لہٰذا جو رسول تم کو دے دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اُس سے باز رہو۔ خدا سے ڈرتے رہو بے شک خدا سخت عذاب دینے والا ہے۔

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

(پارہ ۲۔ البقرہ آیت ۱۸۸)

اور آپس میں ناحق (ناروا) ایک دوسرے کے مال کو خورد بُرد نہ کرو اور نہ مال کو حاکموں کے پاس (رسائی پیدا کرنے کا) ذریعہ گردانو۔ لوگوں کے مال میں سے (تھوڑا بہت جو) کچھ ہاتھ لگے اسکو جان بُوجھ کر ناحق ہضم نہ کر جاؤ۔

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ

شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ مُّقِيْتًا ۝

(پارہ ۵ النساء آیت ۸۵)

جو شخص نیک (بات کی) سفارش کرے (قیامت کے دن) اس (نیک کام کے اجر) میں سے اسکو بھی حصہ ملے گا اور جو بُری بات کی سفارش کرے۔ اس (کے وبال) میں وہ بھی شریک ہو گا اور اللہ ہر چیز پر ضابط ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِى الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

(پارہ ۲۸۔ المجادلۃ ۵۸ آیت ۱۱)

اے دین اسلام پر ایمان لانے والو۔ جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں کھل کھل کر بیٹھو تو کھل بیٹھا کرو کہ خدا (بہشت میں) تم کو با فراغت جگہ دے گا اور جب (تم سے) کہا جائے (اپنی جگہ سے) اٹھ کھڑے ہو (اور دوسری جگہ جا بیٹھو) تو اٹھ کھڑے ہوا کرو کہ تم لوگوں میں سے جو (پورا پورا) ایمان لائے اور جن کو علم (مجلس) دیا گیا ہے (اور وہ آداب مجلس بھی ملحوظ رکھتے ہیں) اللہ انکے درجے بلند کرے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس (سب) کی خبر ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْىِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝

(پارہ ۱۴۔ النحل ۱۶۔ آیت ۹۰)

اے بنی آدم اللہ انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے اور (لوگوں کے ساتھ) احسان کرنے کا اور قرابت والوں کو (مالی امداد) دینے کا اور بے حیائی (کے کاموں) اور ناشائستہ حرکتوں اور (ایک دوسرے پر) زیادتی کرنے سے منع فرماتا ہے۔ تم لوگوں کو (ایسی ایسی نصیحتیں کرتا ہے کہ تم ایسی

باتوں کا خیال رکھو۔

وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ○

(پارہ ۵ ۔ النساء آیت ۵۸)

اور جب لوگوں کے باہمی جھگڑے فیصل کرنے لگو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو اللہ جو تم کو نصیحت کرتا ہے (تمہارے حق میں) بہت اچھی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ سب کی سنتا (اور سب کچھ) دیکھتا ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ۭ

(پارہ ۵ ۔ النساء آیت ۱۰۵)

(اے پیغمبر) ہم نے (جو) کتاب برحق تم پر نازل کی ہے (تو اس لئے) کہ جیسا تم کو خدا نے بتا دیا ہے اسکے مطابق لوگوں کے باہمی جھگڑے چکا دو۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○

(پارہ ۲۶ ۔ الحجرات ۴۹ آیت ۱۰)

دین اسلام میں ایمان لانے والے تو بس (آپس میں) بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں میل جول کرا دیا کرو اور خدا (کے غضب) سے ڈرتے رہو کہ (خدا کی طرف سے) تم پر رحم کیا جائے۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّاۗءِ وَالضَّرَّاۗءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○

(پارہ ۴ ۔ آل عمران آیت ۱۳۴)

جو لوگ خوش حالی اور تنگ دستی (دونوں ہیں (خدا کے نام پر) خرچ کرتے ہیں اور غصہ کو روکتے اور لوگوں کے قصوروں سے درگزر کرتے ہیں۔ اور لوگوں کے ساتھ نیکی کرنے والوں کو

اللہ دوست رکھتا ہے۔

قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ قف

(پارہ ۸۔ الاعراف۔ آیت ۲۹)

(اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہو کہ اللہ تو بُرے کام کی اجازت نہیں دیتا۔ کیا تم لوگ خدا پر (افترا کر کے) وہ باتیں کہتے ہو جو تم نہیں جانتے (اے رسول تم) کہہ دو کہ میرے پرور دگار نے تو انصاف کا حکم دیا ہے۔

وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○

(پارہ ۴۔ آلِ عمران آیت ۱۳۵)

اور جو (بے جا بات) کر لیتے ہیں تو دیدہ و دانستہ اس پر اصرار نہیں کرتے۔

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ○

(پارہ ۱۰۔ التوبہ۹ آیت ۳۷)

اور جو لوگ کفر کرتے ہیں وہ ہدایت سے مستفیض نہیں ہوتے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ○

(پارہ ۱۷۔ الحج۲۲۔ آیت ۳۸)

بے شک اللہ کسی دغا باز ناشکرے کو پسند نہیں کرتا۔

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ○

(پارہ ۱۴۔ النحل۱۶۔ آیت ۲۳)

بے شک وہ (خدا) غرور کرنے والوں کو (بالکل) پسند نہیں کرتا۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ○

(پارہ ۶۔ المائدہ۵ آیت ۴۲)

بلاشبہ اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝

(پارہ ۱۰۔ التوبہ آیت ۳۶)

اور جانے رہو کہ اللہ پرہیز گاروں (زیادتی سے بچنے والوں) کا ساتھی ہے۔

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

(پارہ ۸ الاعراف آیت ۵۶)

بے شک خدا کی رحمت خلوص رکھنے والوں سے (بہت ہی) قریب ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

پارہ ۱۱۔ التوبہ آیت

بے شک اللہ خلوصِ دل (سے بنی نوع انسان کی خدمت کرنے) والوں کے اجر کو ضائع نہیں ہونے دیا کرتا۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝

(پارہ ۲۔ البقرہ آیت ۲۲۲)

بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور نیز صفائی رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝

(پارہ ۳۔ آل عمران آیت ۷۶)

تو جو شخص اپنا اقرار پورا کرے اور (بدمعاملگی سے) بچے تو اللہ (بدمعاملگی سے) بچنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝

(پارہ ۴ آل عمران۔ آیت ۱۴۶)

اور اللہ (مصیبت میں) ثابت قدم رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ○

(پارہ ۱۸۔ النور ۲۴۔ آیت ۲۷)

اے دینِ اسلام میں ایمان لانے والو اپنے گھروں کے سوا (دوسرے) گھر میں گھر والوں سے پوچھے اور ان سے سلام علیکم کئے بغیر نہ جایا کرو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے (یہ حکم تم کو اس غرض سے دیا گیا ہے) کہ (جب ایسا موقع ہو تو) تم (اس) کا خیال رکھو۔

وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ○

(پارہ ۱۸۔ النور ۲۴۔ آیت ۵۹)

اور (بنی نوع انسان) جب تمہارے لڑکے (حدِ) بلوغ کو پہنچیں تو جس طرح ان سے اگلے (یعنی ان سے بڑی عمر کے گھروں میں آنے کے لئے) اذن مانگا کرتے ہیں اسی طرح ان کو بھی اذن مانگنا چاہئے یوں اللہ اپنے احکام تم سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ○ فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَمَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۚ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ

غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

(پارہ ۲۔ البقرۃ۔ آیت ۱۸۰ تا ۱۸۲)

(بنی نوع انسان) تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ جب تم میں سے کسی کے سامنے موت آموجود ہو (اور) وہ کچھ مال چھوڑنے والا ہو تو ماں باپ اور رشتہ داروں کے لئے واجبی طور پر وصیّت کر دے جو (خدا سے) ڈرتے ہیں ان پر (اپنوں کا یہ ایک) حق ہے پھر جو وصیّت کے سُنے پیچھے اسکو کچھ بدل ڈالے تو اس کا گناہ انہیں لوگوں پر ہے جو وصیّت کو بدلیں۔ بے شک اللہ (سب کی) سُنتا (اور سب کچھ) جانتا ہے۔ اور جسکو وصیت کرنے والے کی طرف سے (کسی خاص شخص کی) طرفداری یا کسی کی حق تلفی کا اندیشہ ہو اور وہ وارثوں میں میل کرا دے تو (ایسی صورت میں) اسپر وصیت بدلنے کا کچھ گناہ نہیں بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○

(پارہ ۲۔ البقرۃ آیت ۲۲۰)

اور (اے پیغمبر! لوگ) تم سے یتیموں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں تو (ان کو) سمجھا دو کہ (جس میں) ان یتیموں کی بہتری (ہو وہی) بہتر ہے اور اگر ان سے مل جل کر رہو تو (وہ) تمہارے بھائی ہیں (کوئی غیر نہیں) اور اللہ جانتا ہے بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے (الگ پہچانتا ہے) اور اگر خدا چاہتا تو تم کو مشکل میں ڈال دیتا۔ بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ص

(پارہ ۴۔ النساء آیت ۲)

اور یتیموں کے مال ان کے حوالہ کرو اور طیب مال کے بدلے حرام مال نہ لو۔

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝

(پارہ ۴ - النساء آیت ۵)

اور مال (جس کو خدا نے تمہارے لئے) ایک (طرح کا) سہارا بنا دیا ہے ان (یتیموں) کے حوالے نہ کرو جو کم عقل ہوں۔ ہاں ممکن ہے کہ ان کے کھانے پہننے میں صرف کرو اور اُن کو نرمی سے سمجھا دو۔

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ۭ

(پارہ ۴ - النساء - آیت ۶)

اور یتیموں کو (دنیا کے) کاروبار میں لگائے رکھو یہاں تک کہ نکاح (کی عمر) کو پہنچیں اس وقت اگر ان میں صلاحیت دیکھو تو اُن کے مال ان کے حوالہ کر دو۔ اور ایسا نہ کرنا کہ انکے بڑا ہونے کے اندیشے سے فضول خرچی میں جلدی جلدی ان کا مال کھا (پی) ڈالو۔

وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ۝

(پارہ ۵ - النساء آیت ۱۲۷)

اور (نیز خدا) بے بس بچوں کے بارے میں (بھی حکم دیتا ہے کہ ان کے حقوق کی حفاظت کرو) اور (خاص کر) یتیموں کے حق میں انصاف کو ملحوظ رکھو اور (یتیموں کے ساتھ) کسی قسم کی بھی نیکی کرو گے تو اللہ اُس کو جانتا ہے (یعنی تم کو اس کا اجر دے گا۔

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ

(پارہ ۱۵ - بنی اسرائیل آیت ۳۴)

اور جب تک یتیم اپنی جوانی کو نہ پہنچ لے اسکے مال کے پاس بھی نہ جانا مگر ایسی طرح پر کہ (یتیم کے حق میں) بہتر ہو۔

وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝

(پارہ ۲۶ ۔ الحجرات [۴۹] آیت ۱۲)

اور ایک دوسرے کی ٹٹول میں نہ رہا کرو اور نہ تم میں سے ایک کو ایک پیٹھ پیچھے بُرا کہے بھلا تم سے کوئی (اس بات کو) گوارا کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے۔ یہ تو (یقیناً) تم کو گوارا نہیں (تو غیبت کیوں گوارا ہو کہ یہ بھی ایک قسم کا مردار کھانا ہے) اور اللہ کے غضب سے ڈرتے رہو کہ بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔

وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ

(پارہ ۲۱ ۔ لقمٰن [۳۱] آیت ۱۹)

اور اپنی رفتار میں میانہ روی (اختیار) کر

وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ

(پارہ ۲۱ لقمٰن [۳۱] ۔ آیت ۱۹)

اور (کسی سے بات کرے) تو ہولے سے بول (کیونکہ) آوازوں میں بُری سے بُری آواز) گدھوں کی آواز ہے۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۨ ۝

(پارہ ۳۰ الھمزۃ [۱۰۴] آیت ۱)

ہر شخص جو (لوگوں کی) عیب چینی کرتا (اور ان پر) آوازے کستا ہے اسکی بڑی تباہی ہے

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا

فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝

(پارہ ۱۵۔ بنی اسرائیل آیت ۳۳)

اور کسی جان کو جس کا مارنا اللہ نے حرام کر دیا ہے ناحق قتل نہ کرنا اور جو شخص ظلم سے مارا جائے تو ہم نے اس کے والی (وارث) کو (قاتل کے قصاص لینے کا) اختیار دیا ہے تو اسکو چاہیئے کہ خون کے بدلے میں زیادتی نہ کرے (کیونکہ واجبی بدلہ لینے میں بھی) اس کی جیت ہے۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

(پارہ ۶۔ المائدۃ آیت ۳۸)

(اور اے بنی آدم) مرد چوری کرے تو اور عورت چوری کرے تو ان کے ان کرتوتوں کے بدلے میں (بلا امتیاز) دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو۔ یہ تعزیر (ان کے حق میں) خدا کی طرف سے (قرار پائی) ہے اور اللہ زبردست انتظامی مصلحتوں والا ہے۔

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۝

(پارہ ۳۔ البقرہ۔ آیت ۲۷۶)

اللہ سود کو گھٹاتا اور خیرات کو بڑھاتا ہے اور جتنے ناشکرے ہیں (اور) کہنا نہیں مانتے خدا ان سے راضی نہیں۔

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۝

(پارہ ۳۔ البقرہ آیت ۲۷۵)

اور جو لوگ سود کھاتے ہیں (قیامت کے دن) کھڑے نہیں ہو سکیں گے مگر اس کا سا کھڑا

ہونا جس کو شیطان نے (اپنی) جھپٹ سے مخبوط الحواس کر دیا ہو۔ یہ سزا اس لئے ہوگی کہ ان لوگوں نے کہا تھا کہ بیع بھی تو مثل سود کے ہے حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال فرمایا تھا۔ اور سود کو حرام۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا ج

(پارہ ۵ النساء آیت ۵۸)

(اے افراد نسلِ انسانی) اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت (رکھنے) والوں کی امانتیں (جب مانگیں) اُن کے حوالے کر دو۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَۃً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْکُمْ وقف وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَکُمْ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُمْ رَحِیْمًا ○ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ عُدْوَانًا وَّ ظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِیْہِ نَارًا ط وَکَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرًا ○

(پارہ ۵۔ النساء۔ آیت ۲۹۔ ۳۰)

دین اسلام میں ایمان لانے والو۔ ناحق (ناروا) ایک دوسرے کے مال کو خورد بُرد نہ کیا کرو ہاں آپس کی رضامندی سے خرید و فروخت (اور اس میں کچھ ہاتھ لگ جائے تو ناروا نہیں اور آپ) اپنے تئیں ہلاک نہ کرو (تم سے یہ بات اس لئے کہی جاتی ہے کہ) اللہ تم پر مہربان ہے۔ اور جو زور اور ظلم سے ایسا (کام) کرے گا (یعنی پرایا مال کھا جائے گا) تو ہم اسکو قیامت کے دن دوزخ کی آگ میں (لے جا کر) جھونک دیں گے۔ اور یہ اللہ کے نزدیک (ایک) آسان (سی) بات ہے۔

وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَا فِیْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰہِ ج وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَکٰوۃٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْہَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ○

(پارہ ۲۱۔ الروم۔ آیت ۳۹)

اور (یہ) جو تم لوگ سود دیتے ہو تاکہ لوگوں کے مال میں بڑھوتری ہو تو وہ (سود) خدا کے ہاں (پھولتا) پھلتا نہیں (یعنی اس میں برکت نہیں ہوتی) اور (وہ) جو تم (محض) خدا کی رضا جوئی کے ارادے سے زکوٰۃ دیتے ہو تو جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہی (اپنے دیئے کو خدا کے ہاں) بڑھا رہے ہیں۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ۝ أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

(پارہ ۳۰۔ التطفیف آیت ۱ تا ۶)

کم دینے والوں کی (بڑی ہی) تباہی ہے کہ لوگوں سے ناپ کرلیں تو پورا لیں اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو کم دیں۔ کیا انکو اس بات کا خیال نہیں کہ بڑے (سخت) دن (یعنی قیامت کو) یہ اٹھا کر کھڑے کئے جائیں گے اور اس دن لوگ پروردگار عالم کے روبرو (اعمال) کی جواب دہی کے لئے کھڑے ہوں گے۔

فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۝

(پارہ ۵۔ النساء آیت ۵۹)

پھر اگر کسی امر میں تم آپس میں جھگڑ پڑو تو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لانے کی شرط یہ ہے کہ اس امر میں اللہ اور رسول (کے حکم) کی طرف رجوع کرو (کہ) یہ (تمہارے حق میں بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی (یہی طریقہ) اچھا ہے۔

لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَن ظُلِمَ ۚ وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا عَلِيمًا ۝

(پارہ ۶۔ النساء آیت ۱۴۸)

اللہ کو پسند نہیں کہ کوئی (کسی کو) منہ کھوڑ کر برا کہے مگر جس پر (کسی طرح کا) ظلم ہوا ہو (اور وہ ظالم کو منہ کھوڑ کر برا کہہ بیٹھے تو معذور ہے) اور اللہ (سب کی) سنتا اور سب کچھ جانتا ہے۔

وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝

(پارہ ۵۔ النساء ۴ آیت ۱۱۲)

اور جو شخص کسی خطا یا گناہ کا مرتکب ہو پھر وہ اپنے قصور کو کسی بے گناہ پر تھوپ دے تو اس نے بہتان اور گناہ صریح کا بوجھ (اپنی گردن پر) لادا۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝

(پارہ ۲۲۔ الاحزاب ۳۳ آیت ۵۸)

اور جو لوگ مرد مومن اور مومن عورتوں کو بے اس کے کہ انہوں نے قصور کیا (ناحق تہمت لگا کر) ایذا دیتے ہیں تو (وہ جھوٹ) طوفان اور صریح گناہ کا بوجھ (اپنی گردن پر) لیتے ہیں۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝

(پارہ ۱۹۔ الفرقان ۱۹۔ آیت ۶۳)

اور خدا کے خاص بندے تو وہ ہیں جو زمین پر عاجزی کے ساتھ چلیں اور جب جاہل اُن سے (جہالت کی) باتیں کرنے لگیں تو ان کو سلام کریں (اور الگ ہو جائیں)

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ

كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ○

(پارہ ۱۵۔ بنی اسرائیل آیت ۳۶)

اور (اے مخاطب) جس بات کا تجھ کو علم (یقینی) نہیں (اٹکل پچو) اس کے پیچھے نہ ہولیا کر کیونکہ کان آنکھ اور دل ان سب سے (قیامت کے دن) پوچھ گچھ ہونی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ

(پارہ ۷۔ المائدۃ۔ آیت ۱۰۱)

دین اسلام میں ایمان لانے والو! بہت باتیں کرید کرید کر نہ پوچھا کرو کہ تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تم کو بری لگیں۔

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ○ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ○

(پارہ ۲۵۔ الشوریٰ آیت ۴۰)

اور جو ایسے (غیرت مند) ہیں کہ جب ان پر (کسی طرف سے) بے جا زیادتی ہوتی ہے تو واجبی بدلہ لیتے ہیں اور برائی کا بدلہ ہے ویسی ہی برائی اس پر (بھی) جو معاف کر دے اور صلح کرے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمے ہے بے شک وہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ○

(پارہ ۲۴۔ حمٰ السجدۃ آیت ۳۴)

اور (اے پیغمبر) نیکی اور بدی برابر نہیں ہو سکتی۔ برائی کا دفعیہ ایسے برتاؤ سے کرو کہ وہ (دیکھنے والوں کی نظر میں) بہت اچھا ہو (اگر ایسا کرو گے تو تم دیکھ لو گے) کہ تم میں اور کسی شخص میں عداوت تھی تو اب گویا ایک دم سے وہ (تمہارا) دلسوز دوست ہے۔

اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ○

(پارہ ۶۔ النساء آیت ۱۴۹)

بھلائی کھلم کھلا کرو یا چھپا کر کرو یا (تمہارے ساتھ کوئی برائی کرے اور) تم برائی سے درگذر کرو کہ یہ بھی ایک قسم کی بھلائی ہے) تو اللہ (بھی لوگوں کے ساتھ بھلائی ہی کرتا ہے کہ) باوجود قدرت کے درگذر کرتا ہے (لہٰذا تم بھی درگذر کیا کرو۔)

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○

(پارہ ۲۵۔ الشوریٰ۔ آیت ۴۳)

اور جو شخص صبر کرے اور دوسرے کی خطا بخش دے تو بے شک بڑی ہمت کا کام ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

(پارہ ۳۔ آل عمران آیت ۷۷)

جو لوگ (اپنے) عہد (کے بدلے) جو خدا سے کیا تھا اور نیز اپنی قسموں کے بدلے بے حقیقت (دنیاوی) معاوضہ لے لیتے ہیں اور قول و قسم کا پاس نہیں کرتے۔ یہی لوگ ہیں جن کو آخرت میں کچھ بہرہ نہیں اور قیامت کے دن خدا اُن سے بات بھی نہیں کرے گا اور نہ ان کی طرف (نظرِ رحمت سے) دیکھے گا۔ اور نہ اُن کو پاک کرے گا (گناہوں کی گندگی سے) اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِيْلًا ○

(پارہ ۱۵۔ بنی اسرائیل آیت ۳۲)

اور زنا کے پاس (ہو کر بھی) نہ پھٹکنا کیونکہ وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی برا چلن ہے۔

نصابِ تنظیم

ان زریں اصولوں کو سمجھ لینے کے بعد اب یہ بھی سمجھ لیں کہ ایک اچھے معاشرہ کے لئے تنظیم کی بھی اشد ضرورت ہے۔ غیر منظم معاشرہ انتشار کا باعث ہوتا ہے۔ اور انتشار فساد کی جڑ ہے۔ اس لئے معاشرہ کو ظلم سے بری رکھنے کے لئے تنظیم بھی نہایت ہی ضروری ہے۔ لہٰذا دین نے اس پہلو کو بھی تشنہ نہیں چھوڑا۔ اُس نے بنی نوع انسان کی تربیت تنظیم کے لئے جو نصاب مقرر کیا ہے اُسکو وہ الصلوٰۃ۔ صوم۔ حج اور جہاد کے ناموں سے موسوم کرتا ہے۔ آیئے ان میں ہر ایک کا تجزیہ کر ڈالیں تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ ان میں کیا تنظیمی رموز مضمر ہیں۔

نماز

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝
الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝

(پارہ ۳۰۔ الماعون آیت ۳)

اُن نمازیوں کی تباہی ہے جو اپنی نماز سے غافل رہتے ہیں (صرف عادتاً پڑھتے ہیں اور اُس سے جو فائدہ ہے وہ حاصل نہیں کرتے) اور جو صرف دکھانے کے واسطے نماز ادا کرتے ہیں اور روزمرہ کی معمولی چیزوں کے ذریعہ بھی دوسرے کی امداد بذریعہ زکات نہیں کرتے

یہاں بنی نوع انسان کو یہ بتانا مقصود ہے کہ جن نمازیوں نے اُن تنظیمی امور کو جو اِس نماز میں پنہاں ہیں اگر نہیں سمجھا اور ان سے غافل رہے تو پھر اُن کو اس نماز سے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا بلکہ وہ اُن کی تباہی کا باعث بن جائے گی۔ ارکانِ نماز کی افادیت ملاحظہ فرماویں۔

اذان — یہ پانچ دفعہ پابندئ وقت کے ساتھ بنی نوع انسان کو دعوتِ عام ہے کہ اے افرادِ نسلِ انسانی وہ عظیم تر ذات جس کی اطاعت تیرے لئے لازم ہے وہ صرف اللہ ہی کی ایک ذات ہے جو سب سے عظیم تر ہے بس وہی خالقِ حقیقی ہے۔ اور کوئی دوسرا نہیں جو اس کا ہم پلہ ہو۔ اُس کی ہدایت حکیمانہ مصلحت سے براہ راست انسان تک نہیں پہنچتی اس ہدایت کو وہ اپنے مقررہ کردہ پیغمبروں اور ہادیوں کے ذریعہ انسان تک پہنچاتا ہے۔ اور ان پیغمبروں اور ہادیوں کی اطاعت تم پر اسی طرح لازمی ہے جس طرح میرے احکامات کی۔ اُس خالقِ حقیقی کا مقرر کردہ آخری رسول و پیغمبر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں۔ آؤ اس مقصدِ اعلےٰ جس کے لئے تم کو خلق کیا گیا ہے اس کے حصول کیلئے قادرِ مطلق اور کارسازِ حقیقی کی مدد حاصل کرنے کے لئے سب مل کر جمع ہو جاؤ۔ دیکھو آپس میں اتحاد اور اخوت سے ہی مقصدِ تخلیق پورا ہو سکتا ہے جس طرح تم اس وقت مل جل کر اس کارسازِ حقیقی کی بارگاہ میں مدد کے لئے التجا کرنے کے واسطے جمع ہو رہے ہو۔ اُس کی مدد، تمہاری تنظیم اور اظہارِ عجز ہی میں انسان کی فلاح و بہبودی ہے۔ اور یہی انسان کے لئے بہترین عمل ہے۔ سمجھ لو کہ یہ دعوت اس ذات کی طرف سے دی جا رہی ہے جو بزرگ تر ہے اور بے شک وہی اللہ ہے اور کوئی دوسرا نہیں اور اسی کے احکامات تمہارے لئے واجب الاطاعت ہیں۔

یہ ہے وہ اذان جس کو انسان پانچ دفعہ سنتا اور دہراتا ہے۔ یہ تصور کہ کائنات

قدرت کی ہر شے انسان ہی کے تصرف کے لئے خلق کی گئی لہذا کائنات میں وہ ہی سب سے اشرف ہے۔ اس کی خودی کو بلند کرنے کا کامیاب ذریعہ ہے اور پھر اس خودی میں کتنی رفعت پیدا ہوتی ہے جب وہ یہ غور کرتا ہے کہ جب انسان ہی سب کائنات سے اشرف ہے تو پھر کوئی بھی ارضی وسماوی چیز اُس کی پرستش کے لائق نہیں کیونکہ پرستش تو اپنے سے اعلیٰ کی ہی کی جاتی ہے تو اس کا سر کسی کے سامنے کیوں جھکے۔ اگر یہ خودی انسان میں باقی نہ رہے تو وہ شرف سے گر جاتا ہے۔ اور اس طرح کائنات کی چیزوں کی پرستش کرنے لگتا ہے۔

رب العزت اس کی خودی کو بلند اور ارفع رکھنا چاہتا ہے کیونکہ اس کے بغیر انسان وہ مقام پا ہی نہیں سکتا جس مقام پر قدرت نے اس کو فائز کیا ہے لیکن اس بات کی بھی رعایت ہے کہ یہ خودی تکبر نہ اختیار کرے۔ دن میں پانچ مرتبہ اس یقین کا اقرار واعلان کہ میں ہی سب کچھ نہیں ہوں بلکہ مجھ سے عظیم تر ایک ذات اللہ کی ہے جس نے انسان اور اس کل کائنات کو خلق کیا۔ اگر میرا سر نیاز کہیں خم ہو سکتا ہے تو وہ صرف ذات احدیت کے سامنے جو رب العالمین ہے اور یہ کہ انسان کی معراج ہی عبدیت میں ہے۔ یہ اقرار عجز وعبدیت تکبر نہیں پیدا ہوتے دیتا بلکہ انکساری پیدا کرتا ہے۔

وضو ـــــ عبدیت ہی میں فلاح وبہبود کا تصور اس کو اللہ کی اس پنج وقتہ دعوت پر لبیک کہنے پر مجبور کرتا ہے۔ لیکن دیکھو یہ لبیک اور اس کی بارگاہ میں حاضری، صفائی جسم ولباس کے بغیر نہیں۔

یگانگت فکر وعمل ـــــ اس کی بارگاہ میں موجودگی تہذیب سے مزین صف بستہ، قرینہ وباقاعدگی کے ساتھ استادگی، رکوع وسجود، فکر وعمل میں کمال ہم آہنگی، ایک ہی زبان میں اظہار مدعا اور طلب بھی ایک، پھر

جو ایک سوچے وہ سب سوچیں جو ایک کرے وہ سب کریں۔

سورہ حمد ——— اس بات کا بھی لحاظ رہے کہ حمد و التجا میں خودی کا پہلو نہ چھوٹے۔ گو کہ عرض مدعا و غرض طلب اللہ کی حمد سے کر رہے ہو لیکن یہ سمجھ لو کہ وہ حقیقت میں حمد کے قابل ہے اس لئے یہ خوشامد نہیں بلکہ حقیقت کا اظہار ہے۔ مدعا و طلب میں گراوٹ نہ ہو اس لئے کہ اس سے انسان کی خودی کو ٹھیس لگتی ہے۔ طلبِ مدعا میں مادی منفعت نہیں کیونکہ اس میں گھٹیا پن ہے بلکہ طلب ہے بلندیٔ کردار و عمل کی۔ برائیوں سے بچا کر رکھنے کی اپیل ہے انکی پیروی و اطاعت کی سعادت حاصل کرنے میں مدد طلب کی جا رہی ہے جن پر اللہ کی رحمتیں نازل کی جا چکی ہیں تاکہ طالب صادق صراطِ مستقیم سے بھٹک نہ جائے۔ پھر شریر قوتوں سے اور ان سے جنہوں نے اپنے عمل سے اپنے کو اللہ کی نگاہ میں ذلیل اور مغضوب کر لیا ان سے بیزاری کا اظہار ہے اور ان سے دور رہنے کی التجا ہے تاکہ انسانی معاشرہ فساد۔ ظلم و تعدی سے یکسر پاک و پاکیزہ رہے اور بنی نوع انسان سلامتی اور امن کے ساتھ ترقی کی راہ پر گامزن رہے۔

رکوع و سجود و ذکر ——— اس مناجات و التجا کے اختتام پر کلامِ الٰہی میں سے چند آیات کی تلاوت تاکہ یہ مناجات و التجا کلام الٰہی کی برکت سے مقبول بارگاہ ہو جائے۔ پھر عجز و انکساری کے ساتھ رکوع میں سر خم کر کے حمد کے ساتھ اس کی عظمت کا اقرار۔ اور مناجات و التجا کی قبولیت کی توقع۔ اس عجز و انکساری کے بعد بہ یقین کہ یہ مناجات و التجا اس رحیم و کریم تک پہنچ گئی جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ مناجات و التجا کی اس طرح باریابی پر سجدہ شکر جس میں حمد کے ساتھ خدا کی بزرگی کا اعتراف حقیقی۔ اس قدر عاجزی و انکساری کے اظہار پر دعا کی مقبولیت کے یقین پر دوبارہ سجدۂ شکر جس میں پھر اسکی حمد اور بزرگی

کا اعلان و اعتراف اس کا اعادہ دن میں سترہ مرتبہ کیا جاتا ہے تاکہ یہ انسانی کردار کا ایک جزو بن جائے۔ دیکھئے ارشاد ہوتا ہے۔

قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ؕ وَهُوَ الَّذِیْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

(پارہ ۷۔ الانعام۶ آیت ۷۲-۷۱)

اے رسول تم کہہ دو کہ ہدایت تو بس خدا کی ہی ہدایت ہے اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم سارے جہان کے پروردگار خدا کے فرمانبردار بندے ہو جائیں اور یہ حکم بھی ہوا کہ پابندی سے نماز پڑھا کرو اور اعمال بد کے مکافات سے ڈرتے رہو اور وہی تو خدا ہے جس کے حضور میں (بنی نوع انسان) کو حاضری دینی ہوگی۔

اس نماز کا حکم بغیر مصلحت اور افادیت کے نہیں اس میں بنی نوع انسان ہی کی بھلائی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝

(پارہ ۲۱۔ العنکبوت۲۹ آیت ۴۴)

اے رسول جو کتاب تمہارے پاس نازل کی گئی ہے اس کی تلاوت کرو اور پابندی سے نماز پڑھو بے شک نماز بے حیائی اور بُرے کاموں سے باز رکھتی ہے اور خدا کی یاد یقیناً بڑا مرتبہ رکھتی ہے۔ اور جو کچھ تم (اے بنی نوع انسان) کرتے ہو خدا اس سے واقف ہے۔

یہی نماز مصیبتوں کے وقت میں بھی بنی نوع انسان کو اپنے اللہ سے مدد حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہوگی۔ ارشاد ہوتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

(پارہ ۲۔ البقرہ۲ آیت ۱۵۲)

اے دین اسلام پر ایمان لانے والو مصیبت کے وقت صبر اور نماز کے ذریعہ خدا کی مدد مانگو۔ بے شک خدا صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے۔

نماز اللہ کی رحمت کا بھی اک ذریعہ ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ○

(پارہ ۱۸۔ النور[۲۴] آیت ۵۵)

اور نماز پابندی سے پڑھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جاوے۔

فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰہِ ط ھُوَ مَوْلٰکُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ○

(پارہ ۱۷۔ الحج[۲۲] آیت ۷۷)

(اے افراد نسل انسانی) تم پابندی سے نماز پڑھا کرو اور زکاۃ دیتے رہو اور خدا ہی کے احکام کو مضبوط پکڑو وہی تمہارا سرپرست ہے۔ کیسا اچھا سرپرست و مددگار ہے۔

جیسا اوپر ذکر ہوا۔ نماز کا ایک جزو لازم دعا بھی ہے جس کے ذریعہ بنی نوع انسان اسی خدائے یکتا سے اپنی حاجت روائی کا طالب ہوتا ہے جو زمین اور آسمانوں اور اس میں جو کچھ بھی ہے اس کا خالق ہے اور اپنی ربوبیت اور رحمت سے ہر وجود کی پرورش کر رہا ہے۔ اور اس کی ہر ضرورت سے واقف ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

یَسْئَلُہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ

(پارہ ۲۷۔ الرحمٰن[۵۵] آیت ۲۸)

تمام مخلوقات جو زمین و آسمان میں ہے سب اسی سے (خدا سے) مانگتے ہیں اور وہ

ہر وقت مخلوق کے ہر عمل صالح میں اُن کی مدد کرنا رہتا ہے۔

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ ○

(پارہ ۲۔ البقرہ آیت ۱۸۵)

جب میرے بندے میرا حال تم سے پوچھیں تو کہہ دو کہ میں اُن کے پاس ہی ہوں اور جب مجھ سے کوئی دعا مانگتا ہے تو میں ہر دعا کرنے والے کی دعا سُن لیتا ہوں (اور جو اگر دعا مناسب ہو تو قبول کرتا ہوں) پس انہیں چاہیے کہ میرا کہنا مانیں (یعنی میرے پسندیدہ دین اسلام کی ہی پیروی کریں) اور مجھ پر ایمان لائیں۔

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ

(پارہ ۲۰۔ النمل آیت ۶۱)

بھلا وہ کون ہے (صرف خدا ہی ہے) کہ جب مضطرب انسان اُسے پکارتا ہے تو وہ دعا قبول کرتا ہے اور مصیبت دور کر دیتا ہے۔

اس کی شانِ ربوبیت کی عظمت تو ملاحظہ فرماویں کہ اس مسئلہ میں بھی انسان کی رہبری کا پہلو نہیں چھوڑا۔ اس کے نزدیک بہترین دعا جو انسان اپنے پالنے والے سے مانگ سکتا ہے۔ اسکو سورہ حمد کی شکل میں اس نے بنی نوع انسان کو عطا کی ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس سورہ کو جزو نماز قرار دے کر جہاں انسان کو خدا کی صحیح معرفت سے روشناس کرانا مقصود تھا وہاں ان بندگان خدا جن کو وہ منتخب فرما کر وارث قرآن بنا چکا تھا اُنسے سلسلۂ تمسک کو بھی قائم رکھنا چاہتا تھا۔ ہر نماز میں اس کا اعادہ کہ اے معبود ہماری مدد فرما تاکہ ہم ان کی پیروی کرتے ہوئے جن کو تو نے اپنی نعمتوں سے نوازا ہے صراطِ مستقیم پر قائم رہیں۔ یہ انعام یافتہ انسان کون ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝

(پارہ ۵۔ النسا آیت ۶۹)

اور جس کسی نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی تو بلاشبہ وہ ان لوگوں کے ساتھی ہیں۔ جن پر اللہ نے انعام کیا یہ انعام یافتہ جماعت نبیوں کی ہے۔ صدیقوں کی ہے شہدا کی ہے۔ نیک عمل انسانوں کی ہے اور جس کے ساتھی ایسے لوگ ہوں تو کیا ہی اچھی رفاقت ہے۔

دوسری دعا جس کے بغیر تکمیل نماز نہیں وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت کے نزول کی دعا ہے۔ اس میں بھی رحیم مطلق کی یہی مصلحت مضمر تھی کہ جب بنی نوع انسان نبی آخرالزماں پر درود بھیجیں گے تو ان بندگانِ خدا سے بھی روشناس رہیں گے جو اس درود میں شریک ہیں اور یہ وہی انعام یافتہ صدیق ہیں جن کا انتخاب خداوند عزوجل بحیثیت وارثان قرآن کر چکا ہے۔ قرآنی علوم کی صحیح تعلیم کیونکہ ان سے مختص کر دی گئی اسلئے دن میں کم از کم سترہ مرتبہ جب بنی نوع انسان ان پر رحمت کی دعا کرینگے تو یقیناً ان سے متمسک ہو جائینگے اور اس طرح وہ صراط مستقیم سے بھٹک نہ سکیں گے۔ ذرا غور تو کریں کہ اُس کی ربوبیت نے رشد و ہدایت کا کوئی بھی پہلو تشنہ نہیں رکھا۔ قدم قدم پر ہدایت خداوندی مشعل راہ بنی ہوئی ہے لیکن بنی نوع انسان پھر بھی گم گشتہ راہ ہے۔

مسجد، نمازِ جمعہ و عیدین

روزانہ پانچ مرتبہ اہل محلہ و قریہ کا اسطرح ایک مقام پر جمع ہونا ایکدوسرے سے تبادلۂ خیالات ایک دوسرے کی حالت سے آگاہی پھر ہفتہ میں ایک دن

جمعہ کے روز اس اجتماع میں وسعت اور سال میں دو مرتبہ عیدین پر شہر و
گرد و نواح کے انسانوں کا اجتماع آپس میں الفت اور اخوت پیدا کرنے کا
اس سے بڑھ کر اور کون سا ذریعہ ممکن ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ
فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا
مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَ اِذَا
رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْۤا اِلَیْهَا وَ تَرَكُوْكَ قَآىِٕمًا ؕ قُلْ مَا
عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَ مِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَ اللّٰهُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ۝

(پارہ ۲۸ - الجمعہ ۶۲ - آیت ۹ تا ۱۱)

اے ایمان والوں جب جمعہ کے دن نماز (جمعہ) کے لئے اذان دیجائے تو خدا (کی دعوت)
کی طرف دوڑ پڑو اور تجارتی لین دین بند کردو تم تو سمجھتے ہی ہو کہ یہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔
پھر جب اس فریضہ سے فارغ ہو جاؤ تو پھر زمین میں جہاں چاہو جاؤ (دل کھول کر تجارت کرو)
اور خدا کے فضل پر یقین کے ساتھ (اپنی روزی) کی تلاش کرو اور ان تجارتی کاموں، اور
روزی کے حصول کی مشغولیتوں میں خدا کو یاد کرتے رہو تاکہ تم دلی مرادیں پاسکو لیکن دنیا طبع
انسان کی حالت تو یہ ہے کہ جب یہ سودا بکتا یا تماشہ دیکھتے ہیں تو اس کی طرف ٹوٹ پڑتے
ہیں اور (اے رسول تم کو نماز میں کھڑا چھوڑ جاتے ہیں (اے رسول کہہ دو) کہ جو فوائد خدا کی اس نماز میں ہیں وہ ان
دنیاوی سودوں اور تماشوں سے کہیں بہتر ہیں اور خدا سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

حج

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى

لِلْعٰلَمِیْنَ ○ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ○

(پارہ ۴۔ آل عمران ۳ آیت ۹۶-۹۷)

عبادت کے واسطے جو گھر سب سے پہلے بنایا گیا وہ یقیناً یہی کعبہ ہے جو کہ مکہ میں ہے بڑی خیر و برکت والا اور سارے جہان کے لوگوں کا رہنما اس میں حرمت کی بہت سی واضح اور روشن نشانیاں ہیں منجملہ اسکے مقام ابراہیم ہے (جہاں آپ کے قدموں کا پتھر پر نشان ہے) اور جو اس گھر میں داخل ہوا امن میں آگیا اور اے افراد نسلِ انسانی واجب ہے کہ محض خدا کے لئے خانۂ کعبہ کا حج کریں جنہیں وہاں تک پہنچنے کی استطاعت ہے اور جس نے باوجود استطاعت حاصل ہونے کے حج سے انکار کیا تو یاد رکھو کہ خدا سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔

(یعنی۔ اگر تم حج بجالاؤ گے تو اس میں تمہارے ہی لئے فائدہ ہے۔ اللہ کو تمہارے اس حج کرنے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا اگر تم اپنی فلاح و بہبودی نہیں چاہتے تو اللہ تو بے نیاز ہے۔ یہ تمہارا فعل ہے اور تم اُسکے نتائج سے خود ہی دوچار ہو گے۔

لیجئے اب ان اجتماعات کو مزید وسعت کہ اب یہ بین الاقوامی ہو جائیں تاکہ الفت اور اخوت انسانی محدود نہ رہ جائے حج کی صورت میں فرض کردیا کہ سال میں ایک مرتبہ ہر ایک ملک ہر ہر قریہ سے ایک مقرر کردہ مقام پر حسبِ استطاعت افراد اقوام عالم جمع ہوں۔ بلا لحاظ کریں بھانت بھانت کے لوگ جن کے طریقہ معاشرت و تمدن جدا جدا جن کی زبانیں الگ الگ لیکن جب جمع ہوتے ہیں تو وہی یگانگت فکر و عمل جو کچھ روزانہ اپنے اپنے مقامات پر کرتے ہیں۔ اب بین الاقوامی طور پر اس کا مظاہرہ۔ ایک ہی زبان میں اظہارِ مدعا۔ لباس کے اختلاف کو کس خوبی سے یگانگت بخش دی کہ سب ایک ہی لباس میں نظر آرہے ہیں۔ وضع قطع ایک ہی ہے۔

اتحاد فکر و عمل ہے۔ یہاں قدرت کو یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ جب انسان مادی منفعت کو چھوڑ کر بلندی عمل و خیال پیدا کر لیتا ہے تو ہر انسان خواہ وہ کسی سرزمین سے تعلق رکھتا ہو اُس میں یگانگت فکر و عمل پیدا ہونا دشوار نہیں بلکہ اُسنے اِس یگانگت فکر و عمل ہیں سب کو منسلک کر کے ثابت کر دیا کہ ایسا ہونا قطعی ممکن ہے۔ اب یہ انسان کا فعل ہے کہ وہ اس سے کما حقہٗ فائدہ حاصل کرے تاکہ دنیا بہشت کا نمونہ بن جائے۔

اب ذرا مناسک حج پر ایک نظر کریں صفا و مروا کے درمیان سعی یعنی ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑی پر دوڑ کر جانا۔ اس کو سعی کہا جاتا ہے۔ یعنی یہ کوشش ہے اس بات کو ذہن نشین کرانے کی کہ دیکھو حضرتِ ہاجرہ نے جسطرح جد و جہد کر کے حضرت اسمٰعیلؑ کی جان بچانے کی کوشش کی تھی۔ جب تم بھی کسی جان کو کسی وجہ سے تلف ہوتے دیکھو تو اس کے بچانے کی تم بھی اسیطرح کوشش کرنا کیونکہ انسانی جان اللہ کی نظر میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ جب کسی انسان کو کسی اذیت میں پاؤ تو اس کی اذیت دور کرنے میں جس قدر بھی کاوش کی جا سکتی ہو حتی المقدور ضرور کرو۔ پھر یہ بھی مدِ نظر رکھنا کہ جب کسی جان کو تلف ہونے سے بچانے کے لئے انسان کو تلقین کر رہا ہے تو وہ خدا یہ کب گوارہ کرے گا کہ ایک انسان دوسرے انسان کی جان لے۔ یا اسکو اذیت پہنچائے۔ طواف کعبہ اور بوسۂ حجر اسود کے ذریعہ انسان کی توجہ اس طرف مبذول کرانا مقصود ہے کہ دیکھو ان کو میری طرف منسوب ہو جانے سے تقدس کا درجہ مل گیا روح انسانی میں میرے نور کا پرتو ہے اس لئے اس کو مجھ سے نسبت ہو گئی وہ بھی اسی طرح مقدس ہو گئی۔ شعائر اللہ کی قدر و منزلت تکمیل مقصد کی ایک اہم کڑی ہے۔ عظمت الٰہی کا تصور جب ہی حقیقت پذیر ہو سکتا ہے جب انسان اُس ہر

چیز کو اہمیت دے جو کہ اُس کے نام سے منسوب کردی گئی ہے۔ ذرا اس حقیقت کی وسعت پر تو نظر ڈالیں۔ یعنی اگر کسی نے اپنا مال و دولت اس کے نام سے منسوب کردیا تو اب وہ مال و دولت ایک مقدس امانت بن گیا۔ جس کو صرف خدا کی راہ میں بنی نوع انسان کی فلاح کے لئے صرف کیا جاسکتا ہے۔ ذاتی منفعت کے لئے نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی قطعہ اراضی یا مکان اس کے نام سے منسوب کردیا گیا ہو۔ خواہ وہ منسوب کرنے والا کسی مذہب و ملت سے تعلق رکھتا ہو۔ لیکن اب ہر انسان پر اس کا احترام اور تحفظ فرض ہوگیا۔ بہ ایں وجہ وہ انسان جنہوں نے اپنی جانوں اور مالوں کو اس کی راہ میں قربان کردیا وہ بھی کیونکہ اُس کے نام سے منسوب ہوگئے اس لئے اب ہر انسان کے لئے ان کی جانیں اور ان کے مال اور ان سے منسوب شدہ ہر چیز باعثِ تکریم و تعظیم بن گئی۔

جانور کی قربانی بھی ہر حاجی پر فرض اور دوسرے لوگوں کے لئے مستحب۔ اور اس قربانی کے بغیر تکمیلِ حج نہیں۔ یہ قربانی اس جذبہ کی طرف اذہانِ انسانی کو منتقل کراتی ہے۔ جس جذبہ ایثار کے تحت حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا کی راہ میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ لیکن مشیتِ خداوندی نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو قربان گاہ سے صحیح سالم اٹھا کر دوبارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی گود میں ڈال دیا اس لئے وہ علیم مطلق جانتا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کی اولاد میں سے ایک مرد مجاہد کو دنیا کے حالات اس سے بہت بڑی قربانی دینے پر مجبور کردینگے۔ اور اس قربانی پر ہی دین اسلام کی بقا کا انحصار ہوگا۔ لہٰذا اس وقت ایک دنبہ کی قربانی ہی کو اس جذبۂ ایثار کی تکمیل تصور کر لیا گیا۔ اور اس دنبہ کی قربانی کو اُس عظیم جذبۂ ایثار کی یاد میں بنی نوع انسان پر فرض کرکے ہر سال یہ یاد دلانا مقصود ہے کہ جب بھی خدا کی راہ میں

تمہاری اولاد اور تمہارے مال و دولت کی قربانی راہِ خدا میں طلب کی جائے تو تم بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح دریغ نہ کرنا۔ کیونکہ اسی جذبۂ ایثار میں معراجِ انسانیت ہے۔ لیکن یہ قربانی اکراہ سے نہیں بلکہ خلوص و مسرت کے ساتھ ہو تاکہ بارگاہ رب العزت میں سجدہ نیاز بھی پُرخلوص ہو۔ اور اس ہر سال قربانی سے اس حقیقت کی طرف بھی اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اس کی نظر میں اہمیت تو اُس مقصد کو حاصل ہے جس مقصد کے حصول کے لئے ایثار و قربانی پیش کی جائے۔ جس قدر یہ مقصد بلند ہو گا اسی قدر اس کی اہمیت بھی ہو گی اور اسی مناسبت سے اس کا اجر بھی ہو گا۔ اِس عالم اسباب میں بلند ترین مقصد جس کے لئے ایثار و قربانی پیش کی جا سکتی ہے۔ وہ صرف بنی نوع انسان کی راہ مستقیم پر یگانگت فکر و عمل۔ فلاح و بہبود۔ خوشحالی و مسرت اور اس کی آزادئ کردار اور قول و عمل کا حصول ہی ہے۔ جو قربانی اس قربانی کا نعم البدل قرار پائی ہے۔ اُس کو عظیم اسی لئے کہا گیا کہ وہ اسی مقصدِ اعلےٰ کے حصول کے لئے پیش کی جانے والی تھی۔ یہ وہ وقت ہو گا جب حکومت کی قوت استبدادیت۔ مملکت کے خزانوں کی قوت اور بدکردار عوام کی بربریت متحد ہو کر بنی نوع انسان کو صراط مستقیم سے ہٹا کر باطل پرستی پر مجبور کر دیں گے۔ اور نیک عمل متقی انسان جو صراط مستقیم پر گامزن رہنے کی سعی اور ہدایت کرینگے ان کے لئے عرصۂ حیات تنگ کر دیا جائے گا۔ امن و سلامتی کی راہیں بنی آدم پر مسدود کر دی جائیں گی۔ اللہ اور دینِ اسلام کو مضحکہ سمجھا جانے لگے گا۔ اس وقت وہ مردِ مجاہد جس کی طرف قرآن میں اشارہ کیا گیا اور جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کا نعم البدل بنایا گیا۔ وہ اپنی اولاد۔ اپنی جان۔ اپنا مال و دولت۔ اپنی مسرتیں، اپنے احساسات و جذبات، اپنی عزت و ناموس کی قربانی دے کر نہ فقط دین اسلام کو بچا لے گا، بلکہ بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود۔ یگانگت فکر و عمل۔ خوشحالی و مسرت آزادی

کردار وعمل وقول کے لئے راہیں ہموار کردے گا اور بنی نوع انسان کو یہ عملی سبق بھی دے گا کہ ایسے بدترین حالات میں انسان کو ہمت نہ ہارنی چاہئیے اور ان سرکش قوتوں سے مغلوب نہیں ہونا چاہئیے بلکہ اپنے عزم وقربانی سے کس طرح اتنی بڑی اور ظاہرہ ناقابلِ تسخیر قوتوں کو مغلوب کر کے حق و باطل کا فرق نمایاں کیا جاسکتا ہے تاکہ بنی نوع انسان کے لئے سعادت کی راہ آسان ہو جائے۔ لہٰذا بنی نوع انسان کا فرض ہے کہ جب بھی یہ قربانی وقوع پذیر ہو تو اس کی یادگار بھی اسی طرح ہر سال قائم کرنا۔ تاکہ یہ عملی سبق مسلسل نسلاً بعدِ نسلٍ بنی نوع انسان کو ایک زندہ مثال کی صورت میں ملتا رہے۔ کیونکہ بنی نوع انسان کو جس مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے اسکے حصول کے لئے جدوجہد اسی جذبۂ ایثار پر منحصر ہے۔

پھر ہر حاجی پر یہ بھی فرض ہے کہ وہ شیطان کو کنکروں سے مارے۔ یہ اشارہ ہے کہ دیکھو سرکش اور شیطانی قوتوں سے مرعوب نہ ہو جانا۔ بلکہ اُن کو مٹانے میں دریغ نہ کرنا۔ کیونکہ یہی شیطانی اور سرکش قوتیں انسانی معاشرہ کو خراب کرتی ہیں یہ سرکش اور شیطان پرست انسانوں کی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسے کسی انسان کے جسم کے عضو میں سے کوئی عضو اگر خراب ہو جائے اور اس سے دوسرے عضو بھی متاثر ہو رہے ہوں تو تقاضائے عقل وحکمت یہ ہے کہ اس عضو کو کاٹ دیا جائے تاکہ باقی جسم زندہ رہے اور خرابی سے بھی بچ جائے۔ درحالانکہ وہ عضو بھی ایسا ہی اہمیت رکھتا ہے جیسے کہ دوسرے۔ لیکن اب اُس کی خرابی نے اُس کی اہمیت کو ختم کر دیا اور اسکی قطع وبرید دوسرے اعضا کو خرابی سے بچانے کے لئے لازمی ہو گئی۔ دیکھا آپ نے کہ تنظیم کی کیا اہمیت ہے کہ اس کو برقرار رکھنے کے لئے انسانی جان جیسی مقدس چیز کو بھی تلف کیا جاسکتا ہے۔

روزہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ وَعَلَي الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ۭ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ۭ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۭ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰي مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

(پارہ ۲، البقرۃ ۲ ۔ آیت ۱۸۳ ۔ ۱۸۵)

اے (دین اسلام پر) ایمان لانے والو روزہ رکھنا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھا۔ اسی طرح تم پر بھی فرض کیا گیا ہے۔ تاکہ تم (اس کی وجہ سے) بہت سے گناہوں سے بچو وہ بھی ہمیشہ نہیں بلکہ گنتی کے چند روز اس پر بھی (روزوں کے دنوں میں) جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو (جتنے روزہ بوجہ سفر و بیماری قضا ہوئے ہوں) گن کر رکھ لو اور جنہیں روزہ رکھنے کی قوت ہے (اور نہ رکھیں) تو ان پر اس کا بدلہ ایک محتاج کو کھانا کھلانا ہے اور جو شخص اپنی خوشی سے بھلائی کرے تو یہ اس کے لئے زیادہ بہتر ہے اور اگر تم سمجھ دار ہو تو (سمجھ لو کہ اس فدیہ سے) روزہ رکھنا تمہارے حق میں بہرحال بہت اچھا ہے روزوں کا مہینہ رمضان ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کا رہنما ہے اور اس میں رہنمائی اور حق و باطل کی تمیز کی روشن نشانیاں ہیں (اے افراد نسل انسانی) تم میں جو شخص اس مہینے میں اپنی جگہ ہو۔

تو اسکو چاہیے کہ روزہ رکھے اور جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو اور دونوں میں قضا روزوں کی گنتی پوری کر دے خدا تمہارے ساتھ آسانی کا سلوک کرنا چاہتا ہے اور تمہارے ساتھ سختی نہیں کرنی چاہتا (اور شمار کا حکم اس لئے دیا ہے) کہ تم روزوں کی گنتی پوری کر دو تاکہ خدا نے جو تم کو راہ (یعنی دین اسلام) پر لگایا ہے اسکی اس نعمت کی بڑائی کرو اور شکر ادا کرو۔

وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ج

(پارہ ۲- البقرۃ آیت ۱۸۶)

اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ صبح کی سفید دھاری (رات کی) کالی دھاری سے (آسمان پر مشرق کی طرف تمہیں صاف نظر آنے لگے پھر رات تک روزہ پورا کرو۔

اسی طرح روزہ بھی ذریعہ تنظیم نفس ہے۔ انسان کس خوبی کے ساتھ خواہشات نفسانی پر قابو پالینے پر قادر ہو جاتا ہے۔ بھوک لگ رہی ہے کھانے کی ہر چیز موجود لیکن نہیں کھاتا۔ پیاس لگ رہی ہے۔ پانی اور دیگر مشروبات موجود لیکن نہیں پیتا۔ غرضیکہ خواہشات نفسانی کا ہر تقاضہ اور اس کی تسکین کے لئے ہر چیز موجود لیکن پھر بھی اجتناب۔ یہ نفس کشی اس لئے کہ اگر افتاد زمانہ سے ایسا وقت پڑ جائے کہ خواہشاتِ نفسانی کے تقاضوں کو پورا نہ کر سکے تو اس کی تسلسل عمل سے تنظیم شدہ عادت نفس کشی اس کے لئے رحمت بن جائے لیکن اگر انسان اس نفس کشی سے آشنا نہیں ہے تو پھر وہ حرام طریقوں سے ان خواہشات نفسانی کی تسکین پر مجبور ہو جائے گا اور حیوانیت کی صف میں جا ملے گا اور اس طرح اپنے شرف انسانیت کو کھو بیٹھے گا۔ اس کے علاوہ انسان کو بھوک و پیاس کی تکلیف اور اذیت سے بھی روشناس کرانا مقصود ہے۔ تاکہ جب وہ کسی بھوکے اور پیاسے کو دیکھے تو اسکی اذیت کا تصور اُس میں ترحم پیدا کر دے اور یہ جذبہ رحم اگر انسان میں موجود ہو تو پھر دنیا

ہیں کوئی بھوکا و پیاسا تو کہیں نظر نہیں آسکتا۔ یہی حال دوسری اذیتوں کا ہے جن سے انسان روزہ رکھنے کی حالت میں دوچار ہوتا ہے۔ جب کسی اور کو اُن اذیتوں میں مبتلا دیکھتا ہے تو ممکن نہیں کہ اُس کا تربیت شدہ جذبۂ رحم جوش میں نہ آئے اور وہ اُس انسان کو ان اذیتوں سے چھٹکارہ دلانے کی کوشش نہ کرے۔ یہ نفس کشی کی تربیت ہر سال تیس دن تک دی جاتی ہے۔ اور تکمیل تربیت کی خوشی میں جشنِ عید اور اللہ کے فضل اور رحمت کے نزول پر اس کی شکر گزاری۔ طبی اور حفظان صحت سے متعلق فوائد بھی بے شمار ہیں جو کہ ضمنی ہیں۔

جہاد

فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ وَمَنْ يُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ اَجْرًا عَظِيمًا ۝

(پارہ ۵۔ النساء آیت ۷۳)

بس جو لوگ دنیا کی زندگی آخرت کے لئے دے ڈالنے کو تیار ہیں ان کو خدا کی راہ میں جہاد کرنا چاہیئے ہے اور جس نے خدا کی راہ میں جہاد کیا اور پھر شہید ہوا تو گویا وہ غالب آیا۔ ہم تو عنقریب ہی اسکو بڑا اجر عطا فرمائیں گے۔

فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ عَسَى اللَّهُ اَنْ يَكُفَّ بَاْسَ الَّذِينَ كَفَرُوا ؕ وَاللَّهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّ اَشَدُّ تَنْكِيلًا ۝

(پارہ ۵۔ النساء آیت ۸۳)

تم خدا کی راہ میں جہاد کرو اور تم اپنی ذات کے سوا کسی کے ذمہ دار نہیں ہو اور وہ افراد

نسل انسانی جو دین اسلام پر ایمان لے آئے ہیں ان کو بھی جہاد کرنے کی ہدایت کرو۔ عنقریب خدا منکروں کی ہیئت روک دے گا۔ خدا کی ہیبت سب سے زیادہ ہے اور اس کی سزا بہت سخت ہے۔

جذبۂ مدافعت انسان میں کچھ اس طرح ودیعت کیا گیا ہے تاکہ وہ انسان کو کشمکش حیات میں اسکو سہارا دے۔ اسی جذبہ کے ماتحت بنی نوع انسان باوجود تمام دقتوں اور مشکلات کے ثابت قدمی سے ترقی کی راہ میں قدم بڑھاتا رہتا ہے۔ اگر یہ جذبہ انسان میں نہو تو نفسانی خواہشات اُس کو حیوان و درندہ بنا دیں۔ یہی جذبہ مدافعت ہے جو بنی نوع انسان کو سرکش اور شیطانی قوتوں سے مغلوب نہیں ہونے دیتا۔ اگر یہ جذبہ نہوتا تو انسان سرکش اور شیطانی قوتوں سے مغلوب ہو کر یا تو اُن میں مدغم ہو جاتا یا فنا ہو جاتا یعنی یہ ایسا اہم فطری خاصہ ہے جو کہ انسان کو سطح انسانیت پر برقرار رکھنے میں مدد کرتا ہے۔ اِسی فطری جذبہ کو اللہ جہاد کے نام سے موسوم کرتا ہے اور اس کو انسان کی عملی زندگی میں تنظیمی شکل دے کر اعتدال کے حدود میں گھیر دیا ہے تاکہ انسان کا یہ فطری جذبہ ظلم و تعدی کی شکل نہ اختیار کرے۔ یعنی یہ جہاد صرف دفاعی ہو جارحانہ نہو۔ نفس کی سرکشی کے خلاف ہو۔ ظالم کے ظلم سے بچنے کے لئے ہو یا مظلوم کو ظلم سے بچانے کے لئے۔ پھر خواہ وہ زبان سے یعنی "امر بالمعروف نہی عن المنکر یا قلم سے ہو یا شمشیر سے ہو، غرضیکہ کسی حالت میں ہو جارحانہ نہو۔ ارشاد ہوتا ہے۔

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْآ اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

(پارہ ۶۔ المائدہ آیت ۳۴)

اے افرادِ نسلِ انسانی جو دین اسلام پر ایمان لائے۔ خدا سے ڈرتے رہو اور اُس کا

تقرب حاصل کرنے کے لئے ایک طریقہ اس کی راہ میں جہاد بھی ہے تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَا أَخَّرْتَنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ ۗ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَىٰ وَلَا تُظْلَمُونَ فَتِيلًا ○ أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ ○

(پارہ ۵۔ النساء آیت ۷۶)

(جو لوگ بودے دل کے ہیں وہ ہی یہ کہہ سکتے ہیں) کہ خدایا تو نے ہم پر جہاد کیوں واجب کر دیا ہم کو کچھ مہلت کیوں نہ دی (اے رسول اُن سے کہدو) کہ دنیا کی آسائش کا زمانہ بہت ہی قلیل ہے۔ ان فرائض کی ادائیگی اللہ کی راہ میں تمہاری سنوار دے گی جہاں کسی پر بال برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا (جہاں تک موت کا تعلق ہے اُس سے کیا ڈرنا) وہ تو جہاں بھی تم ہو گے تم کو ضرور آئے گی۔ موت کے ڈر سے خواہ تم کیسے ہی مضبوط قلعوں ہی میں نہ کیوں چھپ کر بیٹھ جاؤ۔

لیکن اس جہاد کے لئے قدرت نے حدود بھی مقرر کئے ہیں۔ کب اور کس موقعہ پر جہاد لازم ہے۔ اگر ان حدود سے تجاوز کرو گے تو ظلم و زیادتی تصور کیا جائے گا اور بجائے اس جہاد کی منفعت کے تم موجب سزا قرار پاؤ گے۔ ان حدود کی پابندی کا بہت سختی کے ساتھ حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا ۚ وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ نَصِيرًا ○

(پارہ ۵۔ النساء آیت ۷۵)

(اے مسلمانوں تم پر جہاد ایسے ہی مواقعوں پر واجب ہوتا ہے) تم کو کیا ہو گیا ہے کہ خدا کی راہ میں ان بے بس کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں کو ظالم کے پنجہ سے نہیں چھڑاتے اور ظالموں کے خلاف جہاد نہیں کرتے۔ دیکھو تو وہ بے بس کمزور مجبور انسان خدا سے دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے ہمارے پالنے والے کسی طرح اس بستی سے جس کے باشندے بڑے ظالم ہیں ہمیں نکال اور اپنی طرف سے کسی کو ہماری مدد کے لئے بھیج اور ہمارا سرپرست بنا۔

قدرت کا ارشاد ہو رہا ہے کہ یہی مواقع ہیں جس وقت دین اسلام کے ماننے والوں پر فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں ظالموں کے خلاف جہاد کریں۔ ملک گیری اور دنیاوی منفعت کے لئے جہاد نہیں ہے۔ اسکے بعد ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْھِمْ وَ اَرْجُلُھُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ط ذٰلِکَ لَھُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ○ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْھِمْ ج فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

(پارہ ۶۔ المائدہ آیت ۳۲ - ۳۴)

(جہاد تو اُن کے خلاف لازم ہے) جو رسول سے لڑتے ہیں اور احکام نہیں مانتے اور فساد پھیلانے کی غرض سے ملکوں ملکوں دوڑتے پھرتے ہیں ان کی سزا بس یہی ہے کہ یا تو مار ڈالے جائیں یا انہیں سولی دے دی جائے یا اُن کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا انہیں اپنے وطن کی سرزمین سے نکال دیا جائے۔ یہ رسوائی تو اُن کی دنیا میں ہو اور اپنے اعمال کے نتائج تو ان کو بھگتنے ہی پڑیں گے۔ لیکن جن لوگوں نے اس سے قبل تم ان پر قابو پاؤ توبہ کر لیں تو اُن کا گناہ بخشدیا جائے سمجھ لو کہ خدا بھی بڑا بخشنے والا ہے اور اس کی رحمت کا یہی مقتضے بھی ہے جس میں شک کی گنجائش نہیں ہے۔

دیکھا آپ نے کہ ظلم و فساد، جنگ و جدل کو روکنے کے لئے جہاد کو لازم کیا گیا

ہے لیکن جب فسادی توبہ کرلیں تو اُن کو بخش دینے کا حکم مل رہا ہے۔ کیونکہ ان کے توبہ کرنے کے بعد اگر ان کے خلاف جہاد کیا جائے گا تو وہ زیادتی ہو گی اور اللہ زیادتی کو ہرگز ہرگز پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ زیادتی ہی ہے جو آپس میں بغض و عناد پیدا کرتی ہے۔ لیکن جہاد جب بھی کیا جائے۔ بہت غور و فکر کے بعد کیا جائے۔ جہاد کرنے میں جلدی کو خدا نے منع کیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَتَبَیَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ج تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا زفَعِنْدَ اللّٰہِ مَغَانِمُ کَثِیْرَۃٌ ط کَذٰلِکَ کُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ فَتَبَیَّنُوْا ط اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ۝

(پارہ ۵۔ النساء آیت ۹۳)

اے دینِ اسلام پر ایمان لانے والو جب تم خدا کی راہ میں بغرضِ جہاد سفر کرو تو کسی کو قتل کرنے میں جلدی نہ کرو بلکہ اچھی طرح جانچ لیا کرو اور جو شخص تم کو پناہ لینے کے لئے سلام کرے تو تم بغیر سوچے سمجھے ہوئے نہ کہہ دیا کرو کہ یہ تم سے پناہ کا طالب نہیں بلکہ دھوکا دے رہا ہے اگر تم ایسا کرو گے تو اس سے یہ ظاہر ہو گا کہ تم یہ جہاد اللہ کی راہ میں نہیں کر رہے ہو بلکہ دنیا کے اثاثہ کی تمنا رکھتے ہو کہ اسی بہانہ اسکو قتل کر کے اسکو لوٹ لو۔ کیا یہ نہیں سمجھتے کہ اگر صرف لوگوں کے مال کے ہی حصول کے لئے جہاد کا حکم ہوتا تو اللہ کے پاس مالِ غنیمت کی کمی نہیں ہے۔ تم یہ تو سوچو کہ تم مسلمان ہونے سے پہلے مخالفین ہی جیسے تھے لیکن یہ اللہ کا فضل و کرم تھا کہ تم مسلمان ہو گئے۔ غرض خوب چھان بین کر لیا کرو کہ کس کے خلاف جہاد کرنا لازم ہے۔ دیکھو ان حدود سے تجاوز نہ کرنا خدا تمہارے ہر کام سے خبردار ہے۔

ملاحظہ کریں کہ کس قدر سختی کے ساتھ زیادتی سے منع کیا گیا ہے۔ جہاد صرف

ظالم کے خلاف ہی واجب ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ؕ إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ○

(پارہ ۲۔ البقرہ آیت ۱۸۹)

جو لوگ تم سے لڑیں تم بھی اُن سے لڑو لیکن زیادتی ہرگز نہ کرنا کیونکہ خدا زیادتی کرنے والوں کو ہرگز دوست نہیں رکھتا۔

یہاں پھر بڑی سختی کے ساتھ ارشاد قدرت ہے کہ دیکھو جارحانہ لڑائی مسلمان کا شیوہ نہیں بلکہ جب ہی لڑو جب کوئی تم سے لڑنے کے لئے آئے اور یہ یوں ضروری ہے کہ دفاع ہر حالت میں لازم ہے۔ انسانی جان کی بڑی اہمیت ہے۔ اُس کا تحفظ تو ہر حال میں اور ہر طریق پہ لازم ہے لیکن جب لڑو تو زیادتی نہ کرنا۔ اس لئے کہ زیادتی عدالت کے خلاف ہے۔ اور یہ حد سے تجاوز کرنا کبھی اللہ کو گوارہ نہیں ہے۔ کیونکہ یہ زیادتی ہی ہے جو باہمی دشمنی کا باعث بن جاتی ہے۔

اس بات کا خیال رہے کہ یہ جہاد صرف ظالم کے خلاف واجب ہے۔ کمزور اور بے ضرر انسانوں کو اس کا ہدف نہ بنایا جائے۔ کیونکہ یہ ظلم ہو گا۔ اور ظلم ہی کے خلاف تو یہ جہاد واجب ہی کیا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

إِلَّا الَّذِينَ يَصِلُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ أَوْ جَاءُوكُمْ حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ أَنْ يُقَاتِلُوكُمْ أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقَاتَلُوكُمْ ۚ فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا ○

(پارہ ۵۔ النساء آیت ۸۹ - ۹۰)

جو لوگ فسادی تھے لیکن کسی ایسی قوم سے جا ملے ہوں جن سے تم صلح کا عہد و پیمان کر چکے ہو۔ یا وہ لوگ جو اپنی قوم سے لڑنے بھڑنے کی عادت سے دل تنگ ہو کر تمہارے پاس حفاظت کے لئے آگئے ہوں تو تم انہیں آزار نہ پہنچاؤ۔ اس لئے کہ وہ اب لڑنے کے قابل نہیں ہیں اگر ان میں قوت ہوتی تو تم سے لڑتے۔ کیونکہ اب انہوں نے تم سے کنارہ کشی کر لی اور تم سے نہیں لڑتے یا وہ لوگ جو صلح کا پیغام بھیجیں۔ تو تمہارا فرض ہے کہ ان لوگوں کو آزار نہ پہنچاؤ۔ ان کو آزار پہنچانے کی کوئی سبیل اللہ نے تمہارے لئے فراہم نہیں کی ہے۔

آپ نے ملاحظہ کیا کہ دین اسلام کس قدر امن پسند ہے۔ کسی قسم کی جارحانہ جنگ کو ہرگز ہرگز پسند نہیں کرتا۔ یہ ہیں وہ حدودِ جہاد جو کہ بنی نوع انسان کے لئے دینِ اسلام نے مقرر کئے ہیں۔ ان میں کس قدر امن و سلامتی کے پہلو مضمر ہیں وہ صاحبان عقل و دانش ہی خوب سمجھتے ہیں۔

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝

(پارہ ۱۷۔ الحج آیت ۳۸۔ ۴۰)

جن لوگوں کو ظالموں نے ستایا ان کو جہاد کی اجازت دی گئی (تاکہ وہ اپنی مدافعت کر سکیں) اللہ ہمیشہ مظلوموں کی مدد کرتا ہے۔ ان بے چاروں پر صرف اس بات پر ظلم کیا گیا کہ وہ یہ کہتے تھے کہ ہمارا پروردگار خدا ہے۔ اور ان کو ان کے گھروں سے نکال دیا گیا تھا۔ اگر خدا ظالموں سے مظلوموں کو نہ بچاتا رہتا تو گرجے اور یہودیوں کے عبادت خانے اور مجوس کے عبادت خانے اور مسجدیں جن میں کثرت سے خدا کا نام لیا جاتا ہے۔ کب کے ڈھا دیئے

جاتے اور جو شخص اس سلسلے میں خدا کی مدد کرے گا خدا بھی البتہ اسکی ضرور مدد کرے گا بیشک خدا زبردست و غالب ہے۔

لیکن جس نے بھی خدا کی راہ میں مقرر کردہ حدود میں رہ کر جہاد کیا اور وہ اس جہاد میں کام آیا تو پھر خدا اس کے مراتب کو بلند کر دیتا ہے۔ گو کہ اس کی حیات اس دنیا کی نظر میں ختم ہو گئی لیکن اللہ اُس کو حیات جاودانی عطا کر دیتا ہے۔ ارشاد قدرت ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○

(پارہ ۲۔ البقرہ آیت ۱۵۳)

اور جو لوگ راہِ خدا میں مارے گئے انہیں کبھی مردہ نہ کہنا وہ زندہ ہیں مگر تم اُن کی زندگی کی حقیقت کا کچھ بھی شعور نہیں رکھتے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ○ (پارہ ۴۔ آلِ عمران آیت ۱۶۸)

جو لوگ راہِ خدا میں شہید کئے گئے انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھنا بلکہ وہ تو زندہ ہیں اور موجود ہیں اور اپنے پروردگار کے ہاں سے وہ روزی پاتے ہیں۔

جنہوں نے اپنی زندگی کو اس طرح خدا کی راہ میں بنی نوع انسان کی بلندی اور فلاح و بہبود کی خاطر قربان کیا وہ زندۂ جاوید ہو گیا۔ اس کا ذکر قیامت تک قائم کر کے بنی نوع انسان کے قلوب میں ان کا نام بھی اسی طرح زندہ رکھنا چاہتا ہے کہ جس طرح خود اُس کا نام لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہے تا کہ ان کے ذکر سے بنی نوع انسان کے قلوب میں جذبۂ ایثار پرورش پاتا رہے اور جب ایثار کی ضرورت ہو تو بلا کسی دریغ و تردد کے وہ اپنی قربانیاں پیش کر سکیں۔

نورِ ہدایت قرآن حکیم

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ یہ ہیں مکمل اور کامل اثر ونفوذ رکھنے والے قوانین و نصاب جو حسب اقتضاء زمانہ انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں روز ازل سے مشعل ہدایت ہیں اور قیامت تک اسی طرح مشعلِ راہ رہیں گے۔

آیئے اب ذرا اُس نورِ ہدایت جو اِن قوانین کا مخزن ہے اور جو معارف کا خزانہ اور حقائق کا گنجینہ ہے اس کے مقصد تنزیل اور اُس کی امتیازی خصوصیات پر غور کریں تاکہ اس نور ہدایت کی اہمیت اور عظمت کا تصور حقیقی حاصل ہوسکے۔

اس سے قبل کہ میں قرآن کی اپنی زبانی شان نزول کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں۔ میں اس ضمن میں ارشادات گرامی باب علم لدنی اور وارثِ قرآن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھی ضبط تحریر کر رہا ہوں۔ تاکہ اُن کی روشنی میں جب آپ آیات قرآنی کا مطالعہ کریں گے تو مجھے یقین ہے کہ آپ کا لطف دوبالا ہو جائیگا۔

باب علم لدنی اور وارثِ قرآن حکیم ارشاد فرماتے ہیں۔

"خدا کی کتاب تمہارے درمیان موجود ہے۔ یہ وہ بات کرنے والا ہے جس کی زبان تھکنے والی نہیں اور وہ عمارت ہے کہ جس کے ستون گرنے والے نہیں۔ اور وہ سرمایۂ عزت ہے جس کے حمایتی شکست کھانے والے نہیں ہیں۔"

"یقین جانو یہ قرآن وہ ناصح ہے جو دھوکا نہیں دیتا اور وہ رہنما ہے جو کبھی گمراہ نہیں کرتا اور وہ بات کرنے والا ہے جو کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ جو کوئی

بھی اُس قرآن کا ہمدم بنا اس میں زیادتی پیدا ہوئی یا کمی۔ زیادتی ہدایت میں اور کمی ضلالت میں۔ اور یقین جانو کہ قرآن کے ساتھ کسی کو احتیاج نہیں رہ سکتی اور قرآن کے بغیر استغنا ناممکن ہے۔ اس کو تم اپنے امراض کے لئے شفا اور اپنی مصیبت کے وقت مددگار پاؤ گے۔ اس میں سب سے بڑے مرض کی شفا موجود ہے جس کا نام ہے کفر اور نفاق، کور باطنی اور گمراہی۔ خدا سے قرآن کے ذریعہ سوال کرو۔ اس کی محبت کے ساتھ اُس کی بارگاہ کی طرف رُخ کرو۔ لیکن اُس قرآن کو مخلوق کے پاس رشوت ستانی کا ذریعہ نہ بناؤ۔ بے شک خدا کی بارگاہ میں اُس سے بڑھ کر کوئی وسیلہ نہیں۔ یقین جانو یہ قرآن شفاعت کرنے والا ہے۔ اور اُس کی شفاعت ضرور قبول کی جائے گی۔ جس کی سفارش قرآن کر دے گا اس کی سفارش منظور ہو گی۔ اور جس کی شکایت قرآن کر دے گا اسکی شکایت مسموع ہو گی۔ روزِ قیامت آواز دی جائے گی کہ ہر انسان اپنی کاشت کے حساب میں مبتلا ہو گا سوائے اس شخص کے جس نے کشتِ قرآن کو سیراب کیا ہو پھر کیوں نہ تم سب لوگ کشت قرآن کے کاندے اور اتباع ہو جاؤ۔ اور اُس قرآن کو اپنے رب کی جانب اپنا رہنما قرار دو اور اپنے نفسوں کے خلاف اُس کی نصیحتوں کو قبول کرو۔ اور اس کے مطالب میں خود اپنے ذاتی خیالات پر بے اعتمادی کرو۔ اور اپنے خواہشات نفس کو خود فریبی سمجھو۔"

"قرآن کی تعلیم حاصل کرو اس لئے کہ وہ بہترین کلام ہے۔ اور اس کے احکام سمجھنے کی کوشش کرو اس لئے کہ وہ کشت دل کے لئے بہار ہے اور اس کی روشنی سے اپنی بیماریوں کو دور کرو۔ اس لئے کہ وہ سینوں کے لئے شفا ہے۔ اِس کی تلاوت کرو کیونکہ وہ بہترین واقعات کا تذکرہ ہے۔"

اب آیات قرآنی پر بھی نظر ڈالیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۪ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ؕ سَنَجْزِى الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ۝

(پارہ ۸ الانعام آیت ۱۵۵ تا ۱۵۷)

(اے بنی نوع انسان) اور یہ کتاب (قرآن) جس کو ہم نے (اب) نازل کیا ہے۔ برکت والی (کتاب) ہے۔ تم لوگ اس کی پیروی کرو۔ اور اپنے اعمال بد کے نتائج سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے (اور یہ کتاب اس لئے نازل کی تم کہیں) یہ نہ کہنے لگو کہ پہلے جو کتابیں نازل کی گئیں وہ تو صرف دو ہی گروہوں (یہود و نصاریٰ کی ہدایت ہی کے لئے) نازل کی گئی تھیں (لہٰذا) ہم اُن سے بے خبر رہے۔ پھر یہ کہنے لگو کہ اگر (ہماری ہدایت کے لئے کوئی) کتاب نازل ہوتی تو ہم اُن لوگوں سے بڑھ کر راہ راست پر ہوتے تو (دیکھو) اب تو یقیناً تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہاری ہدایت کے لئے ایک روشن دلیل (قرآن حکیم) بطور رحمت آگئی ہے۔ اب اگر جو بھی خدا کی ان آیات (ہدایت) کو جھٹلائے اور اس ہدایت سے منہ موڑے تو پھر اسکے بدلہ میں عنقریب وہ بڑے عذاب کے مستحق ہوں گے۔

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ۬ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ اللّٰهِ الَّذِىْ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۝ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَ

يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

(پارہ ۱۳۔ ابراہیم آیت ۱ تا ۳)

الٓرٰ (اے رسول یہ قرآن وہ) کتاب ہے جس کو ہم نے تمہارے پاس اس لئے نازل کیا ہے تا کہ تم بنی نوع انسان کو ان کے پروردگار کے حکم سے کفر کی تاریکی سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لے آؤ۔ یہ راہ جس پر بنی نوع انسان کو چلنے کی ہدایت ہے یہ اس کی بتائی ہوئی راہ ہے جو سب پر غالب اور سزاوار حمد ہے۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کچھ اُسی خدا کا ہے۔ اس حقیقت سے انکار کرنے والے اپنے اس انکار کی مکافات سے بچ نہیں سکیں گے۔ اس کا نتیجہ افسوسناک ہے۔ منکر راہ ہدایت دنیا کی چند روزہ زندگی کو آخرت کی زندگی جو ابدی ہے اُس پر ترجیح دیتے ہیں اور دوسروں کو بھی خدا کی راہ پر چلنے سے روکتے ہیں۔ اور اس صراط مستقیم میں کجی پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ لوگ انتہائی گمراہی میں مبتلا ہیں۔ ہم نے جب کبھی کوئی پیغمبر بھیجا تو اسکو اُسی قوم کی زبان میں باتیں کرتا ہوا تاکہ وہ ہمارے احکام اچھی طرح اُن پر واضح کر دے۔ اگر کوئی اُسکے احکام کی پابندی کرتا ہے تو فلاح پاتا ہے۔ لیکن اگر وہ احکام کی پابندی سے انکار کرتا ہے تو پھر خدا بھی اسکو اس کی حالت گمراہی پر چھوڑ دیتا ہے۔ وہ خدا سب پر غالب اور حکمت والا ہے۔

حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۝

(پارہ ۲۴ حم السجدہ آیت ۱ تا ۵)

حٰمٓ یہ کتاب رحمان اور رحیم خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ یہ کتاب قرآن عربی زبان میں ہے جس کی آیتیں صاحبانِ عقل کے لئے تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔ یہ نیک کام کرنے والوں کو مکافات عمل کی خوش خبری دیتی ہے اور جو بدکار ہیں ان کو ان کے اعمال کے نتائج سے ڈراتی ہے اسکے باوجود بھی اکثروں نے جو گمراہ ہیں اس سے منہ پھیر لیا اور وہ سنتے ہی نہیں کہ اس کی تعلیم کیا ہے اور کہتے ہیں کہ جن نیک اعمال کی طرف تم بلاتے ہو وہ بات ہمارے دل کو نہیں لگتی تو ہم اسپر عمل کیسے کریں اور نہ اس کا ذکر ہی ہمارے کانوں کو بھلا لگتا ہے اس لئے ہم سنتے ہی نہیں۔ اس لئے ہمارے اور دین اسلام پر ایمان لانے والوں میں کوئی نقطۂ اتحاد نہیں تم اپنے ایمان کے مطابق کام کرو ہم اپنے ایمان کے مطابق عمل کریں گے۔

يَآيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝

(پارہ ۱۱ یونس آیت ۵۶-۵۸)

اے افرادِ نسلِ انسانی یقیناً (یہ قرآن) تمہارے پروردگار کی طرف سے موعظت ہے جو تمہارے لئے آگئی ہے اور ان تمام بیماریوں کے لئے جو انسان کے دل کی بیماریاں ہیں اور یہ بیماریاں اسکو دین القیم سے منحرف کر دیتی ہیں نسخۂ شفا ہے اور رہنمائی اور رحمت ہے ایمان رکھنے والوں سے کہہ دو کہ جو کچھ ہے اللہ کے فضل و رحمت سے ہے بس چاہئے کہ اپنی فیضیابی پر خوش ہوں یہ تعلیم اسلام اُن تمام چیزوں سے بہتر ہے جنہیں تم زندگی کی کامرانیوں کے لئے فراہم کرتے ہو۔

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

(پارہ ۱۳- ابراہیم آیت ۵۲)

یہ قرآن لوگوں کے لئے ایک قسم کی اطلاع ہے تاکہ وہ اپنی گمراہیوں کے ہیبت ناک

نتائج سے آگاہ ہوجائیں۔ اور یہ بات بھی جان لیں کہ بس وہی ایک معبود ہے اس قرآن سے صاحبانِ عقل نصیحت حاصل کرتے ہیں اور گمراہیوں کے نتائج سے عبرت حاصل کرتے ہیں۔

وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۝ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۝

(پارہ ۲۴ حم السجدہ[۴۱]۔ آیت ۴۱)

اور یہ قرآن تو یقیناً ایک عالی مرتبہ کتاب ہے کہ جھوٹ نہ تو اس کے پاس آگے ہی پھٹک سکتا ہے اور نہ اسکے پیچھے سے اور (یہ کتاب) خوبیوں والے دانا (خدا) کی بارگاہ سے نازل ہوئی ہے۔

وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ع

(پارہ ۲۹۔ الحاقتہ[۶۹] آیت ۵۲)

یہ قرآن تو سارے جہاں کی نصیحت ہے۔

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۝

(پارہ ۱۱۔ یونس[۱۰] آیت ۱)

الرٰ۔ یہ آیتیں اس کتاب کی ہیں جو سرتاپا حکمت سے مملو ہے۔ کیا لوگوں کو اس بات پر تعجب ہے کہ ہم نے اُن ہی لوگوں میں سے ایک انسان کے پاس وحی نازل کی تاکہ اُن انسانوں کو جو دینِ اسلام پر نہیں ہیں ان کو انحراف کے نتائج سے ڈرایئے اور جو دینِ اسلام پر ایمان لے آئے انکو خوشخبری دے کہ ان کے لئے پروردگار کی بارگاہ میں بلند درجہ ہیں۔

الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝

(پارہ ۱۱ ہود[۱۱]۔ آیت ۱)

آلرا۔ یہ قرآن وہ کتاب ہے جس کی آیتیں ایک واقف کار حکیم خدا کی طرف سے دلائل سے خوب مستحکم کردی گئیں اور پھر تفصیل وار بیان کر دی گئیں ہیں۔

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّ يَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝

(پارہ ۲۳ ۔ یٰسین آیت ۶۸)

اور ہم نے نہ اُس (پیغمبر) کو نہ شعر کی تعلیم دی اور نہ شاعری اس کی شان کے لائق ہے یہ کتاب تو بس نری نصیحت ہے اور صاف صاف قرآن ہے تاکہ جو زندہ (عاقل) ہو اُسے اعمالِ بد کے نتائج سے ڈرائے اور کافروں کو اعمالِ بد کے نتائج کی حقیقت معلوم ہو جائے اور حجت باقی نہ رہے۔

اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝ وَّ مَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝

(پارہ ۳۰ الاعلیٰ آیت ۱۳ تا ۱۴)

بے شک یہ قرآن قول فیصل ہے۔ اور لغو نہیں ہے۔

قرآن مجید کی ان خصوصیات کے علاوہ جو صدر میں پیش کی گئیں ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ قرآنِ حکیم حکیمانہ مصلحت سے دو قسم کی آیات پر مشتمل ہے۔ بعض آیات تو ایسی ہیں جن کے معانی اور مطالب واضح ہیں۔ اور ان کی تفسیر و تاویلات میں دوسرے پہلو نکالنا ممکن نہیں۔ قرآن ان آیات کو محکم تصور کرتا ہے۔ لیکن کچھ آیات ایسی ہیں کہ جن کے معانی اور مطالب میں مختلف پہلو نکل سکتے ہیں جن کو قرآن متشابہ آیات کہتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ

(پارہ ۳۔ آل عمران آیت ۷)

(اے رسول) وہی وہ خدا ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی اُس میں بعض آیات تو محکم ہیں اور وہی بنیاد کتاب ہیں۔ اور کچھ آیات متشابہ ہیں (جن کے معانی و مطالب میں مختلف پہلو نکالے جاسکتے ہیں۔

یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ اگر ہدایت کے بعض گوشوں سے ایسے معانی و مطالب نکلنے کا خدشہ ہو جو مفہوم ہدایت کے منافی ہوں اور ایسی متشابہ آیات کے معانی و مطالب بتائے بغیر ان کو ہدایت پانے والوں کی فہم و فراست پر چھوڑ دیا جائے تو نہ صرف یہ کہ نزول ہدایت عبث و رائیگاں ہو جائے بلکہ اسکے برخلاف جن کی ہدایت مطلوب ہے ان کے لئے مزید گمراہی کے اسباب پیدا کر دیئے جائیں۔ اس حقیقت کو قرآنِ مجید کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَہَ مِنْہُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَۃِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِہٖ ج

(پارہ ۳۔ آل عمران آیت ۷)

"پس جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے (یعنی وہ خدا کے بتائے ہوئے معانی اور مفہوم کو نظر انداز کر کے صرف اپنی فہم و فراست پر بھروسہ کرتے ہوئے) ان متشابہ آیات (کی تفسیر و تاویلات) کے پیچھے پڑے رہتے ہیں وہ فساد برپا کرتے ہیں (یعنی خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں)"

اس آیت جس کا دوسرا جزء ذیل میں دیا گیا ہے میں یہ بھی بتایا جا رہا ہے کہ ان متشابہ آیات کا نزول عبث نہیں ہے۔ یہ بھی ہدایت انسانی کے لئے اُسی طرح ضروری ہیں جیسی کہ محکم آیات ہیں اور ان متشابہ آیات کے معانی اور مطالب وہ حکیم مطلق تو جانتا ہی ہے لیکن اُس نے اُس کے معانی اور مطالب رسول اور راسخین فی العلم کو تعلیم کر دیئے ہیں تاکہ اُن کے ذریعہ بنی نوع انسان کو اُن رموز

سے جو ان آیات میں پنہاں ہیں متعارف کرایا جا سکے۔ ارشاد قدرت ہے۔

وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

(پارہ ۳۔ آل عمران آیت ۷)

"حقیقت یہ ہے کہ ان آیات کا مفہوم و مطلب صرف اللہ جانتا ہے اور وہ لوگ جانتے ہیں جو کہ راسخین فی العلم ہیں۔ اور ان کے علاوہ کوئی دوسرا ان کے معانی و مطالب سے واقف نہیں ہے اور یہ بات صاحبان علم پر خوب روشن ہے۔"

اس کے بعد یہ حقیقت بھی واضح کی جا رہی ہے کہ اگر بنی نوع انسان اللہ کے بتائے ہوئے معانی اور مفہوم کو نظر انداز کر کے ان آیات کے معانی اور مفہوم اپنی فہم و فراست اور اُس علم کی روشنی میں کرینگے جو کہ انہوں نے رسول اور راسخین فی العلم سے حاصل نہیں کیا ہے تو پھر وہ اس قرآن مجید کے مطالعہ سے ہدایت حاصل نہیں کر سکتے۔ بلکہ مزید گمراہی میں مبتلا ہو جائینگے۔ لیکن جو قرآن کا مطالعہ اللہ کے بتائے ہوئے معانی و مفہوم کی روشنی میں کرینگے وہ یقیناً ہدایت پائینگے۔

ارشاد ہوتا ہے۔

یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا ۙ وَّیَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًا ؕ

(پارہ ۱ البقرہ آیت ۲۶)

(قرآن کا مطالعہ) بہت سوں کو (یعنی ان کو جو اللہ کے بتائے ہوئے معانی و مطالب کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور اپنی فہم و فراست کی روشنی میں اس کا مطالعہ کرتے ہیں) اُن کے لئے یہ قرآن باعث ہدایت نہیں ہوتا اور وہ گمراہی ہی میں رہتے ہیں اور بہت سوں کو (یعنی ان کی جو اس کا مطالعہ اللہ کے بتائے ہوئے مفہوم و مطالب کی روشنی میں کرتے ہیں) وہ یقیناً ہدایت حاصل کرتے ہیں (کیونکہ یہ قرآن مجید آیا ہی ہدایت کے لئے ہے)"

بہ این وجوہ اُس رب العالمین نے تکمیل ہدایت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس نور ہدایت کی تعلیم بھی خود ہی فرمائی اور حقیقت یہ ہے کہ اُس کی رحمت کا مقتضٰے بھی یہی تھا۔ اور وہ اس لئے کہ ہدایت کا معمولی سے معمولی گوشہ بھی تشنہ نہ رہ جائے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اَلرَّحۡمٰنُ ۙ﴿﴾ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ ؕ﴿﴾

(پارہ ۲۷۔ الرحمٰن آیت ۱)

اللہ بڑا مہربان ہے اور اسی نے قرآن کی تعلیم فرمائی ہے

اس حقیقت کے اظہار سے یہ بھی واضح کرنا مقصود ہے کہ اس قرآن مجید کی تعلیم وہ رحمان اور رحیم خود اپنے رسول اور راسخون فی العلم کو کر رہا ہے جو کہ اِس قرآنِ مجید کا خالق ہے۔ بہ این وجوہ ان مقرر شدہ معلمین قرآن میں کا ہر ایک معلم وہی معانی اور مفہوم تعلیم کرے گا جو کہ منشاء خداوندی ہے۔ لہٰذا ان متشابہ آیات کی موجودگی میں بھی اس قرآن کے معانی اور مطالب میں کہیں اختلاف نہیں ہے۔ ہاں اگر یہ قرآن کسی اور کی جانب سے نازل ہوتا اور اس کی تعلیم خدا کے علاوہ کسی اور نے دی ہوتی تو تم اس قرآنِ مجید کے معانی اور مطالب میں بہت اختلاف پاتے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوۡنَ الۡقُرۡاٰنَ ؕ وَ لَوۡ کَانَ مِنۡ عِنۡدِ غَیۡرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوۡا فِیۡہِ اخۡتِلَافًا کَثِیۡرًا ﴿﴾

(پارہ ۵۔ النساء آیت ۸۲)

کیا (یہ بنی آدم) قرآن میں غور نہیں کرتے اور (یہ نہیں خیال کرتے کہ) اگر یہ قرآن کسی اور کی طرف سے نازل ہوتا تو ضرور اس میں بڑا اختلاف پاتے (اختلاف نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اسکو نازل کرنے والا حکیم مطلق ہی ہے اور اسکے معانی و مطالب اس نے

خود ہی تعلیم کئے ہیں۔

یہاں تاکیداً یہ بتانا بھی مقصود ہے کہ اگر اس قرآنِ مجید کے مطالب و معانی میں اختلاف پاؤ تو یہ سمجھ لو کہ وہ معانی و مطالب ہرگز ہرگز مطابق منشار الٰہی نہیں ہیں۔ اے بنی نوع انسان تمہاری یہ احتیاط تم کو گمراہ نہیں ہونے دے گی۔ ایسی صورت میں صرف ان کی طرف متوجہ ہونا جو راسخون فی العلم ہیں کیونکہ ان کو ہی قرآن کا علم عطا کیا گیا ہے۔ معلم اول حضرت ختمی مرتبت کے متعلق ارشاد ہو رہا ہے:۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ ۚ قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ ۝ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝

(پارہ ۶ المائدۃ آیت ۱۴ تا ۱۶)

اے اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) تمہارے پاس ہمارا رسول (محمدؐ) آچکا جو کتاب کی اُن باتوں کو جنہیں تم چھپایا کرتے تھے (یعنی انجیل و توریت کے حقائق) اُن میں سے اکثریت کو وہ صاف صاف بیان کر دے گا اور بہتیری (لغو باتوں کو جو تم کتاب سے منسوب کرتے تھے) انکو درگزر کر دے گا۔ (ان حقائق کی وضاحت وہ اُس کتاب سے کرتا ہے جو تمہاری ہدایت کے لئے نورِ ہدایت کی شکل میں نازل کی جاچکی ہے۔ جو لوگ خدا کی خوشنودی کے پابند ہیں اُن کو تو اسکے ذریعہ راہ نجات کی ہدایت کرتا ہے اور (کفر کی) تاریکی سے نکال کر (ایمان کی) روشنی میں لاتا ہے اور انہیں صراطِ مستقیم پر گامزن کر دیتا ہے۔

اسکے بعد ارشاد ہوتا ہے:۔

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا

وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ○

(پارہ ۲۔ البقرۃ ۲ آیت ۱۵۱)

(اے بنی آدم) جیسے ہم نے تم میں ہی کا ایک رسول بھیجا۔ جو کہ تم کو ہماری آیتیں پڑھ کر سُنائے اور تمہارے نفس کو پاکیزہ کرے اور تمہیں کتاب (قرآن) اور عقل کی باتیں تعلیم کرے اور تم کو وہ باتیں بتائے جن کی تمہیں (پہلے سے) خبر (بھی) نہ تھی۔

یہ بھی بتایا جاچکا ہے کہ رسول کے علاوہ ان آیاتِ قرآنی کا علم اُن کو بھی ہے جن کو اللہ نے علم عطا کیا ہے ۔ اور ان کے لئے یہ آیاتِ قرآنی واضح اور روشن ہیں یعنی یہ راسخون فی العلم ان آیاتِ قرآنی کے وہی معانی اور مطلب جانتے ہیں جو ان کو خدا نے تعلیم کئے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے :-

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ○

(پارہ ۲۳ صٓ ۳۸ آیت ۸۷ - ۸۸)

(اے بنی نوع انسان) یہ قرآن تو بس سارے جہاں کی نصیحت ہے اور کچھ دنوں بعد اسکی حقیقت تم کو معلوم ہو جائے گی۔

بنی نوع انسان سے خطاب ہے کہ یہ قرآن مجید تو نصیحت ہی نصیحت ہے۔ ابھی تم اسکی حقیقت سے واقف نہیں ہو سکتے کیونکہ تمہاری فہم و فراست اور تمہارا علم اُن حقائق کو احاطہ نہیں کر سکتا جو اس میں پنہاں ہیں لیکن جب تم کو اسکے معانی و مطالب معلمین قرآن کے ذریعہ بتائے جائینگے تو پھر تم اسکی حقیقت کو سمجھ سکو گے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○ اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ج لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج وَ

اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ○

(پارہ ۷ الانعام آیت ۱۰۶)

(اے رسول) ہم اپنی آیتیں یوں الٹ پھیر کر بیان کرتے ہیں تاکہ حجت تمام ہو اور تاکہ یہ لوگ زبانی بھی اقرار کرلیں کہ تم نے قرآن مجید ان کو تعلیم کر دیا۔ تاکہ جو لوگ اس قرآن کو سمجھنا چاہتے ہیں ان کے لئے قرآن خوب واضح کر کے بیان کر دیں جو کچھ کہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے وحی کی جائے بس اسی پر چلو (یعنی قرآن کے معانی اور مطالب بس وہی ہیں جن کو وحی کے ذریعہ نبی کو بتایا اور اُسنے وہی معانی مطالب تم کو بتائے) اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں اور مشرکوں سے کنارہ کش رہو۔"

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ○

(پارہ ۱۴۔ النحل آیت ۴۴)

(اے رسول) اور تم پر قرآن نازل کیا۔ اسکو صاف صاف لوگوں کو تعلیم کر دو۔ تاکہ یہ لوگ کچھ غور و فکر کر سکیں۔ (یعنی تمہاری تعلیم کے بغیر وہ حقائق قرآن کو نہ سمجھ سکیں گے تو پھر غور و فکر کیونکر کرینگے)

یہاں یہ واضح کیا جارہا ہے کہ اے بنی نوع انسان قرآن حکیم کو اسی علم کی روشنی میں سمجھو اور اُس میں غور و فکر کرو جو کہ تم کو رسول اور راسخین فی العلم کے ذریعہ ہے تاکہ تم گمراہی سے بچ جاؤ۔

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ○ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ○

(پارہ ۱۵۔ بنی اسرائیل آیت ۱۰۶)

"ہم نے اس قرآن کو بالکل ٹھیک نازل کیا اور بالکل ٹھیک نازل ہوا اور تم کو (محمدؐ) ہم نے نیک اعمال کے نتائج کی خوشخبری دینے والا اور بد اعمال کے نتائج سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور قرآن کو ہم نے تھوڑا تھوڑا کر کے اس لئے نازل کیا ہے کہ تم لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھ دیا کرو۔ اسکے رفتہ رفتہ نازل کرنے کا یہی سبب ہے۔

انسانی عقلیں اس کلام معجز بیان کو اسی طرح سمجھ سکتی ہیں کہ اگر ان کو یہ کلام ٹھہر ٹھہر کر سمجھایا اور پڑھایا جائے۔ اسی لئے تو خدا نے اپنے رسول کو ہدایت کی کہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھو اور اسکے پڑھنے کے لئے ہدایات بھی رفتہ رفتہ نازل کیں ورنہ قرآن تو شبِ قدر ہی میں قلبِ رسول پر نازل کر دیا گیا تھا۔

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ اے بنی نوع انسان اس قرآن کے آسمانی اور کلام خدا ہونے کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوگی کہ یہ قرآن تم کو وہ شخص تعلیم کر رہا ہے جس نے تمہارے علم اور یقین کے مطابق اِس دنیا میں اکتسابِ علم کیا ہی نہیں لیکن پھر بھی وہ ایسے کلام معجز بیان کے پڑھانے اور سکھانے پر قادر ہے۔ اب تو سمجھ لو کہ اس قرآن کے رموز جو حکمت سے مملو ہیں ان کو وہ ہی سمجھ سکتے ہیں جن کو علم خدا کی بارگاہ سے عطا کیا گیا ہو اس ہی نے محمدؐ کو تعلیم دے کر اِس قرآن عظیم کی تعلیم اور رشد و ہدایت کے لئے اپنا رسول بنا کر مبعوث کیا ہے۔ اور یہ تمہاری عقلوں نے صحیح فیصلہ کیا ہے کہ یہ کلام کسی بالاتر قوت کا ہی ہے اس لئے کہ انسانی عقلیں اور دنیا والوں سے حاصل کیا ہوا علم اس قابل نہیں کہ وہ ایسے کلام پر قدرت رکھیں۔ یہ انسان کے عجز کا اقرار ہی تھا کہ باوجودیکہ قدرت پکار پکار کر بنی نوع انسان کو فرداً فرداً اور اجتماعی طور پر اس بات کی دعوت دے رہی تھی اور اب بھی دے رہی ہے کہ صرف ایک آیت ہی کا مثل بنا لاؤ۔ لیکن بنی نوع انسانی اسوقت بھی عاجز رہی اور قیامت تک عاجز رہے گی اور ایک آیت کا بھی مثل نہ بنا

سکے گی۔ اس کے بعد قدرت کا ارشاد ہے کہ دیکھو اگر کہیں رسول آخر الزماں نے دنیا میں اکتساب علم کیا ہوتا تو بنی نوع انسان کو اس قرآن کے منجانب اللہ ہونے میں شک ہی رہتا۔ بلکہ وہ اس کو حضرت ختمی مرتبت کا ایک اعجاز تصور کرتے۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ۝

(پارہ ۲۰۔ العنکبوت[۲۹] آیت ۴۸ تا ۴۹)

(اے رسول) قرآن سے پہلے نہ تو تم کوئی کتاب ہی پڑھتے تھے نہ اپنے ہاتھ سے تم کچھ لکھا کرتے تھے اگر ایسا ہوتا تو یہ جھوٹے (اس کتاب نور ہدایت کے خدا کی جانب سے نازل ہونے پر) شک کرتے اور صرف وہ لوگ شک نہ کرتے جن کو علم (خدا کی طرف سے) عطا کیا گیا ہے اُنکے دل میں یہ قرآن (کل کا کل) واضح اور روشن آیات ہیں (یعنی اس قرآن کے مطالب و معانی کو ویسا ہی سمجھتے ہیں جو کہ منشاء قدرت ہے) قرآن کے ان حقائق سے سرکش انسان ہی انکار کرتے ہیں۔

وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝

(پارہ ۲۲۔ السبا[۳۴]۔ آیت ۶)

(اے رسول) جن لوگوں کو (بارگاہ خداوندی سے) علم عطا کیا گیا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ یہ قرآن تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پہ نازل کیا گیا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے اور حمد و ثنا غالب خدا کی مقرر کردہ صراط مستقیم کی راہ پہ بنی نوع انسان کو گامزن کر یہ سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ ان حقائق کو اور اُن مطالب کو جو منکشف

کے مطابق ہیں اور لفظی معانی میں پوشیدہ ہیں صرف وہ ہی پا سکتے ہیں جنکو خدا نے مطہر کر دیا ہو یعنی پاک و پاکیزہ کر کے معصوم من الخطا بنا دیا ہو۔ اور یہ پاکیزگی کی شرط اس لئے لازم قرار دی گئی تاکہ قرآن کے معانی اور مطالب میں تحریف کا امکان نہ رہے۔ اگر قرآن کے معانی اور تفسیر کرنے وقت اور متشابہ آیات کا مفہوم سمجھتے وقت نفسانی خواہشات نے غلبہ کر لیا تو پھر تحریف کے دروازے کھل جائینگے۔ لہٰذا قدرت نے یہ کام صرف اُن ہی کو سپرد کیا جن کو اُس رب العزت نے معصوم عن الخطا بنا دیا۔ تاکہ معانی اور مطالب قرآنی جب انکے ذریعہ بنی نوع انسان تک پہنچیں تو وہ بلا تردد انکو صحیح اور مطابق منشاء قدرت سمجھ کر ان سے مستفیض ہوں۔ دیکھئے ارشادِ قدرت ہے :

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ۝ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ۝ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۝ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۝ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ۝ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ۝

(پارہ ۲۷ ۔ الواقعۃ آیت ۷۵ تا ۸۲)

تو میں تاروں کے منازل کی قسم کھاتا ہوں اگر تم سمجھو تو یہ بڑی قسم ہے کہ بیشک یہ بڑے رتبہ کا قرآن ہے جو کتاب (لوح) محفوظ میں (لکھا ہوا) ہے اس (کے مطالب و حقائق) کو بس وہی پا سکتے ہیں جو مطہر ہیں۔ سارے جہاں کے پروردگار کی طرف سے (محمدؐ) پر نازل ہوا ہے۔ کیا تم اس حقیقت سے انکار کرتے ہو اور تم نے اپنی روزی یہی قرار دے لی ہے کہ تم اس حقیقت کو جھٹلاتے رہو۔

یعنی کس قدر تاکید سے قدرت یہ واضح کر دینا چاہتی ہے کہ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ اس قرآن کے مطالب کو ہر ذی علم نہیں سمجھ سکتا ہے بلکہ اس کے حقائق کو صرف وہ ہی سمجھتے ہیں جن کو اُس خدا نے مطہر کر دیا اور علم قرآنی سے نوازا۔ اور کیا یہ اس

حکمت عملی کا ہی نتیجہ نہیں ہے کہ قرآن مجید بنی نوع انسان کے ہاتھوں تحریف سے محفوظ رہا۔ اس حقیقت کو اے بنی نوع انسان تم کب تک جھٹلاتے رہو گے۔

اس حقیقت پر بھی غور کیا کہ تمام کتب جو خدا کی جانب سے بنی نوع انسان کی ہدایت کیلئے نازل کی گئیں اُن میں حکیمانہ مصلحت سے متشابہ آیات ہوتی ہیں۔ اور گزشتہ نبیوں کی اُمتوں میں کجرو انسانوں نے اپنی کجروی کی وجہ سے ان آیات کے اُن معانی و مطالب کو جو خدا نے تعلیم کئے تھے نظر انداز کر کے اپنے خود ساختہ معانی اور مطالب کو اپنے لئے مشعلِ راہ بنا لیا تھا اور ان کتب آسمانی میں تحریف کی وہ جولانیاں دکھائیں کہ زبور، انجیل و توریت اب اصل صورت میں باقی ہی نہیں رہیں۔ لہٰذا حضرت احدیت کو یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ اگر تم نے رسول اور راسخین فی العلم کی تعلیم کو نظر انداز کر دیا اور اپنی فہم و فراست اور اپنے علم کے بوتے پر اس قرآن مجید میں غور و فکر کیا تو تم بھی اُسی طرح گمراہ ہو جاؤ گے جس طرح وہ اُمتیں گمراہ ہو گئی تھیں جنکی ہدایت کیلئے گزشتہ آسمانی کتابیں نازل کی گئی تھیں۔ یہ تاکید و تنبیہ اسلئے ضروری تھی تاکہ قرآن مجید جو خدا کی آخری ہدایت ہے اور جسکو قیامت تک ہدایت کیلئے باقی رکھنا ضروری ہے اور اسکے بعد کوئی دوسری ہدایت نازل ہونیوالی نہیں تھی اسکو انسانی دست بُرد سے محفوظ رکھا جائے اور کجرو انسان اس میں تحریف کی جرأت نہ کر سکیں۔

قرآن فہمی

ان حقائق قرآنی سے جن کو صدر میں پیش کیا گیا آپ یہ نہ سمجھ لیں کہ قرآن مجید ایسا مشکل ہے کہ بنی نوع انسان باوجود فہم و فراست رکھتے ہوئے اور دنیا سے اکتساب شدہ علم سے بہرہ مند ہوتے ہوئے بھی قرآنِ مجید سے استفادہ نہیں کر سکتے۔ حالانکہ قرآن مجید پکار پکار کر دعوت فکر دے رہا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ط وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَ

جَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ○ (پارہ ۵۔ النساء آیت ۸۲)

کیا یہ لوگ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے۔ اگر کرتے تو ان کو اس بات کی تصدیق ہو جاتی کہ اگر یہ قرآن خدا کے سوا کسی اور کی طرف سے آیا ہوتا تو اس میں بڑا اختلاف پاتے۔

كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ○

(پارہ ۱۱۔ یونس آیت ۲۴)

آیات قرآنی تفصیل کے ساتھ اس لئے بیان کی جاتی ہیں تاکہ غور و فکر کرنے والے لوگ اس سے مستفیض ہو سکیں۔

هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ

(پارہ ۲۵۔ الجاثیہ آیت ۱۹)

یہ قرآن لوگوں کی ہدایت کے لئے دلیلوں کا مجموعہ ہے۔ جو لوگ بعد غور و فکر کے اسکی ہدایتوں پر یقین کر لیتے ہیں تو پھر یہ قرآن اُن کے لئے ہدایت اور رحمت ثابت ہوتا ہے۔

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○

(پارہ ۲۳ ص آیت ۲۸)

اے رسول کتاب (قرآن) جو ہم نے تم پر نازل کی ہے بڑی برکت والی ہے تاکہ لوگ اسکی آیتوں پر غور و فکر کریں یقیناً عاقل لوگ غور و فکر کے بعد اس سے نصیحت حاصل کرینگے۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○

(پارہ ۲۷۔ القمر ۵۴ آیت ۴۰)

اور ہم نے تو قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے واسطے آسان کر دیا تو کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرے۔

تو کیا پھر یہ دعوت فکر صرف رسمی یا لا یعنی ہے۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہے۔

بلکہ صاحبان علم و دانش اس کے ظاہری معانی اور اسلوب بیان سے بہرہ مند ہو سکتے ہیں۔ اور جب بھی صاحبان علم و دانش نے قرآن میں غور و فکر کیا ہے تو وہ اس کی حقانیت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔ یہ اسی دعوتِ فکر ہی کا نتیجہ تھا کہ اس وقت کے علماء، فصحا، بلغا نے جب آیات قرآنی میں غور و فکر کیا تو اُن سے یہ حقیقت پوشیدہ نہ رہ سکی کہ یہ کتابِ الٰہی فصاحت و بلاغت میں تو اعجاز ہے ہی لیکن اس کا اسلوب بھی ایسا ہے کہ جس میں دقیق مطالب لفظی معانی میں پوشیدہ ہیں نتیجہ یہ کہ جتنا غور کیا جائے اتنے ہی حقائق کلام سے زیادہ منکشف ہوتے جاتے ہیں۔ ان کی عقلوں نے یہ فیصلہ صادر کر دیا کہ انسانی علوم اور ان کی فہم و فراست اس کلام معجز بیان کے مطالب کو نہیں پا سکتیں اور ان کی کسی تحریر میں یہ جامعیت اور اسلوب پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ یہی وجہ تھی کہ قرآن مجید کے اس دعوے کے باوجود کہ اس کی ایک ہی آیت کا مثل بنا لاؤ۔ دنیا کی عقلیں بنانے سے قاصر رہیں اور قیامت تک عاجز رہیں گی۔ لہٰذا انہوں نے اپنے عجز کا اقرار کر لیا اور قرآن کی عظمت اور حقانیت کو تسلیم کرتے ہوئے اس کا اقرار کر لیا کہ یہ انسان کا کلام نہیں ہے۔ اس فیصلہ کے بعد جب انہوں نے اس حقیقت پر بھی غور کیا کہ جس شخص کی زبان مبارک سے یہ کلام صادر ہو رہا ہے اُسنے تو اِس دنیا میں اکتساب علم کیا ہی نہیں لہٰذا یہ کلام اُس پر کسی بالاتر قوت ہی کی جانب سے الہامی طور پر نازل کیا جا رہا ہے اور پھر یہ کہ جس آسانی سے یہ ان رموز حکمت کو ہم سے بیان کرتا ہے وہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ صاحب علم ہے تو پھر اِس کے سوا کوئی دوسری بات ہو ہی نہیں سکتی کہ اُس کو علم بھی اسی بالاتر قوت کی جانب سے عطا ہوا ہے۔ لہٰذا انہوں نے اپنے سر ذات احدیت کے سامنے جھکا کر دیئے اور حضرت ختمی مرتبت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر بھی ایمان لے آئے۔

اور جب بھی صاحبانِ علم و دانش قرآن میں غور و فکر کرتے ہیں تو وہ اسکی حقانیت سے اسی طرح متاثر ہوتے ہیں جس طرح نزولِ قرآن کے وقت لوگ متاثر ہوئے تھے اور قیامت تک یوں ہی متاثر ہوتے رہیں گے۔

قرآن میں دعوتِ فکر سے منشاءِ خداوندی یہی ہے کہ بنی نوع انسان جب بھی قرآن میں غور و فکر کریں گے۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ ان حقائق پر جو کہ قرآن نے تعلیم کئے ہیں اُن کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ اور وہ جب ان کی طرف متوجہ ہوں گے تو فقط یہ ہی نہیں کہ وہ خدا پر ایمان لے آئیں گے بلکہ ان پر یہ حقیقت بھی آشکار ہو جائے گی کہ اس کتاب کو جو کہ دنیا میں ایک معجزہ کی صورت میں نازل کی گئی ہے سمجھنے کے لئے معلمِ حقیقی کی بھی ضرورت ہے اِس کے دقیق مطالب کو انسان صرف اپنے علم اور فہم و فراست سے نہیں پا سکتا۔ بلکہ متشابہ آیات جن کا سمجھنا ممکن ہی نہیں ان کو اگر اپنی فہم کے مطابق سمجھنے کی کوشش کی جائے تو سوائے گمراہی کے اور کچھ نہیں ملتا۔ اسکے علاوہ یہ بات بھی صاف اور واضح ہو جائے گی کہ بطورِ اتمامِ حجت گزشتہ امتوں کو کتبِ آسمانی کا وارث بنایا تھا۔ لیکن ان وارثانِ کتاب کے ہاتھوں اُن کتب کا جو حشر ہوا اس سے یہ بات تو قطعی ثابت ہو گئی کہ بنی نوع انسان انفرادی یا اجتماعی حیثیت سے اس قابل نہیں ہیں کہ وہ کتبِ الہٰی جو کہ مقدس امانت ہیں اس کے وارث بنائے جائیں۔ اس لئے کہ انسان جب اپنی ہی بہبودی کا خیال نہیں کرتا اور اپنے نفسوں پر دنیاوی لذتوں کے لئے ظلم کرتا ہے تو اُس کو اس امانتِ الہٰی میں خیانت کرنے میں کب تردد و تامل ہو سکتا ہے۔

اس اتمامِ حجت کے بعد، اُس خالقِ حقیقی کی ربوبیت کا یہی مقتضےٰ تھا کہ وہ قرآن مجید جیسی عظیم المرتبت کتاب جو کہ اُس کا آخری پیغام اور مکمل نورِ ہدایت ہے اور جس کو بطورِ اتمامِ حجت اور ہدایت کے قیامت تک باقی رکھنا لازمی ہے۔

اس کا وارث نا اہل انسانوں کو نہ بنائے۔ لہٰذا اسنے تحفظ قرآن کا فریضہ اپنے ذمہ لے لیا اور اس نے بندوں میں سے جن کو اُس کا اہل سمجھا ان کو منتخب کر لیا اور وارث قرآن بنا دیا۔ جب منتخب کر لیا تو پھر ان کو قرآن کی تعلیم دی اور پاک کر دیا جیسا کہ پاک کرنے کا حق تھا۔ تاکہ بعد حضرت ختمی مرتبت رشد و ہدایت کا فریضہ یہ ادا کرتے رہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

(پارہ ۱۴۔ الحجر آیت ۱۰)

بے شک ہم نے قرآن نازل کیا اور ہم ہی اسکے نگہبان ہیں۔

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۞ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۞ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۞ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۞

(پارہ ۲۹۔ القیمٰتہ۔ آیات ۱۶ تا ۱۹)

(اے رسول) وحی بیان کرنے کے لئے زبان کو جلد حرکت نہ دو۔ اس کا جمع کر دینا، اور پڑھوا دینا تو یقیناً ہمارے ذمہ ہے تو جب ہم (جبرئیل کی زبانی) پڑھیں (تو تم پورا سننے کے بعد) اسے پڑھا کرو۔ پھر اس کا سمجھا دینا بھی ہمارے ذمہ ہے۔

وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ط اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ۞ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ج فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ج وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ج وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۞

(پارہ ۲۲۔ فاطر آیت ۳۱۔ ۳۲)

(اے رسول) ہم نے جو کتاب تمہارے پاس وحی کے ذریعہ نازل کی ہے وہ بالکل ٹھیک

ہے اور جو کتابیں اس سے قبل نازل کی جا چکی ہیں ان کی تصدیق بھی کرتی ہے۔ بے شک خدا اپنے بندوں کے حالات سے خوب واقف ہے اور دیکھ رہا ہے اسی لئے ہم نے اپنے بندوں میں سے خاص ان کو منتخب کر لیا جن کو اہل سمجھا اور ان کو وارثِ قرآن بنا دیا (ایسا کرنا یوں ضروری سمجھا گیا) کیونکہ بندوں میں سے کچھ تو (اپنی کجروی کی بنا پر) اپنی جان پر ستم ڈھاتے ہیں اور ان میں سے کچھ نیکی و بدی کے درمیان ہیں لیکن وہ لوگ (جن کو ہم نے منتخب کیا ہے) وہ اپنے پروردگار کی رحمت و فضل سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے اوروں سے نیکیوں میں گوئے سبقت لے گئے ہیں۔ اور ان کی یہی سبقت میرے انتخاب کا باعث ہوئی۔ خدا کا یہ انتخاب ہی تمہارے لئے بڑا فضل ہے۔

اور یہ بات بھی سمجھ لو کہ

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ط مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ط

(پارہ ۲۰۔ القصص آیت ۶۷)

پروردگار جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے منتخب کرتا ہے اور یہ انتخاب لوگوں کے اختیار میں نہیں ہے۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ○

(پارہ ۲۲ الاحزاب آیت ۳۲)

اے اہلبیت نبی رجس (یعنی کفر و عصیاں) سے تم تو ایسے پاک و پاکیزہ ہو کہ تم جیسا کوئی دوسرا نہیں ہے اور یہی مشیت الٰہی ہے۔

وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ○

(پارہ ۲۲۔ یٰسین آیت ۱۲)

ہم نے امام مبین کو ایسا صریح اور روشن علم دیا جو ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔

رہی راسخون فی العلم ہیں جن کو وارث قرآن بنایا گیا ہے۔)

قرآن حکیم نے جہاں اس بات کا اعلان کیا کہ خدا نے اپنی حکیمانہ مصلحت کے پیشِ نظر اپنے بندوں میں سے جن کو اہل سمجھا وارثِ قرآن منتخب کرلیا۔ وہاں اُسنے ان منتخب شدہ وارثِ قرآن کا تعارف بھی اپنے مخصوص انداز میں کیا ہے۔ قرآن مجید جب بھی کسی کا تعارف کراتا ہے تو وہ صرف ان صفات کو جو کہ اس کے لئے مخصوص ہیں ان کو بیان کرکے بنی نوع انسان سے متعارف کراتا ہے۔

ذیل میں اُن تمام آیاتِ قرآنی کو جو اس ضمن میں مشعل ہدایت ہیں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔ ملاحظہ فرمادیں۔

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا ۚ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ۝

(پارہ ۱۳ الرعد۔ آیت ۴۳)

(اے رسول) جو لوگ دین اسلام قبول کرنا نہیں چاہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ تم خدا کے پیغمبر نہیں ہو تم اُن سے کہہ دو کہ میرے اور تمہارے درمیان رسالت کی گواہی کے واسطے خدا اور وہ شخص ہے جسکے پاس اِس کتاب کا علم ہے جو تم پر وحی کی گئی ہے۔

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ

(پارہ ۱۲۔ ہود آیت ۱۷)

یہ وہ رسول ہے جو اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل روشن پر ہے اور اسکے ساتھ ہی اک گواہ بھی خدا کی طرف سے آیا (جو کہ اسکی رسالت کی گواہی دے گا)

وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝

(پارہ ۲۴۔ الزمر آیت ۳۳)

رسول جو سچی بات لے کر آیا اور جس نے اُس کی تصدیق کی یہی متقی ہیں۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ

(پارہ ۲۔ البقرہ ۲۔ آیت ۱۴۲)

ہم نے تم کو (اے راسخون فی العلم) امت وسط بنایا تاکہ لوگوں کے مقابلہ میں تم گواہ بنو اور رسول (محمد) صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تمہارے گواہ ہیں۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

(پارہ ۴۔ آل عمران ۳ آیت ۱۰۹)

تم کیا اچھے منتخب شدہ گروہ ہو جن کو ہدایت کے واسطے پیدا کیا گیا ہے تم بنی نوع انسان کو اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور بُرے کاموں سے روکتے ہو (کیونکہ تم راسخون فی العلم ہو) خدا پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب بھی تمہاری ہدایت پر ایمان لے آتے تو بہت اچھا ہوتا ان میں سے کچھ ایمان لے آئے اور (اکثر تو ابھی تک دین اسلام سے منحرف ہیں) بدکار ہیں۔

ذرا ملاحظہ فرماویں کہ جس منتخب شدہ گروہ کا قرآن ذکر کر رہا ہے وہ گروہ انبیاء مرسلین نہیں ہیں اس لئے کہ یہ ارشاد زمانہ ختمی مرتبت میں ہو رہا ہے یہاں قرآن اُن ہی کا ذکر کر رہا ہے جن کو وارثان قرآن کے لقب سے پہلے یاد کر چکا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

(پارہ ۱۱۔ التوبہ آیت ۱۱۸)

اے دین اسلام پر ایمان لانے والو خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ (یعنی ان کی پیروی کرو کیونکہ یہ راسخون فی العلم ہیں اور تم کو قرآن سے گمراہ نہیں ہونے دینگے)

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ج وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ○ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ○

(پارہ ۴۔ النساء آیت ۶۸)

اور جس شخص نے خدا اور رسول کی اطاعت کی تو ایسے لوگ ان مقبول بندوں میں ہونگے جنہیں خدا نے اپنی نعمتوں سے نوازا ہے یعنی انبیاء، صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ سب لوگ تمہارے بہترین رفقا ہیں (کیونکہ تم کو ہمیشہ صراطِ مستقیم دین اسلام ہی کی ہدایت کرتے ہیں یہی راسخون فی العلم ہیں)

يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ○ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ○ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ○ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ○

(پارہ ۲۹۔ الدہر آیت ۶ تا ۹)

یہ وہ لوگ ہیں جو نذریں پوری کرتے ہیں اور اُس دن سے (یعنی قیامت) جسکی سختی ہر طرف پھیلی ہوگی ڈرتے ہیں۔ خدا کی محبت میں محتاج اور یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو تم کو بس خالص خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کھلاتے ہیں ہم نہ تم سے بدلہ کے خواستگار ہیں اور نہ تم سے شکریہ کی تمنا کرتے ہیں۔ ہم تو صرف اپنے پروردگار اور اُس دن (قیامت سے) ڈرتے ہیں جس دن سب خوفزدہ ہوں گے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ○

(پارہ ۲۔ البقرہ۔ آیت ۲۰۶)

اور لوگوں میں سے خدا کے بندے کچھ ایسے بھی ہیں جنہوں نے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنی جان تک بیچ ڈالی ہے اور خدا ایسے بندوں پر بڑا ہی شفقت کرنے والا ہے۔

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ۝ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝

(پارہ ۱۴۔ الحجر ۱۵۔ آیت ۳۸)

ابلیس نے کہا کہ میں بھی اُن کے لئے دنیا میں ساز و سامان کو عمدہ کر دکھاؤں گا اور ان سب کو ضرور بہکاؤں گا مگر ان میں سے تیرے مخلص بندے میرے بہکائے میں نہیں آئیں گے خدا نے فرمایا کہ یقیناً میرے مخلص بندے ہرگز ہرگز تیرے بہکائے میں نہیں آئینگے کیونکہ وہ صراط مستقیم پر گامزن ہیں۔ تیری حکومت اُن پر قائم نہیں ہوسکتی مگر صرف گمراہ ہی تیری پیروی کریں گے اور تو اُن ہی کو بہکا سکے گا (یہ مخلص بندے وہی ہیں جن کو وارثِ قرآن بنا کر منتخب کیا جاچکا ہے)

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۝

(پارہ ۶۔ المائدہ ۵ آیت ۵۵)

اے دین اسلام پر ایمان لانے والو۔ تمہارے سرپرست تو بس یہی ہیں۔ خدا اور اُس کا رسول اور وہ مومنین جو پابندی سے نماز ادا کرتے ہیں اور حالتِ رکوع میں زکات دیتے ہیں۔

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓى اٰلِ يَاسِيْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝

(پارہ ۲۳ والصفت ۳۷ آیت ۱۲۷ تا ۱۲۸)

خدا کے مخلص بندے قیامت کی سختیوں اور ہر قسم کے عذاب سے بالکل محفوظ ہیں اور
ہم نے ان کا ذکر خیر بعد کو آنے والوں میں باقی رکھا ہے ہر طرف سے آلِ یٰسین پر سلام ہی سلام ہے۔
اس لئے کہ ہم یقیناً نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔ (اور یہ سلام تا قیامت مسلسل جاری
رہے گا اس لئے کہ درود ہر مسلمان پر ہمیشہ کے لئے فرض کیا ہے)

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ یُسَبِّحُ لَهٗ
فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝ رِجَالٌ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ
ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَآءِ الزَّكٰوةِ یَخَافُوْنَ یَوْمًا
تَتَقَلَّبُ فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۝ لِیَجْزِیَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا
عَمِلُوْا وَیَزِیْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝

(پارہ ۱۸۔ النور آیت ۳۵ تا ۳۷)

نورِ خدا (جس کا ان آیات سے قبل ذکر کیا گیا) اُن گھروں میں روشن ہے جن کی تعظیم کا
خدا نے حکم دیا ہے کہ اُن کی تعظیم کی جائے۔ یہ وہ گھر ہیں جن میں ان گھروں کے مکین صبح و شام
خدا کی تسبیح کیا کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا کے ذکر اور نماز پڑھنے اور زکات ادا کرنے
سے نہ تو تجارت ہی غافل کر سکتی ہے نہ اور دنیاوی معاملات کیونکہ یہ لوگ تو اُس دن سے
ڈرتے ہیں جس دن خوف کے مارے دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔ وہ خدا کی عبادت صرف
اس لئے کرتے ہیں کہ خدا اُن کو اُن کے اعمال کا بہتر سے بہتر بدلہ عطا فرمائے اور اپنے فضل و کرم
سے کچھ اور زیادہ بھی کر دے اور خدا تو جسے چاہتا ہے (عدل کو ملحوظ رکھتے ہوئے بے حساب
روزی دیتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ
وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۝

(پارہ ۵۔ النساء آیت ۵۸)

"اے دینِ اسلام پر ایمان لانے والو خدا کی اطاعت کرو اور اُس کے رسول کی اور صاحبان امر کی" (یہی صاحبانِ امر راسخون فی العلم ہیں اور تم کو تعلیم قرآن میں صراطِ مستقیم پر رکھتے ہیں تاکہ تم متشابہ آیات کی غلط تاویلات سے اپنے کو گمراہ نہ کر لو۔ اگر ان راسخون فی العلم کی اطاعت کروگے تو دین اسلام سے گمراہ نہ ہوگے)

ربوبیت خداوندی انسانی زندگی کے تمام شعبوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ رشد و ہدایت کے لئے بھی جن جن ذرائع اور طریقوں کی جس جس وقت ضرورت رہی اور قیامت تک جن جن ذرائع اور طریقوں کی ضرورت رہے گی اس کا انتظام برابر رب العزت کرتا رہا ہے اور قیامت تک یوں ہی کرتا رہے گا۔ اُس کے لئے رشد و ہدایت کرنا بھی اسی طرح لازمی ہے جس طرح بقاء انسانی کے لئے رزق کا عطا کرنا۔ کیونکہ بعد ختمی مرتبت حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سلسلہ انبیاء مرسلین ختم کیا جا رہا تھا۔ لیکن رشد و ہدایت اور تعلیم قرآن انسان کے لئے لازمی تھی اس لئے اس کارساز حقیقی نے رشد و ہدایت اور تعلیم قرآنِ مجید کے لئے وارثانِ قرآن کا سلسلہ قائم کر دیا جو کہ قیامت تک باقی رہے گا تاکہ بنی نوع انسان ہدایت خداوندی سے محروم نہ ہو جائیں۔ یہ انسان کا فطری خاصہ ہے کہ جب تک وہ کسی چیز سے متمسک ہو کر مانوس نہ ہو جائے اس میں دلچسپی نہیں لیتا اسی طرح جب کسی انسان سے مودت پیدا نہ ہو اس سے متمسک نہیں ہوتا۔ جب ہی تو ہدایت کے لئے نفس ہدایت سے دلچسپی اور ہادی اور معلم سے مودت جب تک پیدا نہ ہو تکمیلِ ہدایت ممکن نہیں۔ لہٰذا قدرت نے انسان کے اس فطری خاصہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے حکم دیا کہ اے افرادِ نسلِ انسانی قرآنِ حکیم جو نورِ ہدایت ہے اور جو تم کو بذریعہ حضرت ختمی مرتبت مل گیا ہے۔ اب تم اُس نورِ ہدایت سے متمسک رہو کیونکہ یہ تم کو صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت کرتا

رہے گا اور چونکہ اس کو بغیر معلم حقیقی کے سمجھ نہیں سکتے اس لئے اُن وارثان قرآن جن کو ہم نے منتخب کر لیا ہے تم ان سے مودت کے ذریعہ متمسک ہو جاؤ تاکہ ہدایتِ خداوندی سے بہرہ اندوز ہو سکو تلاوتِ قرآن اور اُس میں غور و فکر اور اسکے ساتھ معلم قرآن دونو ساتھ ساتھ تمہارے لئے مشعلِ ہدایت رہیں گے اگر تم اِن دونو سے تمسک جاری رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔

ارشاد قدرت ملاحظہ فرمائیں۔

یَا اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ۝ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَیُدْخِلُهُمْ فِیْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّیَهْدِیْهِمْ اِلَیْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ۝

(پارہ ۶۔ النسا آیت ۱۷۳ تا ۱۷۵)

اے بنی نوع انسان اس میں تو شک ہی نہیں کہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے (دین حق کی) دلیل آچکی اور ہم تمہارے پاس ایک چمکتا ہوا نور (قرآن مجید) نازل کر چکے پس جو لوگ خدا پر ایمان لائے اور اس نور ہدایت سے متمسک رہیں گے تو خدا بھی عنقریب ہی اپنی رحمت و فضل سے اُن کو مالا مال کر دے گا اور انہیں اپنی حضوری کا سیدھا راستہ دکھا دیگا۔

ذٰلِكَ الَّذِیْ یُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی ؕ وَمَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِیْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَکُوْرٌ ۝ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا ۚ فَاِنْ یَّشَاِ اللّٰهُ یَخْتِمْ عَلٰی قَلْبِكَ ؕ وَیَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَیُحِقُّ الْحَقَّ بِکَلِمٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

(پارہ ۲۵۔ الشوریٰ آیت ۲۲ تا ۲۴)

خدا اپنے بندوں کو خوشخبری دیتا ہے کہ جو اُس پر ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے

اور (اے رسول) تم (بنی نوع انسان سے) کہہ دو کہ میں (تبلیغ رسالت) کا اجر نہیں مانگتا لیکن اگر تم واقعی میری تبلیغ کے لئے میرے ممنون و شکر گزار ہو تو اس دین اسلام کی بقا دوامی کے لئے صرف اس قدر کرو کہ میرے (اہلبیت) قرابت داروں کی مودت میں منسلک رہو اور جو یہ نیکی حاصل کریگا ہم اُس کے لئے اس کی خوبی میں اضافہ کر دینگے۔ بے شک خدا بڑا بخشنے والا قدر دان ہے۔ کیا لوگ (تمہاری نسبت کہتے ہیں کہ اس رسول) نے خدا پر جھوٹ بہتان باندھا ہے۔ تو اگر ایسا ہوتا تو خدا چاہتا تو تمہارے دل پر مہر لگا دیتا (یعنی تم بات نہ کر سکتے) خدا جھوٹ کو تو نیست و نابود کرتا ہے اور اپنی باتوں سے حق کو ثابت کرتا ہے۔ وہ یقینی دلوں کے راز سے واقف ہے۔

خدا کا ارشاد ہے کہ اہلبیت رسول سے مودت کی خواہش رسول یا اُسکے اہلبیت کی منفعت کے لئے نہیں ہے۔ اگر یہ لوگ ایسا خیال کرتے ہیں تو یہ بہتان ہے۔ خدا کا رسول ان چیزوں سے پاک ہے۔ یہ ہدایت تو خدا کے حکم سے دی جارہی ہے اور اس میں بنی نوع انسان کی بہبودی ہے۔ رسول کی اہلبیت کو خدا نے بہ احسن وجوہ وارث قرآن منتخب کر لیا ہے۔ اور اس کا یہ انتخاب تمہارے لئے فضل و کرم ہے اس لئے کہ تمہاری ہدایت کے لئے یہ انتخاب ضروری تھا اور اس سے بہتر انتخاب ممکن نہیں۔ ارشاد ہو رہا ہے۔

اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَیْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَیْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِیْمًا ۞

(پارہ ۵۔ النساء آیت ۵۴)

خدا نے اپنے فضل و کرم سے اولاد ابراہیم کو کتاب خدا عطا کی۔ اور حکمت و عقل کی باتیں تعلیم کی ہیں اور ان کو ایک بہت بڑی سلطنت بھی دی ہے۔ لوگ (اس اعزاز) پر حسد کرتے ہیں۔

ان معلمین اور وارثان قرآن مجید سے مودت کے بغیر تکمیل ہدایت ممکن نہیں۔ قرآن مجید اور وارثان قرآن دونوں سے تمسک ضروری ہے۔ اگر ان میں سے کسی سے بھی انحراف ہو گا تو ہدایت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے قرآن سے تمسک و دلچسپی کی تاکید کی اور معلمین اور وارثان قرآن سے مودت کا حکم دیا۔

جیسا اوپر بیان ہو چکا کہ تحفظ قرآن کی ذمہ داری خدا نے اپنے ذمہ رکھی ہے۔ اس لئے اُس ذمہ داری کی تکمیل کے لئے اس نے اپنے منتخب شدہ بندوں کو تعلیم قرآن کے ساتھ ساتھ اس نور ہدایت کے تحفظ کے فرائض بھی تفویض کر دیئے۔ اب ان وارثانِ قرآن کا فرض ہو گیا کہ جب بھی قرآن کی حقانیت اور اس کے احکامات کو چیلنج کیا جائے تو یہ وارثان اس چیلنج کو قبول کریں اور اس نورِ ہدایت کی حقانیت کو ثابت کر دیں تاکہ بنی نوع انسان میں گم گشتگانِ راہ ہدایت پاتے رہیں۔ سب سے پہلا چیلنج جس کا ذکر تفصیل سے قرآن بیان کرتا ہے۔ وہ نصارائے نجران کی طرف سے کیا گیا تھا جس کو قرآنِ مجید میں تفصیل سے بیان کرنے کی مصلحت یہ ہے کہ بنی نوع انسان ان وارثان قرآن جن کو منتخب کیا گیا ہے اور جو بوقت تنزیل قرآن موجود تھے اُن کو پہچان لے اور یہ بات اچھی طرح سمجھ لے کہ اللہ کی سنت یہ ہے کہ کلام الٰہی نور ہدایت کی حقانیت کو جب بھی چیلنج کیا جائے تو صرف وارثان قرآن ہی کا یہ فریضہ ہے کہ وہ آگے بڑھ کر اس چیلنج کو قبول کریں۔ خدا کی سنت میں کبھی تبدیلی نہیں ہوتی۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ جب بھی قرآن مجید کی حقانیت اور اُس کے احکامات کو چیلنج کیا گیا تو اِن ہی وارثانِ حقیقی نے آگے بڑھ کر اس چیلنج کو قبول کیا اور اس نورِ ہدایت کے تحفظ کے لئے قید و بند کی صعوبتیں اٹھائیں۔ اپنے اور اپنی اولاد کے سر قلم کرائے اور خندہ پیشانی کے ساتھ زہر کے پیالے نوش کئے لیکن اس نورِ ہدایت کو گل نہ ہونے دیا

واقعہ کربلا اس تحفظ قرآنی اور تحفظِ دینِ اسلام کی ایک زندہ مثال ہے۔ اور یہ ان عظیم قربانیوں اور جانفشانیوں کا ہی نتیجہ ہے کہ اِن نامساعد حالات میں بھی قرآن مجید اُسی طرح مشعلِ ہدایت ہے جس طرح وہ اس وقت تھا جبکہ نازل ہوا اور دین اسلام باوجودیکہ تخریبی ریشہ دوانیوں کی جولان گاہ بنا رہا اور اب بھی بنا ہوا ہے لیکن پھر بھی اس سے نورِ ہدایت ضوفشاں ہے اور پکار پکار کر بنی نوع انسان کو دعوتِ فکر و عمل دے رہا ہے۔ ہر قوم و ملّت کے صاحبان فکر و نظر ہر دَور میں یہ اعلان کرنے پر مجبور رہے کہ اگر دینِ اسلام زندہ ہے اور قرآنِ کریم مشعلِ ہدایت ہے تو وہ صرف ان ہی وارثانِ حقیقی کی مساعیٔ جمیلہ کا نتیجہ ہے۔ اگر ان تمام اقوال کو یہاں سپردِ قلم کیا جائے تو یہ ایک ضخیم کتاب بن جائے گی اور یہ عرضداشت اس کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ لیکن تواریخ و سیر کی کتب اِن اقوال سے بھری پڑی ہیں اور صاحبانِ ذوق ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ اب ارشادِ قدرت ملاحظہ فرمائیں ارشاد ہوتا ہے:-

اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ○ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ○ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

(پارہ ۳۔ آل عمران آیت ۵۸ تا ۶۲)

خدا کے نزدیک تو جیسے عیسیٰ کی حالت ویسی ہی آدم کی حالت کہ اُن کو مٹی کا پتلا بنا کر

کہا کہ ہو جا بس وہ ہو گیا۔ اے رسول یہ حق بات ہے جو تمہارے پروردگار کی طرف سے بتائی جاتی ہے اور تم شک کرنے والوں میں سے نہ ہو جانا۔ پھر جب تمہارے پاس علم آچکا اسکے بعد بھی اگر تم سے کوئی عیسےٰ کے بارے میں حجت کرے تو کہو آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ ہم اپنی عورتوں کو بلائیں تم اپنی عورتوں کو بلاؤ، ہم اپنے نفسوں کو بلائیں تم اپنے نفسوں کو بلاؤ۔ اور اس کے بعد ہم سب مل کر خدا کی بارگاہ میں گڑگڑائیں اور جھوٹوں پر لعنت کریں۔ یہ سب یقینی سچے واقعات ہیں اور خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک خدا ہی سب پر غالب اور حکمت والا ہے۔

اور دنیا نے دیکھا کہ جب نصارٰے نجران کے مقابل میں یہ منتخب شدہ وارثانِ قرآن گئے تو انہوں نے اپنی شکست کا اعتراف کر لیا حالانکہ اُس وقت بہت لوگ اسلام لاچکے تھے۔ لیکن حضرت ختمی مرتبت صرف اُن ہی ذوات مقدسہ کو لے کر میدان میں گئے جن کو خدا تحفظ قرآن کے لئے منتخب کر چکا تھا۔ اس طرح قدرت نے اِن کو شخصی طور پر دنیا سے متعارف کرا دیا۔ اور جو وارثانِ قرآن بعد کو آنے والے تھے ان کے اوصاف حمیدہ بیان کر کے مختص کر دیا تاکہ بنی نوع انسان کو وارثانِ حقیقی کے پہچاننے میں دھوکا نہ ہو۔

جب سے سلسلہ رشد و ہدایت اس دنیا میں قائم ہوا اس وقت سے قانونِ قدرت یہ رہا ہے کہ خدا کے فرستادہ انبیاء و رسل اور ہادیوں کی بشارت صحیفۂ و کتب الٰہی دیتے رہے ہیں اور ہر نبی۔ رسول اور ہادی اس دنیا سے جانے سے قبل اپنے بعد آنے والے نبی۔ رسول اور ہادی کی نشاندہی یا اس کے آنے کی پیشین گوئی کرتا رہا ہے۔ اور یہ سنتِ الٰہیہ برابر اسی طرح جاری ہے۔ خدا کا قانون کبھی نہیں بدلتا۔ اور یہ اس لئے ضروری تھا تاکہ اس کے فرستادہ انبیاء۔ رسل اور ہادی جب بھی اعلانِ حق کریں تو ان صحیفہ و کتب الٰہی اور انبیاء و

رسل اور ہادیوں کی دی ہوئی بشارت کو بطور نص پیش کر سکیں اور بنی نوع انسان کو ان فرستادہ انبیاء، رسل اور ہادیوں کو پہچاننے میں تردد نہو۔ اس سنتِ جاریہ کے پیشِ نظر خداوند عالم نے حضرت ختمی مرتبت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی کی کہ تم اپنے جانے سے قبل ان وارثان اور محافظین قرآن اور دین اسلام کو جو اس وقت موجود ہیں متعارف کرادو اور آنے والوں کی بشارت دے دو تاکہ نص قرآنی کے ساتھ ساتھ رسول آخرالزماں کی طرف سے قانونِ خدا کی تعمیل ہو جائے۔ اور پھر ہر وارثِ قرآن اسی طرح اپنے اس دنیا سے جانے سے قبل اپنے بعد آنیوالے وارثِ قرآن کا تعارف کراتا رہے تاکہ یہ سنتِ جاریہ پر قیامت تک اسی طرح عمل ہوتا رہے۔ کیونکہ حضرت ختمی مرتبت کے بعد سلسلۂ انبیاء و رسل ختم کیا جا رہا تھا اور ان کے بعد کوئی نبی یا رسول آنے والا نہ تھا اور پھر یہ بھی کہ قرآن مجید کے بعد نہ کوئی صحیفہ نازل ہونے والا تھا نہ کتاب اس لئے اس نشاندہی اور بشارت کے لئے ایسا طریقہ اختیار کرنا نہایت ضروری تھا جس کو بنی نوع انسان آسانی سے فراموش نہ کر سکیں۔ لہذا قدرت نے وحی میں وہ شدت پیدا کی جو غیر معمولی تھی۔ اور یہ غیر معمولی طرز تکلم ایسا نہیں جس کو قرآن میں غور و فکر کرنے والے آسانی سے نظر انداز کر سکیں۔ اور یہی منشاء قدرت بھی تھا۔ اس حکیم مطلق کا کوئی فعل عبث نہیں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جب بھی بنی نوع انسان نے قرآن مجید میں غور و فکر کیا تو اُن سے اس غیر معمولی طرز تکلم کی حقیقت کبھی چھپ نہ سکی۔ اور حقیقت کو پا لینے کے بعد ان کے لئے حقیقی وارثان اور محافظین قرآن و دین اسلام کو شناخت کر لینے میں دشواری کبھی نہیں ہوتی۔ اور قیامت تک یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا۔

اِن امور پر نظر ڈال لینے کے بعد اب ذرا اُن آیات قرآنی پر بھی غور و فکر کر لیں

جن کو ذیل میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے تاکہ آپ ہدایت خداوندی سے مستفیض ہو سکیں۔

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ ۝ الَّذِي أَنقَضَ ظَهْرَكَ ۝ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ ۝ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَب ۝

(پارہ ۳۰۔ الانشرح آیت ۱ تا ۸)

اے رسول کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہیں کر دیا۔ اور تکمیل فرض کے بعد وہ بوجھ بھی اتر گیا (تبلیغ دین اسلام کا بوجھ) جس ذمہ داری کے بوجھ نے تمہاری کمر توڑ رکھی تھی۔ اب تو تمہارا ذکر بھی بلند کر دیا گیا ہے۔ تو ہاں مشکل کے بعد ہی آسانی پیدا ہوتی ہے بے شک مشکل بعد آسانی ہے۔ جب تم (تبلیغ اسلام) سے فارغ ہو جاؤ (تو وارث قرآن کی نشاندہی کر دو) پھر اپنے پروردگار کی طرف رغبت کرو۔

اس کے بعد جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حج سے فارغ ہو کر واپس مدینہ تشریف لے جا رہے تھے تو پھر وحی نازل ہوئی کہ

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝

(پارہ ۶۔ المائدہ آیت ۶۶)

اے رسول جو حکم تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے پہنچا دو اور اگر تم نے یہ حکم نہ پہنچایا تو (سمجھ لو) کہ تم نے اُس کا کوئی پیغام پہنچایا ہی نہیں (کیونکہ تم باخبر ہو کہ اُس پیغام کو پہنچانے کے نتائج کیا ہوں گے) اور تم ڈرو نہیں خدا تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ خدا ہرگز دین اسلام سے کفر کرنے والوں کو منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا۔

تعمیل حکم خداوندی میں رسول اکرم نے حج الوداع سے واپسی پر تمام اُن مسلمانوں کو جنہوں نے اُس سال حج رسول اکرم کے ساتھ ادا کیا تھا جمع کیا اور بعد حمد وثنار باری تعالےٰ کے نصائح وعظ فرمانے کے بعد فرمایا کہ میں تمہارے درمیان دو بزرگ چیزیں چھوڑے جاتا ہوں اگر تم ان دونو کی پیروی کروگے تو میرے بعد گمراہ نہوگے ۔ وہ دو چیزیں کتاب اللہ اور میری عترتؑ اہلبیت ہیں۔

یہ تھی وہ صریح نشاندہی جو کہ راسخون فی العلم اور وارثانِ کتاب الہٰی کی منجانب رسول اکرم بحکم الہٰی کی گئی ۔ عترت و اہلبیت نبوی ہی کو رسول نے کیوں مختص کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ رشد وہدایت کے لئے جن خصوصیات کی ضرورت تھی وہ بدرجہ اتم اولادِ ابراہیم میں موجود ہیں ۔ ارشاد ہوتا ہے ۔

اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ج فَقَدْ اٰتَیْنَآ اٰلَ اِبْرٰھِیْمَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاٰتَیْنٰھُمْ مُّلْکًا عَظِیْمًا ○

(پارہ ۵ ۔ النساء آیت ۵۴)

خدا نے اپنے فضل وکرم سے اولاد ابراہیم کو کتاب عطا کی اور عقل وحکمت کی باتیں تعلیم کی ہیں اور اِن کو ایک بہت بڑی سلطنت بھی دی ہے لوگ (اِس اعزاز) پر ان سے حسد کرتے ہیں۔

حدیث الثقلین

ارشاد حضرت ختمی مرتبت ہے ۔

قال کانی دعیت فاجبت انی ترکت فیکم الثقلین احد هما اکبر من الاخر کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی فانظروا کیف تخلفونی فیهما لن یفترقا حتیٰ یردا علیّ الحوض ماان

تمسکتم بھمالن تضلو البعدی ابدا۔

ارشاد خاتم المرسلین ہے کہ میری طلبی بارگاہ الٰہی میں ہوئی ہے اور میں نے لبیک کہہ دی ہے۔ میں تمہارے درمیان دو گرانقدر عظیم الشان چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ ان میں سے ایک دوسرے سے بڑی ہے۔ قرآن کریم اور میری عترت اہلِ بیت۔ مجھے دیکھنا یہ ہے کہ تم ان سے کیسا سلوک کرتے ہو، یہ دونو ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے حتیٰ کہ میرے پاس حوض کوثر پر قیامت کے دن وارد ہوں۔ اگر تم اِن دونوں کے ساتھ تمسک رکھو گے تو میرے بعد قیامت تک گمراہ نہ ہو گے۔

اس حدیث شریف کی توثیق و تصدیق جملہ علماء اسلام نے کی ہے یہ حدیث متواترات میں ہے۔ ملاحظہ ہو۔

صحیح مسلم[1] ۔ مسند احمد حنبل[2] ۔ سنن ترمذی[3] ۔ لسان العرب[4] علامہ ابنِ منظور انصاری۔ معجم صغیر[5] ۔ کتاب المناقب[6] ۔ خصائص[7] نسائی مستدرک علی الصحیحین احیاء المیت[8] جلال الدین سیوطی۔ نوادر الاصول[9] حکیم ترمذی۔ کتاب[10] فضائل القرآن خود۔ تہذیب[11] اللغة ازہری۔ جواہر العقدین[12] سمہودی۔ صراط سوی[13] محمود شمالی۔ کنز العمال[14] ۔ عقد الفرید[15] ۔ در منثور[16] سیوطی۔ ارتقاء الغرب[17] ۔ فرائد السمطین[18] حموینی۔ شرف النبوة[19] مناقب السادات۔ تاریخ مقفی[20] تقی الدین احمد بن علی بن عبد القادر المقریزی۔ کتاب مصابیح[21] ۔ تذکرہ خواص الامة[22] سبط ابن جوزی۔ اسد الغابہ[23] ۔ مشکوٰة المصابیح[24] ۔ غرائب القرآن[25] بہ تفسیر آیہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا۔ کاشف[26] شرح مشکوٰة۔ مفاتیح شرح مصابیح[27] صواعق محرقہ[28] فصل آیات واردہ فی شان اہلبیت۔ براہین قاطع[29] ۔ انسان العیون[30] فی سیرة المامون۔ مدارج النبوة[32] ۔ ازالة الخفا[33] ۔

یہ حدیث محتاج تحقیق نہیں ۔ بلکہ تمام مسلمانوں کی متفق علیہ متواتر قطعی حدیث ہے جسے صحابہ کرام کی جماعت میں تیس بزرگوں سے زیادہ نے روایت کیا ہے ۔ اور جس کی تصدیق قرآن نے بھی کی ۔ وہ آیات جن سے اس ارشاد نبوی کی تصدیق کی گئی ان کو صدر میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جا چکی ہے ۔ اس اہم فریضہ کو جب رسول اکرم نے ادا فرما دیا تو ارشاد رب العزت ہوا کہ

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط

(پارہ ۶ ۔ المائدہ آیت ۳)

(اے رسول اعلان کر دو) کہ آج ہم نے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت ہدایت مکمل کر دی اور اس دین اسلام کو (جو میرے نبی نے تمہیں تعلیم کیا ہے) پسند فرمایا ۔

اس طرح اُن وارثان قرآن کو جو حضرت ختمی مرتبتؐ کے زمانہ میں موجود تھے اُن کا تعارف بذریعہ قرآن مجید اور حضرت ختمی مرتبتؐ کے ذریعہ کرا دیا گیا اور جو بعد کو آنے والے تھے اُن کی بشارت قرآن مجید میں اُن کی صفاتِ مخصوصہ کے ذریعہ دے دی گئی اور حضرت ختمی مرتبت کے ذریعہ اس کا اعلان بھی کرا دیا گیا ۔ ہر وارث قرآن اس دنیا سے جانے سے قبل اپنے بعد آنے والے وارث قرآن کا تعارف کراتا رہا ۔

مواخذہ اعمالِ انسانی

سورۂ حمد جو کہ قرآن مجید کا پہلا سورہ ہے۔ اُس میں آپ نے یہ غور کیا ہوگا کہ ربوبیت ورحمت کے ذکر کے بعد جس صفت کا ذکر کیا گیا وہ عدالت ہے اور اس کے لئے مالک یوم الدین کی تعبیر اختیار کی گئی۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ وہ روز جزا کے دن کا حکمراں ہے۔ جس دن وہ ہر انسان کو اس کے عمل کا بدلہ دے گا۔ قرآن کے نزول سے قبل عالمگیر اعتقاد یہ تھا کہ جزا و سزا محض خوشنودی اور قہر و غضب کا نتیجہ ہے۔ اعمال کے نتائج کو اس میں دخل نہیں ہے۔ اور یہ نظریہ گمراہی خیال کا نتیجہ تھا۔ اور یہ تصور اس لئے ہوا کہ لوگ دیکھتے تھے کہ ایک مطلق العنان بادشاہ کبھی خوش ہو کر انعام واکرام دینے لگتا ہے۔ کبھی بگڑ کر سزائیں دینے لگتا ہے۔ اسی خیال کو مدِ نظر رکھتے ہوئے خدا کے متعلق بھی یہی تصور قائم کر لیا۔ لیکن اسلام نے جزا و سزا کا اعتقاد ایک دوسری شکل میں پیش کیا ہے۔ وہ اسے خدا کا کوئی ایسا فعل قرار نہیں دیتا جو کائنات کے عام قوانین و نظام سے الگ ہو۔ وہ کہتا ہے کہ کائنات ہستی کا عالمگیر قانون یہ ہے کہ ہر حالت کوئی نہ کوئی اثر رکھتی ہے۔ اور ہر چیز کا کوئی نہ کوئی خاصہ ہے۔ یہ ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شے اپنا وجود رکھتی ہو اور اسکے اثرات ونتائج نہوں۔ پس جس طرح خدا نے ہر شے میں خواص ونتائج رکھے ہیں اسی طرح اعمال میں بھی خواص ونتائج ہیں۔ یعنی یہ کہ جس طرح جسمِ انسانی کے قدرتی تاثرات ہیں اُسی طرح روحِ انسانی

کے بھی تاثرات ہیں۔ اعمال کے یہی قدرتی خواص و نتائج ہیں جنہیں جزا و سزا سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اچھے عمل کا نتیجہ اچھائی جس کو ثواب کہا ہے اور برے عمل کا نتیجہ برائی جس کو عذاب کہا گیا ہے۔ مشاہدات یہ بتاتے ہیں کہ فطرت ہر گوشۂ وجود میں اپنا قانون مکافات رکھتی ہے۔ ممکن نہیں کہ اس میں تغیر یا تساہل ہو۔ ذرا غور تو کریں کہ آگ میں یہ خاصہ رکھا ہے کہ جلائے۔ اسکی سوزش و تپش فطرت کا دیا ہوا اثر ہے۔ جو ہر انسان کے لئے ہے جو آگ کے شعلوں میں ہاتھ ڈالے گا ممکن نہیں کہ اُس کے اثر سے بچ جائے۔ آپ گیہوں بوتے ہیں تو یہ خدشہ کبھی نہیں ہوتا کہ گیہوں کی جگہ جوار پیدا ہو جائے گی بلکہ ایسا تصور کرنے والے کو آپ احمق کہیں گے۔ اور یہ اس لئے ہے کہ فطرت کے قانون مکافات کا آپ کو یقین راسخ ہو گیا ہے۔ پھر آپ بتائیں کہ جو فطرت گیہوں کے بدلے گیہوں اور جوار کے بدلے جوار دے وہ اچھے عمل کا اچھا اور برے عمل کے بدلے برا نتیجہ نہ رکھتی ہو گی۔ وحیِ الٰہی نے ہماری فہم و استعداد کے مطابق اس کا ایک نقشہ کھینچا ہے۔ اس نقشہ میں ایک مرقع بہشت کا ہے ایک دوزخ کا۔ بہشت کے انعامات اُن کے لئے ہیں جو نیک عمل ہیں۔ دوزخ کی سوختیں ان کے لئے ہیں جو بدکردار ہیں۔ شاید آپ یہ کہیں کہ قرآن نے بھی جا بجا خدا کے رضا و قہر و غضب کا ذکر کیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ وہ انسان کی نیک عملی کا اعلےٰ درجہ یہی قرار دیتا ہے کہ وہ جو کچھ کرے صرف اللہ کی خوشنودی کے لئے کرے۔ بے شک یہ صحیح ہے لیکن قرآن جہاں بھی خدا کے رضا و غضب کا اثبات کرتا ہے اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ خدا نیک عمل سے خوشنود ہوتا ہے اور بدعملی کو ناپسند کرتا ہے۔ جزا و سزا اُس کی خوشنودی اور قہر کی علت نہیں بلکہ جزا و سزا انسانی عمل کا قدرتی نتیجہ ہے۔ فطرت کائنات، ربوبیت اور رحمت کے ساتھ اپنے اقتضاء عدالت بھی

رکھتی ہے اگر ایک طرف اس میں پرورش و بخشش ہے تو دوسری طرف مواخذہ و مکافات بھی ہے۔ فطرت کا یہ اقتضا خدا کے عدل کا ہی نتیجہ ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ اگر فطرت کائنات میں مکافات کا مواخذہ نہ ہوتا یا تعمیر کی تحسین و تکمیل کے لئے تخریب نہ ہوتی تو میزانِ عدل قائم نہ رہتا اور نظام ہستی درہم و برہم ہو جاتا۔ علت کا یہ قانون کائنات کے ہر گوشہ میں نافذ ہے۔ پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ انسان کے افکار اور اعمال کے لئے مواخذہ نہ ہو۔ انسانی مشاہدات اور تجربے یہ بھی بتاتے ہیں کہ یہ مواخذہ اچانک اور فوری نہیں اور یہ اس لئے ہے کہ کائنات میں فضل و رحمت کی مشیت کام کر رہی ہے۔ اور قدرت چاہتی ہے کہ ہر غلطی کو درستگی کے لئے اور ہر نقصان کی تلافی کے لئے ہر لغزش کو سنبھل جانے کے لئے زیادہ سے زیادہ مہلت اصلاح ملتی رہے اور اس کا دروازہ کسی پر بند نہ ہو اسی فطری رفتار عمل کو قرآن عفو و درگزر کرنے اور ایک خاص مدت تک فرصت حیات بخشنے سے تعبیر کرتا ہے۔ اگر قوانین فطرت کی مہیا شدہ مہلت بخشیوں سے فائدہ اٹھا کر نقصان و فساد کی اصلاح کر لی جائے تو پھر اسی فطرت کا یہ قانون بھی ہے کہ اصلاح و تلافی کی ہر کوشش کو قبول کر لیتی ہے اور نقصان اور فساد کے جو نتائج نشو و نما پاتے لگتے ہیں۔ ان کا مزید نشو و نما پانا فوراً رک جاتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اگر اصلاح بروقت اور ٹھیک ٹھیک کر لی جائے تو پچھلے مضر اثرات بھی محو ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح محو ہو جاتے ہیں جیسے کبھی کوئی خرابی واقع ہی نہیں ہوئی تھی لیکن اگر اس کے برعکس یہ تمام مہلت بخشیاں رائیگاں ہو جائیں تو پھر بلاشبہ فطرت کا آخری فیصلہ صادر ہو جاتا ہے اور پھر جب اُس کا فیصلہ صادر ہو جائے تو نہ اس میں چشم زدن کی تاخیر ہو سکتی ہے اور نہ کسی حال میں بھی تزلزل و تبدیلی۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّ لٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ○

(پارہ ۱۴ - النحل آیت ۶۰)

خدا اپنے بندوں کی نافرمانیوں کی گرفت کرتا تو روئے زمین پر ایک بھی جاندار باقی نہ چھوڑتا مگر وہ تو ایک مقررہ وقت تک ان سب کو مہلت دیتا ہے۔ اور پھر جب ان کا مقررہ وقت آگیا تو اس سے نہ تو ایک گھڑی پیچھے رہ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔ (یعنی نہ تو اس آخری فیصلہ کے نفاذ میں تاخیر ہوسکتی ہے نہ تقدیم ٹھیک اپنے وقت پر اُسے ہو جانا ہے۔)

اور یہ آخری فیصلہ جب ہی صادر ہوتا ہے جب تمام مہلت بخشیاں رائیگاں ہو جاتی ہیں اور بنی آدم اپنی اصلاح و تلافی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تو پھر ارشاد ہوتا ہے کہ:-

الٓمّٓ ○ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ○ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ○ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ۭ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ○

(پارہ ۲۰ - العنکبوت آیت ۱ تا ۴)

الم۔ کیا بنی نوع انسان نے یہ سمجھ لیا ہے کہ صرف اتنا کہہ دینے سے کہ ہم ایمان لائے وہ نتائج عمل سے بچ جائیں گے۔ نہیں ایسا نہیں بلکہ اُن کو اپنے کئے کا بدلہ ویسا ہی ملے گا جیسا ان کا عمل ہوگا۔ جو لوگ ان سے پہلے گزر گئے وہ بھی اپنے اعمال کے نتائج سے نہ بچ سکے اور وہ بھی جو قیامت تک آئیں گے اپنے عمل کے نتیجے سے نہ بچ سکیں گے۔ غرض خدا اُن لوگوں کو

جو سچے دل سے ایمان لائے ہیں یقیناً علیحدہ دیکھے گا اور جھوٹوں کو ضرور علیحدہ دیکھے گا۔ جو لوگ بُرے کام کرتے ہیں کیا انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ وہ مکافاتِ عمل سے بچ جائیں گے اگر ایسا ہے تو یہ لوگ کیا ہی بُرے حکم لگاتے ہیں۔

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَاۤ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ۝

(پارہ ۲۴ حمٓ السجدۃ آیت ۲۱ - ۲۳)

اے افرادِ نسلِ انسانی تم لوگ اس خیال سے اپنے گناہوں کی پردہ داری بھی تو نہیں کرتے کہ خدا تمہارے اعمال سے بے خبر ہے۔ تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے کان تمہاری آنکھیں تمہارے اعضا تمہارے برخلاف گواہی دینگے۔ تمہاری اس بدخیالی نے جو تم اپنے پروردگار کے بارے میں رکھتے ہو تم کو تباہی میں ڈال دیا ہے اور تم گھاٹے میں ہو۔ اگر ایسے لوگ قیامت کے دن صبر بھی کریں تو بھی ٹھکانا دوزخ ہے اور اگر اس وقت توبہ بھی کریں گے تو توبہ قبول نہ کی جائے گی۔

زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۚ قُلْ بَلٰى وَرَبِّیْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۚ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْۤ اَنْزَلْنَا ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۚ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ۚ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ

خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ

(پارہ ۲۸ - التغابن - آیت ۶-۱۰)

دین اسلام سے کفر کرنے والوں کا خیال یہ ہے کہ یہ لوگ دوبارہ نہ اٹھائے جائیں گے داے رسول) تم کہہ دو ہاں پروردگار کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر جو جو کام تم کرتے ہو وہ تمہیں بتا دے گا اور یہ خدا پر آسان ہے۔ تم تو خدا اور اُسکے رسول پر اور اُسی نور پر (قرآن) ایمان لاؤ جسکو ہم نے نازل کیا اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اِس سے خبردار ہے۔ اور جب وہ قیامت کے دن نسلِ انسانی کو جمع کرے گا پھر یہی کامیابی اور ناکامیابی کا دن ہوگا۔ اور جو انسان خدا پر ایمان لائے اور نیک عمل بجا لائے وہ اُن سے اُن کی برائیاں دور کر دے گا اور اسکو ان باغوں (بہشت) میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہ اُن میں ابد الاباد تک ہمیشہ رہیں گے یہی تو بڑی کامیابی ہے اور جن انسانوں نے دین اسلام سے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلاتے رہے یہی لوگ جہنمی ہیں کہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور وہ کیا بُرا ٹھکانا ہے۔

وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْئًا ؕ وَاِنْ کَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَیْنَا بِهَا ؕ وَکَفٰی بِنَا حٰسِبِیْنَ ۝

(پارہ ۱۷ - الانبیا - آیت ۴۶)

قیامت کے دن ہم بندوں کے بھلے اور بُرے اعمال تولنے کے لئے انصاف کی ترازوئیں لگا دینگے تو پھر کسی شخص پر ظلم نہیں کیا جائے گا اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی کسی کا عمل ہوگا تو ہم اسے لا حاضر کرینگے اور ہم حساب کرنے کے واسطے بہت کافی ہیں۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝ وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ

شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۝ وَاَشْرَقَتِ
الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ
وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا
عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ
زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ
اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْ
نَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ
الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝

(پارہ ۲۴۔ الزمر آیت ۶۵ تا ۷۰)

(اے دین اسلام پر ایمان لانے والو) تم خدا ہی کی عبادت کرو اور شکر گزاروں میں ہو اور تم لوگوں نے خدا کی جیسی قدر کرنی چاہیے تھی نہ کی حالانکہ وہ ایسا قادر ہے کہ قیامت کے دن ساری زمین اُس کی مٹھی میں ہوگی اور سارے آسمان اُسکے قبضۂ قدرت میں ہیں جسے تم اُس کا شریک بناتے ہو وہ اُس سے پاک و پاکیزہ ہے اور برتر ہے اور جب پہلی مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو تمام مخلوق جو زمینوں میں ہے اور آسمانوں میں ہے موت سے بیہوش ہو کر گر پڑیں گے مگر ہاں وہ لوگ جن کو خدا چاہے گا وہ بچ جائیں گے پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو فوراً سب کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے جگمگانے لگے گی اور تمام انسانوں کے اعمال نامے اُن کے سامنے دکھا دیئے جائیں گے اور پیغمبر اور گواہ حاضر کئے جائینگے اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور ذرّہ برابر کسی پر ظلم نہ ہوگا اور جس شخص نے جیسا کیا ہوگا اُسکو اس کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا اور جو کچھ انسان کرتے ہیں۔ خدا اُن سے خوب واقف ہے اور جنہوں نے دین اسلام سے انحراف کیا تھا ان کے غول کے غول جہنم کی طرف بھیج دیئے جائیں گے (کیونکہ یہی اُن کے عمل کا نتیجہ ہے) اور دوزخ کے دروازے اُن کے لئے کھلے ہوئے ہونگے

اور جہنم پر مامور داروغہ اُن سے پوچھیں گے کہ کیا تم ہی لوگوں میں کے پیغمبر تمہارے پاس نہیں آئے تھے اور انہوں نے تم کو تمہارے پروردگار کی آیتیں پڑھ کر نہیں سنائی تھیں (اور صراط مستقیم اور دین القیم) کی طرف ہدایت نہیں کی تھی۔ اور کیا انہوں نے تم کو اس روزِ بد کی بشارت نہیں دی تھی۔ تو یہ لوگ جواب دیں گے کہ ہم نے ہدایت ماننے سے انکار کیا اور باوجود ان کی ہدایت کے دین اسلام سے انحراف کیا اور اس گمراہی کا نتیجہ آخر ظاہر ہو کے رہا۔

تتمۂ کلام

اس دستورِ عمل کو جو کہ آخری نورِ ہدایت ہے خدا نے تکمیلی شکل دیکر قیامت تک کے لئے اس کو بنی نوع انسان کے لئے نافذ کردیا۔ اب نہ اس میں ترمیم ہوسکتی ہے اور نہ تنسیخ اور نہ اُس میں کسی اضافہ کی گنجائش ہے۔ بعد حضرت ختمی مرتبت اس دستور العمل کی تعلیم اور تفسیر کی ذمہ داری اُس نے وارثانِ قرآن کو منتخب کرکے اُن کے حوالے کردی جن کا سلسلہ اب قیامت تک جاری رہے گا۔ ان وارثانِ قرآن کے پاس برابر ہر شبِ قدر میں فرشتے اور حضرتِ جبرئیل نازل ہوتے ہیں اور سال بھر کے لئے احکام خداوندی سے انکو آگاہ کرجاتے ہیں تاکہ بنی نوع انسان کی رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رہے اور یہ ہدایت اسی طرح بنی نوع انسان کے لئے قیامت تک جاری رہے گی۔ ارشادِ قدرت ہے،

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ○ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ○ لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ○ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ○ سَلٰمٌ ۛ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ○

(پارہ ۳۰۔ القدر آیت ۱ تا ۵)

ہم نے اس قرآن کو شبِ قدر میں نازل کیا۔ اور تم کو کیا معلوم کہ یہ شبِ قدر کیا ہے۔ شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس رات میں فرشتے اور جبرئیلؑ (سال بھر کی) ہر بات کا حکم لے کر اپنے پروردگار کے حکم سے نازل ہوتے ہیں۔ یہ رات صبح طلوع ہونے تک (از سرتاپا) سلامتی ہے۔

رَفِيعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۝ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

(پارہ ۲۴ - المومن آیت ۱۴ تا ۱۶)

خدا تو بڑا عالی مرتبہ عرش کا مالک ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی نازل کرتا ہے تاکہ (بنی نوع انسان کو) ملاقات (قیامت) کے دن سے ڈرائے جس دن وہ لوگ (قبروں) سے نکل پڑیں گے اور ان کی کوئی چیز خدا سے پوشیدہ نہ رہے گی اور (ندا آئے گی) آج کس کی بادشاہت ہے پھر (خدا خود کہے گا) خاص خدا کی جو اکیلا اور غالب ہے۔

اس دستور العمل کو آج سے تیرہ سو برس قبل نافذ کر کے قرآن مجید مسلسل پکار پکار کر بنی نوع انسان کو دعوت فکر و عمل دے رہا ہے۔ پارہ ۲۷ القمر میں تکرار کے ساتھ ارشاد ہو رہا ہے "کہ ہم نے تو قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کر دیا کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرے"۔ اب یہ بنی نوع انسان کا فرض ہے کہ وہ اس دعوت فکر و عمل پر لبیک کہہ کر دنیا کو امن و آشتی کا گہوارہ بنا لے۔

اس دعوتِ فکر کے ساتھ یہ بھی واضح کیا جا رہا ہے کہ اگر تم نے اس دعوت پر لبیک نہیں کہا اور اس دستور العمل پر عمل نہیں کیا تو اس میں خدا کا کچھ نقصان نہیں لیکن ہاں اے افرادِ نسلِ انسانی تم خسارہ میں رہو گے اور دنیا نے دیکھ لیا اور اچھی طرح تجربہ بھی کر لیا ہے کہ اس رحمتِ خداوندی کو نظر انداز کر کے دنیا جنگ و جدل میں مبتلا ہے اور امن کی کوئی صورت نہیں پیدا ہوتی حالانکہ دنیا کی تمام طاقتیں امن قائم کرنے میں انتہائی کوشش کر رہی ہیں لیکن ہر طرف جنگ و تباہی کے آثار نمایاں ہیں۔ دیکھئے ارشاد ہو رہا ہے۔

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا

الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

(پارہ ۳۰۔ العصر ۱ تا ۳)

زمانہ کی قسم بنی نوع انسان گھاٹے میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو کہ (دین اسلام پر) ایمان لائے۔ اعمال صالح بجالائے اور آپس میں دینِ حق کی تلقین کرتے ہیں اور صبر کی وصیت کرتے ہیں۔

لیکن جنہوں نے اس دستور العمل کو اپنی زندگی کا جُز بنالیا اور زندگی میں ایک ثانیہ کے لئے بھی اس سے نہیں ہٹے اور تمام دنیاوی آزمائشوں میں ثابت قدم رہے اُن سے خطاب ہو رہا ہے۔

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِىٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِىْ فِىْ عِبٰدِىْ ۝ وَادْخُلِىْ جَنَّتِىْ ۝

(پارہ ۳۰۔ الفجر آیت ۲۶ تا ۳۰)

اے نفس مطمئنہ اپنے پروردگار کی طرف چل تو خدا سے خوش ہے اور خدا تجھ سے راضی تو میرے خاص بندوں میں شامل ہو جا اور میرے بہشت میں داخل ہو جا۔

یہ ہے وہ منزلِ نجات جو کہ انسان کیلئے مقدر کی گئی اور جس تک پہنچنے کیلئے اِس دستور العمل پر جو اُس خالقِ حقیقی نے ہماری فطرت کا اندازہ لگا کر ہمارے لئے مجوزو نافذ کیا ہے عمل کیا جائے اسکے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ یہ سمجھ لینے کے بعد یہ بھی یاد رکھو کہ دین میں زبردستی نہیں ہے۔ جب خوب غور و فکر کر لو اور جب یقینِ کامل حاصل کر لو پھر دیانت کا تقاضا یہ ہے کہ اِس دستور العمل کو اپنا کر اس پر صدق دل سے عامل ہو جاؤ۔ یہ تو دل جمعی کا سودا ہے۔ زبردستی کا سودا نہیں ہے۔ لیکن تمہاری بھلائی تو اسی میں ہے کہ اسکو اپنی زندگی پر محیط کر لو۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَىُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا

نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ
اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ
بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ
وَلَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝ لَاۤ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ ۙ
قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ۚ فَمَنْ یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْۢ
بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ
عَلِیْمٌ ۝ اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۙ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی
النُّوْرِ ؕ۬ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ یُخْرِجُوْنَهُمْ
مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

(پارہ ۳ ۔ البقرہ آیت ۲۵۴ تا ۲۵۶)

خدا ہی وہ ذات پاک ہے کہ اسکے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہے اور سارے جہان کا سنبھالنے والا ہے۔ اسکو نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند، جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو زمینوں میں ہے سب کچھ اُسی ہی کا ہے۔ کون ایسا ہے جو اُس کی منشا کے بغیر کسی کی سفارش کرے۔ جو کچھ اُن کے سامنے موجود ہے وہ اور جو کچھ اب تک ہو چکا ہے وہ سب خدا کے علم میں ہے نسلِ انسانی اس کے علم کے متعلق کوئی قیاس بھی نہیں کر سکتے۔ مگر وہ جس کو چاہتا ہے اُس علم سے نوازتا ہے۔ اس کی قدرت تمام آسمانوں اور زمین کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور ان تمام کی نگہداشت اُسے گراں نہیں اور وہ خدا بڑے مرتبہ اور بزرگ مرتبہ ہے۔ دین میں کسی طرح کی زبردستی نہیں ہے۔ گمراہی کے حدود ظاہر ہو چکے۔ (اس لئے اب یہ تمہارا فعل ہے کہ گمراہی پر قائم رہو یا ہدایت یافتہ ہو جاؤ) اور جس شخص نے سرکش اور شریر قوتوں کی پیروی سے انکار کر کے خدا پر ایمان لایا تو اُسنے وہ مضبوط رسّی پکڑلی جو ٹوٹ ہی نہیں سکتی خدا سب کچھ سنتا اور جانتا ہے خدا انکا سرپرست ہے جو دینِ اسلام پر ایمان لا چکے (جانتے ہیں کہ انہیں دینِ اسلام ہی) گمراہی کی تاریکیوں سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لے آیا اور جن لوگوں نے دینِ اسلام تسلیم کرنے

سے انکار کیا اور سرکش اور شریر قوتوں کی پیروی کو ہی اپنا شعار بنایا (تو یہ سمجھ لو کہ) انکے سرپرست سرکش اور شریر قوتیں اُن کو ظلمت ہی میں رہنے دیں گی اور ان کو روشنی (ہدایت) کی طرف نہیں آنے دیں گی۔ یہی لوگ جہنمی ہیں اور یہی لوگ ہمیشہ وہیں رہیں گے۔

خدا کی ہدایت تو صرف یہ ہے کہ تم دین اسلام ہی پر مرو تاکہ تمہاری عاقبت بخیر ہو۔ ارشاد ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ○

(پارہ ۴۔ آل عمران۔ آیت ۱۰۱)

اے دین اسلام پر ایمان لانے والو خدا کے (بنائے ہوئے قوانین مکافات سے) ڈرو جتنا اُن سے ڈرنے کا حق ہے اور تم دین اسلام کے سوا کسی اور دین پر نہ مرنا۔

وَهَٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيمًا ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ○ لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○

(پارہ ۸۔ الانعام آیت ۱۲۶ تا ۱۲۷)

اے رسول یہ دین اسلام صراط مستقیم تمہارے پروردگار کا بنایا ہوا سیدھا راستہ ہے۔ عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے ہم نے تفصیلات سے آیات بیان کر دیں (پیروانِ دین اسلام) کے لئے امن و چین کا گھر (بہشت) ہے اور دنیا میں جو کچھ اعمال نیک وہ بجالائے ان کے عوض خدا اُن کا سرپرست ہوگا۔

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا ۚ أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ○ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تُؤْمِنَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ

لَا یَعْقِلُوْنَ ○

(پارہ ۱۱۔ یونس آیت ۹۸ تا ۹۹)

(اے رسول) اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو تمام بنی نوع انسان کو جو روئے زمین پر ہیں سب کے سب دین حق پر ہوتے تو گیا تم لوگوں پہ زبردستی کرنا چاہتے ہو تاکہ سب دینِ حق پر آجائیں جو انسان اپنی عقل سے کام نہیں لیتے وہی لوگ تو ہیں جو دینِ اسلام سے انحراف کئے ہوئے ہیں ایسے ہی لوگ اپنے کو ہدایتِ خداوندی سے محروم کئے ہوئے ہیں۔ خدا بھی ایسی صورت میں زبردستی نہیں کرتا اور ان کو وہ ان کی ہی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ○ وَمَا یُلَقّٰهَاۤ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا یُلَقّٰهَاۤ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ○

(پارہ ۲۴۔ حم السجدۃ آیت ۳۴ تا ۳۵)

(اور دیکھو) نیکی و بدی برابر نہیں ہو سکتی (اگر کوئی بُرائی کرے تو) بُرائی کا جواب ایسے طریقہ سے دو جو اچھا طریقہ ہو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو تم دیکھو گے کہ جس شخص سے تمہاری عداوت تھی۔ یکایک تمہارا دلی دوست ہو گیا ہے۔ البتہ یہ ایسا مقام ہے جو اُسی کو مل سکتا ہے جو (جو بدسلوکی سہہ لینے کی) برداشت رکھتا ہو اور جسے (نیکی و سعادت کا) حصّہ وافر ملا ہو۔

قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِی اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَاۤ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ○

(پارہ ۱۔ البقرہ۔ آیت ۱۳۸)

(اے رسول) کہو تم خدا کے بارے میں ہم سے جھگڑا کرتے ہو حالانکہ ہمارا تمہارا دونو کا پروردگار وہی ہے۔ ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں تمہارے لئے تمہارے اعمال ہیں یعنی ہر انسان کو اس کے عمل کے مطابق نتیجہ ملنا ہے۔ تو پھر اِس بارے میں جھگڑا کیوں ہے۔

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ج فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ط وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ط وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○

(پارہ ۱۸۔ النور۔ آیت ۵۴)

اے رسول کہہ دو کہ خدا کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اس پر بھی تم سرتابی کرو گے تو تم اسکے ذمہ دار ہو۔ رسول کا فرض تو صرف اس قدر ہے کہ وہ تم کو دین اسلام کی طرف بذریعہ تعلیم حکمت و علم دعوت دے (زبردستی نہیں کرے گا) اگر تم اسکی اطاعت کرو گے (یعنی اس کے بتائے ہوئے دین یعنی اسلام پر ایمان لے آؤ گے) تو ہدایت پاؤ گے۔ رسول کا کام تو صرف احکام کا پہنچانا ہی ہے۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ج فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ج وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ج وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ○ وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ صلے وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ○

(پارہ ۱۱۔ یونس آیت ۱۰۷ تا ۱۰۸)

(اے پیغمبر) کہہ دو کہ اے افراد نسلِ انسانی بلاشبہ تمہارے پروردگار کی طرف سے وہ چیز تمہارے لئے آگئی جو حق ہے (یعنی دین اسلام، جس کی میں تمہیں تعلیم دے رہا ہوں اور پیروی کی ہدایت کر رہا ہوں) پس اب جس کسی نے سیدھی راہ اختیار کی تو یہ راست روی اُس ہی کی بھلائی کے لئے ہے اور جس نے گمراہی اختیار کی تو اس کی گمراہی کا نقصان بھی اسی کے لئے ہے (اور میرا کام تو صرف راہِ حق دکھادینا ہے) میں تم پر نگہبان مقرر نہیں کیا گیا ہوں (کہ تم کو زبردستی پکڑ کے راہِ حق پر لگا دوں) اور اے پیغمبر جو کچھ تم پر وحی کی گئی ہے اسکے مطابق چلو اور صبر کرو یہاں تک کہ اللہ فیصلہ کردے اور وہ فیصلہ کرنے والوں میں بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

ان آیاتِ قرآنی جن کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ ان سے خدا کا مقصود یہ ہے کہ وہ بنی نوع انسان پر یہ اچھی طرح واضح کردے کہ جب کہ ہر ایک انسان کے عمل کا محاسبہ خدا ہی کرے گا اور ہر ایک انسان کو اس کے عمل کا نتیجہ ملے گا اور یہ کہ ایک انسان دوسرے انسان کے فعل و عمل کا ذمہ دار نہیں ہے اور دین اسلام پر ایمان لانا بھی انسان کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا اور خدا کسی انسان کو زبردستی اور اکراہ سے دین اسلام منوانا نہیں چاہتا۔ تو تم اے افراد نسل انسانی خدا اور اس کے دین کے نام سے آپس میں کیوں لڑتے اور جھگڑتے ہو۔ یہ تو کوئی نزاع کی بات ہی نہیں ہے چہ جائیکہ تم خدا اور دین کے نام سے ایک دوسرے کے ساتھ اخلاق سوز مظالم کرو۔

جب خدا ہی نہیں چاہتا کہ کوئی انسان جب تک وہ خود ہی خوشی سے اپنی عقل سے سمجھ بوجھ کر دین اسلام قبول نہ کرے تو پھر تم کو یہ حق کہاں سے مل گیا کہ اس دین کے نام پر تم زبردستی کرو یا ان کو ان کے طریق پر عبادت کرنے کو روکو۔ خدا دیکھ رہا ہے اور وہ ہی ہے جو حق و باطل کا فیصلہ کرے گا۔ اسنے تو یہ حق اپنے انبیاء رسل اور ہادیوں کو بھی نہیں دیا اور نہ خود اُسنے اس ضمن میں طاقت کا استعمال کیا۔ اگر خدا چاہتا تو ممکن نہیں تھا کہ ایک فرد بھی دین اسلام سے منحرف ہوتا لیکن اس کی حکمت کا تقاضا یہی ہے کہ وہ قبولِ دین اِسلام کو انسان کی فہم و فراست پر چھوڑ دے۔ اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ جب بھی انسان اپنی عقل و فراست سے کام لیگا اور قرآن مجید میں غور و فکر کریگا تو یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ راہ راست پر نہ آجائے۔ وقت اور زمانہ کا تعین انسان کیلئے ہے۔ اس حکیم مطلق کیلئے نہیں۔ اسلئے وہ مہلت پر مہلت دے رہا ہے۔

بے شک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیا گیا۔ لیکن اس میں سختی اور زبردستی تو کجا اللہ کو ناشائستگی تک گوارہ نہیں دیکھئے ارشاد ہو رہا ہے۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ○

(پارہ ۱۴ - النحل - آیت ۱۲۵)

اپنے پروردگار کی راہ پر حکمت اور اچھی اچھی نصیحت کے ذریعہ بلاؤ اور اگر بحث و مباحثہ کرو بھی تو ایسے طریقہ سے کرو جو لوگوں کے نزدیک سب سے اچھا ہو۔ اس میں شک نہیں کہ جو خدا کی راہ سے بھٹک گئے ہیں ان کو تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے اور ہدایت یافتہ لوگوں سے بھی خوب واقف ہے۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَیَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَیْرِ عِلْمٍ ؕ كَذٰلِكَ زَیَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ص ثُمَّ اِلٰی رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○

(پارہ ۷ - الانعام آیت ۱۰۸)

اور دیکھو جو لوگ خدا کو چھوڑ کر دوسرے معبودوں کو پکارتے ہیں تم ان پر سب و شتم نہ کرو کیونکہ نتیجہ یہ نکلے گا کہ یہ لوگ بھی از رہ جہل و نادانی خدا کو برا بھلا کہنے لگیں گے اور یاد رکھو انسان کی طبیعت ہی ایسی بنی ہے کہ ہر گروہ کو اپنا ہی عمل اچھا دکھائی دیتا ہے۔ پھر بالاخر سب کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹنا ہے اور وہیں پر ہر گروہ پر اسکے اعمال کی حقیقت کھلنے والی ہے۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا ○ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِیْلًا ○ وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًا ○

(پارہ ۲۹ - المزمل آیت - ۷)

تم اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرو اور سب (سرکش اور شریر قوتوں سے الگ ہو کر) اسی ہی کے ہو رہو وہی مشرق و مغرب کا مالک ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں تم تو اسے ہی اپنا کارساز

بناؤ اور جو کچھ لوگ بکا کرتے ہیں اس پر صبر کرو اور اپنے کو اُن سے بعنوان شائستہ الگ کرو تاکہ ان پر گراں بھی نہ گزرے اور وہ کوئی فساد بھی نہ کریں)

توبہ، عفوِ گناہ اور رحمتِ الٰہی

اِن تمام حقائق کو واضح کر دینے کے بعد خدا کا ارشاد ہے کہ اے افرادِ نسلِ انسانی گو کہ اس دستور العمل کو تسلیم کرنا اور اس پر عمل کرنا تمہاری عقل و فہم پر چھوڑ دیا گیا ہے لیکن جب بھی تمہاری عقل و فہم یہ فیصلہ کر دے کہ انسان کے لئے راہ نجات اخروی یہی ہے جو خدا نے مجوز کی ہے تو پھر تم کو یقین رکھنا چاہیئے کہ خدا کی رحمت کا دروازہ بھی ہمیشہ کے لئے کھلا ہوا ہے۔ خواہ یہ فیصلہ تم نے اپنی عمر کے آخر ترین حصہ ہی میں کیوں نہ کیا ہو۔ لیکن اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہونا۔ لیکن یہ سمجھ لو کہ جب تمہاری عقل و فہم یہ فیصلہ کر دے تو پھر فوراً ہی گزشتہ لغزشوں سے توبہ کر کے اس راہ مستقیم پر صدق دل سے گامزن ہو جاؤ۔ یہ بھی سمجھ لو کہ قوانین فطرت میں فضل و رحمت کی مشیت کام کر رہی ہے اور اس میں ہر غلطی کی درستگی کے لئے اور ہر نقصان کی تلافی کے لئے ہر لغزش کو سنبھل جانے کے لئے مواقع میسر ہیں۔ اگر اِن قوانین فطرت کی مہلت بخشیوں سے فائدہ اٹھا کر لغزشوں کی اصلاح کر لی جائے تو پھر فطرت کا یہ قانون بھی ہے کہ اصلاح اور تلافی کی ہر کوشش کو قبول کر لیتی ہے۔ اور ان لغزشوں اور غلطیوں کے نتائج گو کہ نشو و نما پانے لگتے ہیں۔ لیکن ان کا مزید نشو و نما پانا رک جاتا ہے یہی نہیں بلکہ اگر اصلاح بروقت کر لی جائے اور ٹھیک کر لی جائے تو پچھلے مضر اثرات محو ہو جاتے ہیں اور اس طرح محو ہو جاتے ہیں جیسے کبھی کوئی خرابی واقع ہی نہیں ہوئی تھی۔ لہٰذا جب تمہاری عقل و فہم اس دستور العمل کی افادیت کو سمجھ لے تو پھر

ایک منٹ کے لئے بھی تردد نہ کرنا۔ تم خدا کو ہمیشہ رحیم اور ستار العیوب پاؤ گے۔

ارشاد قدرت ہے:۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝

(پارہ ۲۴۔ الزمر آیت ۵۳ تا ۵۴)

اے میرے بندوں جنہوں نے بدعملیاں کر کے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے (تمہاری بدعملیاں کتنی ہی سخت اور کتنی ہی زیادہ کیوں نہوں مگر) اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہو اللہ تمہارے گناہ بخش دے گا یقیناً وہ بڑا بخشنے والا ہے بڑا رحمت رکھنے والا ہے (لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے) جب تم پروردگار کی طرف رجوع کرو اور اسکے فرمانبردار بندے بن جاؤ اس سے قبل کہ اللہ کا قانون مواخذہ کا حکم صادر ہو جائے۔ اس وقت کوئی تمہاری مدد نہ کر سکے گا۔

(تمام شد)